ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

جلد:۳۴ شمارہ:۴۳ ۲۲؍تا۲۸؍اکتوبر۲۰۲۱ء — ۱۵؍تا۲۱؍ربیع الاوّل۱۴۴۳ھ
Year-34 Issue-43 22 - 28 October 2021 Page 16

قومی جرائم ریکارڈ بیورو کی

رپورٹ

کتنا سچ بولتے ہیں اعداد و شمار

ابھی این سی آر بی کی رپورٹ ۲۰۲۰ء منظر عام پر آئی ہے تاہم یہ ایک تلخ سچائی ہے کہ اعداد وشمار کے لحاظ سے ہماری رپورٹیں عام طور پر اس بری طرح تضاد کا شکار ہوتی ہیں کہ ملک کے عوام کو ان پر یقین کرنا ہی مشکل ہو جاتا ہے ——————

محمد سالم جامعی

اعداد وشمار کے بارے میں یہ ایک عمومی اتفاق ہے کہ وہ ہمیشہ یا تو پورا سچ ہی نہیں بولتے اور اگر بولتے بھی ہیں تو ان میں اعداد وشمار تیار کرنے والوں کی ذاتی پسند اور ناپسند کی جھلک ہمیشہ نظر آتی رہتی ہے تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اعداد وشمار کا کوئی متبادل بھی نہیں ہے، خاص طور پر ہندستان جیسے ایک منقسم سماج میں، جہاں پالیسی سازوں کے پاس مذاہب، ذاتوں، زبانوں اور مختلف قوموں میں تقسیم معاشرہ کے لیے اسکیمیں بناتے وقت ان کے علاوہ کوئی دوسری بہتر بنیاد بھی نہیں ہے۔

قومی جرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) کی ۲۰۲۰ء کی رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔ ملک کے الگ الگ صوبوں میں جرائم کی صورتحال سمجھنے کے لیے کسی بھی تحقیق کے متلاشی کے لیے بیورو کی رپورٹ ایک علامت کی طرح ہوتی ہے۔ یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ ۱۹۸۶ء میں قائم قومی جرائم ریکارڈ بیورو کا کام صرف ریاستوں سے دستیاب جرائم کے اعداد وشمار کو شامل کر کے شائع کر دینا ہے۔ اسے یہ حق نہیں ہے کہ سماجی علوم کا مطالعہ کر کے وہ ان جرائم کے کم یا زیادہ ہونے کے عوامل کی پہچان کر سکے، اس کام کو تو دوسرے تحقیقی اداروں کو ہی کرنا ہوگا تاہم یقینی طور پر بیورو کے تدوینی اعداد وشمار اس کے لیے انمول ثابت ہوتے ہیں۔ اعداد وشمار سے کسی نتیجہ پر پہنچتے وقت یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ تمام ریاستی حکومتوں کی طرف سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ جرائم کو کم سے کم کر کے پیش کیا جائے۔ بطور استثنیٰ بھی کوئی ایسا صوبہ تلاش کرنا مشکل ہوگا جو ان اعداد وشمار کو پولیس تھانوں میں سو فیصد درج کرنے پر زور دینے والا ہو۔ اتر پردیش جیسی ریاستوں میں سبھی جانتے ہیں کہ آدھے سے بھی کم معاملوں میں ایف آئی آر درج ہوتی ہے۔

(باقی ص۱۴ پر)

اندر پڑھئے
• مفروضہ رسم و رواج اور ان کے مفاسد ص۵ • ووٹ: جانئے آپ کو کیا کرنا ہے ص۸-۹
• یوم جمعہ کی اہمیت: قرآن وسنت کی روشنی میں ص۱۰ • وزیر اعظم کا دورۂ امریکہ کامیاب رہا یا ناکام ص۱۲

حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے

مدینہ طیبہ مرکز اسلام اور مہبط وحی ہے، جسے خداوند قدوس نے اپنے پیارے نبیؐ کے لیے بطور ہجرت گاہ منتخب فرمایا ہے، جو سوختہ دل عشاق کے لیے قرارِ قلب و جاں اور مجموعی حیثیت سے پناہ گاہِ دین وایماں ہے۔ اسی ارض طیبہ سے خلوص وللہیت، ایثار وسخاوت، جواں مردی وشجاعت، عزیمت واستقامت کے ایسے شیریں اور روح پرور چشمے پھوٹے؛ جن سے عالم انسانیت نے سیرابی حاصل کی، جس کے مطلعِ نور سے علم وفضل کے ایسے آفتاب و ماہ تاب طلوع ہوئے؛ جن کی ضیا بار کرنوں سے جہالت وبے دینی کے اندھیرے کافور ہوگئے، جہاں کی مسجد ومکتب سے ایسے نیک طینت تلامذہ کی تربیت کا اہتمام ہوا جن کے انفاس کی گرمی سے مردہ دل اقوام وملل کو حیات نو ملتی رہی۔ یہ وہ مقدس سرزمین ہے جہاں اسلام کی چمن بندی ہوئی، جہاں سے اسلام محفوظ طور پر دنیا کے چپے چپے میں پھیلتا رہا، جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے ہدایت یافتہ خلفاء اور ہزاروں جاں نثار قیامت تک کے لیے آرام فرما ہیں، پھر نبوی پیشین گوئی کے مطابق قرب قیامت ایمان سمٹ سمٹ کر یہیں پناہ گزیں ہوگا۔ ایسی بابرکت سرزمین پر فحاشی کو فروغ دینے اور عریانیت کے مراکز قائم کرنے کا منصوبہ (جیسا کہ میڈیا کے ذریعہ معلوم ہوا) کس درجہ افسوس ناک، دل ودماغ کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے والا اور سوہانِ روح وجاں ہے۔

ایک وقت تھا جب سعودی عرب کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں سینما ہال کھولنے کی اجازت نہیں، جس کا بنیادی سبب حرمین شریفین کا تقدس اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی اس سے جذباتی وابستگی تھا؛ لیکن افسوس کہ گذشتہ دنوں سعودی حکومت کی جانب سے ارض مدینہ میں سینما ہال قائم کرنے کا اعلان کیا گیا، خدا کرے کہ یہ خبر غلط ہو؛ مگر ذرائع کے مطابق نئے منصوبوں کے تحت اس پاکیزہ سرزمین پر دس سینما ہالوں کے علاوہ ۲۸ دکانیں، ۳۲ ریستوران اور تفریح کے لیے دو مقامات شامل ہیں، سعودی میڈیا کا کہنا ہے کہ جنوری ۲۰۲۲ء تک ان منصوبوں کی تکمیل ممکن ہے۔

مدینہ منورہ میں سینما ہالوں کی تعمیر کے اعلان کے ساتھ ہی مسلمانوں میں شدید غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی، عالم اسلام کے معروف عالم دین، شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ ٹویٹر پر مانة منطقة المدينة المنورة کی جانب سے مدینہ منورہ میں سینما ہال کھولنے کے ٹویٹ کے ساتھ ان الفاظ میں اپنے رنج وافسوس کا اظہار کیا کہ ”اب مدینہ منورہ میں بھی دس سینما ہال قائم کرنے کا منصوبہ! انا للہ وانا الیہ راجعون! الفاظ اس پر صدمے کے اظہار سے عاجز ہیں، الیس منکم رجل رشید؟“ (کیا تم میں کوئی ایک بھی ڈھنگ کا آدمی نہیں؟)

واضح رہے کہ ایک نیوز پورٹل (اردو اسلام ٹائمز) کے مطابق سعودی عرب میں ۲۰۱۸ء میں سینما ہال کا باقاعدہ افتتاح ہوا اور گذشتہ صرف تین سالوں کے دوران سعودی عرب کے مقامات پر متعدد سینما گھر کھولے گئے، جبکہ آئندہ سالوں میں مزید سینما ہال کھولنے کا امکان ہے۔ سعودی پریس ایجنسی کے مطابق تین سالوں میں ایک کروڑ بیس لاکھ سینما کے ٹکٹ فروخت کیے گئے، جبکہ جدہ میں میوزیکل فیسٹول کے عنوان سے موسیقی کا میلہ بھی سجایا گیا، جس میں دنیا بھر سے موسیقاروں نے شرکت کی ہے۔ اس کے علاوہ الیکٹرونک ڈانس فیسٹول دسمبر ۲۰۱۹ء میں منعقد کیا گیا۔ جو تین دن جاری رہا، اس میں چار لاکھ افراد نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ ۲۰۱۹ء میں ریسلنگ کا پہلا میچ بھی منعقد ہوا۔ بتلایا جاتا ہے کہ محمد بن سلمان نے ویژن ۲۰۳۰ء کے تحت ملک کو قدرے آزاد خیال اور عوامی زندگی سے مذہب کا عمل دخل کم کرنے کے لیے اس طرح کے اقدامات کئے ہیں۔

امریکہ کا معتدل اسلام:

آج سے کوئی پندرہ سال قبل امریکہ کے مشہور تحقیقی ادارے (Corporation RAND) نے اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے ایک تازہ ترین رپورٹ پیش کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ مذکورہ رپورٹ کی تیاری میں تین سال کا طویل عرصہ لگا جو ۲۱۷ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا عنوان ہے 'اعتدال پسند مسلم معاشرے کا قیام' (Building Moderate Muslim Networks) اس رپورٹ میں اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے جس جارحانہ انداز میں زہر افشانی کی گئی ہے وہ امریکہ اور اہل مغرب کے مذہبی تعصب اور انتہا پسندی کا آئینہ دار ہے۔

پچھلے چند سالوں سے نئے ولی عہد شیخ محمد بن سلمان مملکت سعودیہ کو بہ زعم خویش جس معتدل اسلام کی کھائی میں جھونک رہے ہیں، وہ اسلام اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کیساتھ گھناؤنا مذاق اور در پردہ دین کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی مذموم سازش ہے۔

اس تحقیقی رپورٹ کا لب لباب یہ ہے کہ عصر حاضر میں مغرب نواز اعتدال پسند مسلم قیادت کو کس طرح ابھارا جائے، مسلمانوں کو ان کے اصلی سرچشمے یعنی قرآن وسنت سے کس طرح برگشتہ کیا جائے، سیکولرزم اور مغربی افکار کو مسلم معاشروں میں کس طرح پروان چڑھایا جائے، وہ کون سے وسائل ہیں جو مسلم نوجوانوں کے دلوں میں ان کے مذہب کے تعلق سے شکوک وشبہات پیدا کر سکتے ہیں، اور ساری دنیا کے مسلمانوں کو اس بات پر کس طرح قائل کیا جائے کہ ان کی پستی اور زبوں حالی سے نجات صرف اور صرف امریکی اعتدال پسند اسلام کو اپنانے میں مضمر ہے۔ مطلوبہ اعتدال پسند اسلام کی یہ لہر درج ذیل نکات پر مشتمل ہے:

(۱) شریعت اسلامیہ کو کسی صورت نافذ نہ ہونے دیا جائے۔ (۲) عورت اپنا فرینڈ (نہ کہ شوہر) اختیار کرنے میں آزاد ہوگی۔ (۳) مسلم اکثریتی ممالک میں دیگر مذہبی اقلیتوں کو اونچے حکومتی عہدوں پر آنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۴) لبرل تحریکات اور تنظیموں کی حمایت ہوگی۔ (۵) صرف دو دینی یا اسلامی نقطہ نظر قابل قبول ہوں گے:

الف: ایک روایتی یا رسمی دینداری جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ عام بازاری آدمی کی طرح روٹین کے مطابق نماز وغیرہ پڑھتا رہے، اور اس سے آگے نہ بڑھے۔

ب: صوفیانہ دینداری پر مبنی وہ نقطۂ نظر بھی قابل قبول ہے، جو صرف قبروں کی نماز، دعاؤں اور پھول چڑھا کر اپنی دینداری کا قائل ہے۔

لہٰذا جب تک یہ دونوں نقطۂ نظر اپنی ان رسمی کارروائیوں میں مگن ہیں، اور اپنے اسلاف کی حقیقی روایات کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں، تب تک ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ اس تناظر میں غور کیا جائے تو اعتدال پسند اسلام کے حوالے سے محمد بن سلمان نے جتنی کچھ اصلاحات کی ہیں وہ سب مغربی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے اور ان کے رحم وکرم پر مملکت کو مزعومہ ترقی سے ہم دوش کرنے کی ناروا کوشش ہے۔

حرمین شریفین وحدتِ ملت کا عنوان

دینِ اسلام میں ایسی کئی بنیادیں موجود ہیں جو اسلامیان عالم کی وحدت کا بیّن ثبوت ہیں، جیسے حرمین شریفین اور حج کے مناسک واعمال کہ مختلف خطوں اور علاقوں کی تمیز کے بغیر، رنگ ونسل کے امتیاز سے بالاتر اور فرقہ ومسلک کی شناخت سے بے نیاز ہوکر سب 'لبیک اللّٰھم لبیک' کی صدائیں بلند کیے پراں پراں اور کشاں کشاں حجاز مقدس کا سفر کرتے ہیں، حرمین شریفین وہ نکتۂ وحدت ہے جس کی خاطر پوری اُمتِ مسلمہ ہمہ وقت متحد ہونے کے لیے تیار رہتی ہے۔ حرمین شریفین کے ساتھ احترام وتقدس کے انہی جذبات کی وجہ سے حرمین شریفین کی خادم حکومت، سعودی عرب کے لیے اُمتِ مسلمہ انتہائی احترام وعقیدت کے جذبات رکھتی ہے اور سعودی حکومت کے بعض سیاسی مسائل کو بھی اُمتِ مسلمہ دینی معاملہ سمجھ کر ردِعمل دیتی ہے۔ پھر چوں کہ بڑی حد تک وہاں اسلامی قوانین کا نفاذ، حجاب و پردے کا اہتمام، فرائض دین کا التزام اور دیگر اسلامی شعائر کا تحفظ

(باقی صـ۱۴ پر)

کیا اسرائیل شام میں ایران کے خلاف نئی جنگ کا آغاز کرنے لگا ہے؟

شام میں دروز کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ایک سابق ممبر قانون ساز اسمبلی کی مبینہ طور پر اسرائیلی اسنائپر کے فائر سے ہلاکت ایک ایسے مرحلے کا آغاز ہو سکتی ہے جسے اسرائیل ہمسایہ ملک میں ایرانی قبضے کے خلاف اپنی جنگ کہتا ہے۔ امریکی خبر رساں ادارے ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق شام کی سرکاری خبر رساں ایجنسی نے بتایا کہ مدحت صالح کو گولان کی پہاڑیوں میں اسرائیلی سرحد کے ساتھ واقع ایک گاؤں عین التینہ میں گولی ماردی گئی جہاں وہ شامی حکومت کا دفتر چلا رہے تھے۔ تاہم اسرائیلی میڈیا کا کہنا ہے کہ مدحت صالح اسرائیل کے خلاف ایرانی فوج کی مدد کرتے رہے ہیں۔ اسرائیلی فوج نے اس حوالے سے کوئی بھی بات کرنے سے انکار کر دیا، لیکن اگر مدحت صالح واقعی اسرائیل کے ہاتھوں مارے گئے ہیں تو یہ پہلی بار ہوگا کہ اسرائیلی اسنائپروں نے سرحد کے اس پار ایران سے منسلک کسی شخص کو قتل کیا ہے۔ اسرائیل نے کہا ہے کہ وہ شام میں ایران کی مستقل فوجی موجودگی کو برداشت نہیں کرے گا۔ اس نے حالیہ سالوں میں شام میں مبینہ ایرانی اسلحہ کی ترسیل اور فوجی اہداف پر فضائی حملے کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ اسرائیل نے ۱۹۶۷ء کی مشرق وسطیٰ کی جنگ میں شام سے گولان کی پہاڑیوں کو چھین لیا تھا اور بعد میں اسٹریٹیجک علاقے پر قبضہ کرلیا، جہاں سے شمالی اسرائیل نظر آتا ہے۔ دنیا کے زیادہ تر ممالک نے گولان پر اسرائیل کے قبضے کو تسلیم نہیں کیا لیکن سابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اسے تسلیم کرتے ہوئے اسرائیل کا حصہ قرار دیا۔ مدحت صالح گولان کے اسرائیلی کنٹرول والے علاقے مجدل شمس میں پیدا ہوئے اور اسرائیل نے انہیں کئی بار جیل میں ڈالا۔ بعد میں وہ شام چلے گئے، ۱۹۹۸ء میں پارلیمنٹ کے لیے منتخب ہوئے اور گولان کے مسئلے پر حکومت کے مشیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اگرچہ اس قتل پر اسرائیل کی جانب سے سرکاری طور پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا لیکن اسرائیلی فوجی مبصرین جنہیں اعلیٰ فوجی افسران کے ساتھ اعلیٰ سطحی پس منظر کی بریفنگ دی جاتی ہے، نے کہا کہ مدحت صالح اسرائیلی محاذ کے ساتھ ایرانیوں کی مدد میں ملوث تھے۔

دریچۂ پاکستان — انصار عباسی

عمران خان پریشان کیوں؟

وزیراعظم عمران خان ان دنوں کافی پریشان ہیں۔ یہ بات پہلے مجھے چند علمائے کرام سے معلوم ہوئی جنہوں نے وزیراعظم کے حالیہ دورۂ کراچی کے دوران ان سے ملاقات کی۔ بعد میں گزشتہ ہفتہ کے دوران اسلام آباد میں اپنی اسی پریشانی کے حوالے سے وزیراعظم نے دو اجلاسوں میں شرکت کی۔ پریشانی کا تعلق ملک کی معیشت اور سیاست سے نہیں ہے بلکہ روز بروز بڑھتے معاشرتی بگاڑ سے ہے جس کے نئے نئے ڈراؤنے روپ ہمارے سامنے آ رہے ہیں اور جس کی وجہ سے معاشرہ بڑی تیزی سے تنزلی کا شکار ہو رہا ہے۔

وزیراعظم کی اس پریشانی سے ممکنہ طور پر ایک اچھا کام ہونے جا رہا ہے جس کی اس معاشرے کو اشد ضرورت ہے اور وہ ہے تربیت اور کردار سازی۔ مجھے بتایا گیا کہ وزیراعظم عمران خان نے گزشتہ ہفتے اسی موضوع پر دو اجلاس کیے جن میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ معاشرے کی تربیت اور کردار سازی کے لیے جنگی بنیادوں پر تمام ممکنہ اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں وزیراعظم بارہ ربیع الاول کے روز ایک نیا محکمہ یا اتھارٹی بنانے کا اعلان کرسکتے ہیں جس کا مقصد معاشرے کی کردار سازی اور تربیت کے لیے پالیسی بنانا اور اس پالیسی پر عملدرآمد کروانا ہوگا تاکہ ہم ملک میں بڑھتی ہوئی معاشرتی خرابیوں اور برائیوں سے اسے پاک کرسکیں۔

صرف سزاؤں سے کام نہیں چلے گا اور بغیر تربیت تعلیم بھی کسی کام کی نہیں اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکولوں وکالجوں میں تعلیم کی فراہمی کے ساتھ ساتھ تربیت اور کردار سازی پر بھی غیر معمولی توجہ دی جائے بلکہ میڈیا، مسجد ومنبر، سول سوسائٹی اور دوسرے ذرائع کو معاشرے کو بہتر بنانے اور برائیوں کو روکنے کی جدوجہد کے لیے کردار ادا کرنے کے لیے کہا جائے گا۔

والدین کو اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کی ان کی ذمہ داری یاد دلائی جائے۔ تربیت کیسے کی جائے، کردار سازی کے لیے کیا میکنزم اپنائے جائیں اس کے لیے بنیادی ذمہ داری نئی اتھارٹی کو سونپی جائے گی۔

ہماری جو اس وقت حالت ہے وہ انتہائی تشویشناک ہے۔ ہم کہنے کو تو مسلمان ہیں لیکن ہمارے اعمال درست نہیں۔ جھوٹ، فراڈ، دھوکہ دہی، ملاوٹ، رشوت، سفارش یا کسی بھی دوسری خرابی اور برائی کا نام لیں وہ یہاں ہر طرف ہر شعبہ میں پھیل چکی ہیں۔ عورتوں سے بدسلوکی اور ریپ کے بڑھتے ہوئے واقعات، بچوں سے زیادتی اور قتل جیسے گھناونے جرائم ہیں کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ بڑھتی فحاشی وعریانیت نے معاشرتی برائیوں کو اور بڑھا دیا ہے۔

میں ایک عرصہ سے تربیت اور کردار سازی کی ضرورت پر زور دے رہا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ یہ وہ معاملہ ہے جس پر توجہ دی گئی تو ہم ہر میدان میں کامیاب ہو جائیں گے اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تباہی سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ لیکن نہ کسی سیاستدان نے اس پر کان دھرا نہ میڈیا نے اس طرف توجہ دی۔

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ وزیراعظم عمران خان کی توجہ اس اہم ترین مسئلہ کی طرف مبذول ہوئی اور اسی وجہ سے وہ پریشان اور فکر مند ہیں جس کا اظہار انہوں نے کراچی میں علماء کے ساتھ ایک میٹنگ میں بھی کیا اور علماء سے تجاویز بھی مانگیں کہ ان کے خیال میں کس طرح معاشرے کو اچھائی کی طرف لے جایا جائے اور برائیوں سے روکا جائے؟ وزیراعظم اگر اس بارے میں فکرمند اور پریشان ہیں تو اس پر مجھے خوشی ہوئی۔ اس فکر اور اس پریشانی سے ہی مسئلے کا کوئی حل نکلے گا۔

اچھا ہو کہ ہماری پارلیمان اور سیاسی رہنما اس مسئلہ پر بات کریں اور یہ فکر کریں کہ اگر ہم نے اپنی معاشرتی برائیوں اور خرابیوں کو دور نہ کیا تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ ہم کیسے لوگ ہیں کہ یہاں علاج جعلی، یہاں دوائیاں دو نمبر، یہاں پل، سڑکیں اور عمارتیں خراب مال سے بنائی جاتی ہیں، عدالتوں پر اعتبار نہیں، پولیس پر بھروسہ نہیں، سرکاری دفاتر میں کوئی جائز کام بھی رشوت اور سفارش کے بغیر نہیں ہوتا۔

ہم چاہے سرکاری شعبہ میں ہوں یا نجی شعبہ میں، اپنے چھوٹے چھوٹے ذاتی فائدوں کے لیے جھوٹ بولنے اور فراڈ کرنے سے باز نہیں آتے، اپنے چھوٹے سے نفع کے لیے دوسروں اور قوم کا بڑے سے بڑا نقصان بھی کر لیتے ہیں، یہاں تک کہ دوسروں کی جان بھی لے لیتے ہیں۔ رشتوں کے آپس میں کیا حقوق وفرائض ہیں، معاشرتی تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہیے اور ہے کیا؟ جس طرف دیکھیں خرابی ہی خرابی۔

میری دعا ہے کہ وزیراعظم کی اس پریشانی سے قوم اور معاشرے کے لیے کوئی اچھا حل نکلے اور تربیت اور کردار سازی کا کوئی مربوط اور مستقل سلسلہ شروع ہو سکے تاکہ ہم اچھے مسلمان اور اچھے انسان بن سکیں اور ہمارا معاشرہ ایک اچھا معاشرہ بن کر ابھرے۔

ابھی تک ہمارا زور صرف نئے سے نئے قانون بنانے پر ہی رہا جبکہ اصل علاج یعنی تربیت اور کردار سازی کی طرف ہم نے توجہ ہی نہ دی اور اسی وجہ سے ہم آج ایسی قوم بن گئے ہیں کہ اپنے آپ کو دیکھ کر پریشانی ہی پریشانی ہوتی ہے اور بندہ سوچتا ہے ہمارا کیا بنے گا۔

ہفت روزہ

الجمعیۃ

نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اسلام کے دفاع کی نہیں تعارف کی ضرورت ہے

اس حقیقت کو فراموش کرنا ممکن نہیں ہے کہ آج عالمی سطح پر ہمارے اسلامی تشخص کو ختم کرنے اور ہماری قومی وملّی اقدار کو درہم برہم کرنے کی خفیہ وعلانیہ کوششیں ہی نہیں بلکہ سازشیں چل رہی ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ مسلمان خواہ دنیا کے کسی بھی خطہ اور گوشے میں ہوں ان کے پاس اپنا ایک عقیدہ وعمل ہے جو ناقابلِ تبدیل وتنسیخ ہے اور یہ ہی وہ خصوصیت ہے جو انھیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ مسلمان ایک صاحب پیغام قوم ہے جو جہاں بھی رہتی ہے اپنے اسلامی شعار وثقافت کے ساتھ رہتی ہے اور شاید اسی لیے دشمنانِ اسلام کی خواہش رہتی ہے کہ ان کے دینی و مذہبی تشخص کو ختم کر کے انھیں اسی خدا بیزار سماج کا حصہ بنا دیا جائے جس کا وہ خود حصہ ہیں۔ انھیں ہرگز یہ پسند نہیں ہے کہ مسلمان اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ باقی رہیں۔ اپنی اسی اساس کی وجہ سے عالمی سطح پر موجود اسلام دشمن طاقتیں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق تمام علامات کو خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا عام تہذیبی وثقافتی زندگی سے، ہمیشہ مٹانے کے درپے رہتی ہیں۔ انھیں کسی بھی سطح پر یہ منظور نہیں ہے کہ کوئی بھی اسلامی پہچان باطل اقدار وافکار کے مقابلہ میں سامنے آئے اور انسانیت کی فلاح و بہبود کا ذریعہ بنے۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ خود ہمارے معاشرے میں ایسے لوگ درآئے ہیں جو اہلِ مغرب کا راگ الاپنے میں لگے ہوئے ہیں اور مغرب کے باطل اور اسلام مخالف افکار ونظریات کو مسلمانوں میں پھیلانے میں سرگرم عمل ہیں۔ معتبر ذرائع کے مطابق ایسے لوگ دشمنانِ اسلام کا آلۂ کار بن رہے ہیں اور اسلام وشعائر اسلام سے متعلق نامکمل معلومات انھیں دے کر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے ہاتھ میں ہتھیار دے دیتے ہیں۔ ابھی چند سال قبل بیت اللہ سے متعلق ایک نام نہاد ہندو دانشور نے جو ہفوات شائع کی تھیں اس کی جب تحقیقات کی گئیں تو یہ بات سامنے آئی تھی کہ اسے کسی ایسے ہی شخص نے یہ معلومات فراہم کی تھیں کہ کعبہ میں پہلے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے جو عرب کے تمام قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے اور جنھیں پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکال کر باہر پھینک دیا تھا، پھر کیا تھا، اس نام نہاد دانشور کی ہندوتوا کی رگ پھڑک اُٹھی اور اس نے اسے ایک افسانے کی شکل دے کر اعلان کر دیا کہ کعبہ قدیم تاریخ کے مطابق ''میکومندر'' تھا۔ یہ ہی وہ مفروضات ہیں جن پر اسلام دشمن طاقتوں کی دشمنی کی عمارت قائم ہے۔

دراصل یہ شر پسند عناصر مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کی ہیبت نکالنے اور اس کے لیے اسلامی شریعت کو بے وزن ثابت کرنے کے لیے اپنی پوری طاقت صرف کیے ہوئے ہیں۔ وہ پہلے ایمان کے بنیادی امور کو موضوعِ بحث بناتے ہیں پھر اس بحث کو افسانہ بنا کر اور اس میں محض مفروضات کو شامل کر کے ان کی حیثیت کو داغدار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ اسلام دشمن عناصر کا ایک عام وطیرہ ہے جو اپنے وطن عزیز سمیت عالمی سطح پر جاری ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں کا سب سے پہلا نشانہ انسان کی فطری حیا ہوتا ہے۔ یوروپ میں یہ رجحان عمومی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے، وہاں حلال وحرام کی تمیز تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ مرد وزن کے اختلاط نے وہاں حیا کے تمام پردوں کو چاک کر کے بے حیائی کو ہوا دے دی ہے۔ نشہ آور اشیاء کا استعمال بے روک ٹوک جاری ہے۔ حرام مال کا حصول اور سود کا ہر سطح پر استعمال ایسی بیماریاں ہیں جو پورے مغربی معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں اور یہ ہی وہ صورتِ حال ہے جس کا شکار ہو کر خود مسلمان بھی اپنا اسلامی تشخص گنواتے جا رہے ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو خاتم النّبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے پوری انسانیت کو عطا فرمایا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذریعہ سے دنیا میں قائم اختلافات، عداوتوں اور شکر رنجیوں کا خاتمہ کیا، اس دین نے دنیا کو امن دیا، انصاف دیا، سعادت عطا کی اور اخلاقِ عالیہ کے زیور سے آراستہ کیا اور مختصر مدت میں دنیا کے ایک بڑے رقبہ پر بغیر کسی خونریزی اور تشدد کے پھیل گیا، یہ اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پسندیدہ دین ہونے کا واضح ثبوت ہے، شروع ہی سے اس دین کو ایسے حاملین ملتے رہے، جو دین وشریعت کے ماہر اور دشمنوں کی دسیسہ کاریوں سے واقف تھے، اس لیے انھوں نے اسلام کے آفاقی پیغام اور اس کی علمی، فکری اور انسانی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور علمی تصنیفات کے ذریعہ اس حقیقت کو دنیا کے سامنے واضح کیا کہ اسلام کسی انسانی ذہن کی پیداوار نہیں، بلکہ اللہ کا اتارا ہوا دین ہے، اس کی نگاہ میں امیر وغریب شاہ وگدا سب برابر ہیں، ان کے درمیان اصل امتیاز طاعت ومعصیت کی بنیاد پر ہے۔

اسلام دشمن طاقتوں نے اس ربانی دین کو تشدد ودہشت گردی کا دین قرار دیا، اس کو اپنے لیے رکاوٹ تصور کیا اور اس کو ازکارِ رفتہ شمار کراتے ہوئے لوگوں کو یہ باور کرایا کہ دین اسلام قتل وغارت گری پر ابھارتا ہے اور فتنہ و فساد کا داعی ہے، انھوں نے اس نظریے کے حامل افراد بھی تیار کر دیئے جو ان کے نظریات وافکار کی ترویج واشاعت میں سرگرم ہیں اور اسلام کو اپنے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔

بیسویں صدی عیسوی میں کمیونزم کا نظریہ ایک مدت تک معاشی خوشحالی کا سبز باغ دِکھاتا رہا، اور مساوات کا نعرہ لگا کر اپنی طرف مائل کرتا رہا، لیکن بہت جلد اس کی حقیقت لوگوں کے سامنے واضح ہوگئی۔ وہ اپنی موت آپ مرگیا اور بری طرح ناکام ہوا، اس نظریہ میں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قانون کی مخالفت تھی اور اپنے نظریات کو خدا تصور کرتا تھا، ظاہر ہے کہ جب اللہ کے نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا جائے گا تو ناکامی اور نامرادی مقدر بن جائے گی، مادّی نظریات کے حاملین اپنے غلو پسند نظریات کی ناکامی کو ناکامی تصور نہیں کرتے بلکہ اس کی دوسری توجیہ کرتے ہیں اور اس کے دوسرے اسباب ومحرکات تلاش کرتے ہیں۔

اس وقت دنیا کے سامنے ایک نیا نعرہ ہے، اس کے لگانے والے علم دین کے حاملین ہی ہیں اور وہ ہے ''اسلام کا دفاع'' جبکہ اسلام کے تعلق سے دفاع کی تعبیر ہی قابل غور ہے، دفاع اس کا کیا جاتا ہے، جس میں کوئی کمی یا زیادتی ہو، اسلام تو اللہ کا اتارا ہوا صاف ستھرا دین ہے، اس میں اس کا کوئی امکان ہی نہیں اس لیے اس وقت دفاع کی نہیں بلکہ تعارف کی ضرورت ہے، اور یہ ایسا جامع اور مرتب ہونا چاہیے کہ اس میں ساری تفصیلات آجائیں۔

یہ اور اس طرح کے بے شمار ایسے مسائل ہیں جن میں اسلام دشمن طاقتیں الجھا کر بنیادی امور سے ہماری توجہ پھیرنا اور اسلامی شریعت سے دور کرنا چاہتی ہیں، ایسے حالات میں اسلامی تشخص اور خصوصیات کو بھی مکمل شکل میں اختیار کرنے کی شدید ضرورت ہے کیونکہ ان کے اندر وہ نور ہے جو ظلمتوں کو کافور اور تاریکی کو دور کر دیتا ہے۔ خود قرآن کریم کی شہادت ہے کہ:

''کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور اس کو ایک روشنی عطا کی جس کے ذریعہ وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے، اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھیرے میں بھٹک رہا ہو۔''

ظاہر ہے اللہ کا عطا کردہ دین اسلام ایک روشنی ہے جس نے کفر کی تمام ظلمتوں کو ختم کر دیا ہے اس لیے آج ضرورت ہے کہ ہم نہ صرف قلم سے بلکہ اپنے عمل سے بھی اسلام کا وہ تعارف پیش کریں جو اسلام دشمن طاقتوں کو بھی یہ کہنے پر مجبور کر دے کہ واقعی اسلام ہی اس کائنات کی ایک سچی حقیقت ہے اور وہ ہی قوموں کا نجات دہندہ ہے۔ ❑❑

جواھر القرآن

سورۂ سجدہ-۳۲	ترجمہ آیات:۱۴-۱۶	حضرت شیخ الہندؒ

○ سواب چکھو مزہ، جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تم کو (فا) اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے کیے کا۔

○ ہماری باتوں کو وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے (فٛ۲)

○ جدا رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے (فٛ۳) پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے (فٛ۴) اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں۔

فوائد: —————— **علامہ شبیر احمد عثمانیؒ**

فا ہم نے بھی تم کو بھلا دیا، یعنی کبھی رحمت سے یاد نہیں کیے جاؤ گے۔ آگے مجرمین کے مقابلہ میں مومنین کا حال ومآل بیان فرماتے ہیں۔

فٛ۲ خوف وخشیت اور خشوع وخضوع سے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ زبان سے اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں، دل میں کبر وغرور اور بڑائی کی بات نہیں رکھتے جو آیات اللہ کے سامنے جھکنے سے مانع ہو۔

فٛ۳ یعنی میٹھی نیند اور نرم بستروں کو چھوڑ کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ مراد تہجد کی نماز ہوئی جیسا کہ حدیث صحیح میں مذکور ہے اور بعض نے صبح کی یا عشاء کی نماز یا مغرب وعشاء کے درمیان کی نوافل مراد لی ہیں۔ گو الفاظ میں اس کی گنجائش ہے لیکن راجح وہی پہلی تفسیر ہے۔ واللہ اعلم

فٛ۴ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''اللہ سے لالچ اور ڈر برا نہیں دُنیا کا یا آخرت کا۔ اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے۔ ہاں اگر کسی اور کے خوف ورجاء سے بندگی کرے تو ریا ہے، کچھ قبول نہیں۔''

انوارِ احادیث

• حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے ان کا نور سورج کی روشنی کی طرح ہوگا۔ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: یہ غریب مہاجرین ہوں گے۔ جن کو مشکل کاموں میں آگے رکھ کر ان کے ذریعے سے بچاؤ حاصل کیا جاتا تھا، ان میں سے جس کو موت آتی تھی اس کی حاجت اس کے سینے میں ہی رہ جاتی تھی۔ انھیں زمین کے مختلف حصوں سے لا کر جمع کیا جائے گا۔ (مسند احمد)

قومی جرائم ریکارڈ بیورو کی رپورٹ

کتنا سچ بولتے ہیں اعداد و شمار

صفحہ اوّل کا بقیہ

بہرحال بیورو کی یہ رپورٹ ۲۰۲۰ء کی ہے جب کووڈ۱۹ کے دوران ملک کا بیشتر حصہ لاک ڈاؤن کا شکار تھا۔ سڑکوں پر کم ہی لوگ نکلتے تھے اور زیادہ تر کارخانوں، دفتروں اور تعلیمی اداروں میں تالے لگے ہوئے تھے۔ ایسی صورت میں گھروں کے باہر ہونے والے جرائم میں گراوٹ آنا ایک فطری بات ہے اور

ہے کہ ان کے برتاؤ میں بھی نوٹ کیے جانے کے لائق تبدیلی آئی ہوگی، جن کو پکڑنے میں ریکارڈ بیورو کے اعداد وشمار کوئی مدد نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ سمجھ میں آ سکتا ہے کہ چوری، رہزنی اور ڈکیتی جیسے معاملوں میں کووڈ۱۹ کے دور میں کمی آئی ہوگی مگر یہ بھی ایک تلخ سچائی ہے کہ دلتوں کے خلاف ہونے والی زیادتیوں کے

علاقے جہاں زیادہ تر شیڈولڈ کاسٹ یا جنگلوں کے نزدیکی علاقے، جہاں شیڈولڈ ٹرائب کے لوگ رہتے ہیں غیر متاثر رہے ہیں۔ ان علاقوں میں زندگی رواں دواں رہی، اس لیے اتنا اضافہ تو عام اضافہ ہی مانا جائے گا۔

بیورو کے جاری کردہ اعداد وشمار میں دو شعبے کافی دلچسپ ہیں۔ کووڈ۱۹ کے متعلق

کرنا ہندستانی لوگوں کے لیے تہذیبی حملہ کی طرح تھا اور اس تعلق سے کافی تعداد میں مقدمے قائم ہوئے۔ دوسرا شعبہ بدعنوانی سے متعلق ہے جس کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ جرائم کم ہوئے ہیں۔ دراصل شہریوں کے عام رابطہ میں آنے والے سرکاری محکمے عام طور سے بند رہے اس لیے فطری طور سے

صحت سے متعلق تھا۔

حالانکہ عام دنوں میں آبادی کے ایک چھوٹے حصے کا صحت کے سرکاری محکمہ سے رابطہ پڑتا ہے جس میں ان کا تجربہ کچھ اچھا نہیں ہوتا لیکن اس مرتبہ تو وبا کے دوران بڑی تعداد میں لوگوں کو سرکاری اسپتالوں کا رُخ کرنا پڑا اور بڑے پیمانے پر انھیں ایسے تجربوں سے گزرنا

کووڈ ۱۹ اور خاص طور سے لاک ڈاؤن کے سبب خواتین، بچوں اور بزرگوں کے خلاف جرائم میں کمی آئی ہے۔ یہ بیورو کا خیال ہے جبکہ یہ دیگر سماجی ماہرین کے ذرائع کے نتیجوں سے کافی مختلف ہے۔ تمام یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں کے زمینی مطالعے ظاہر کررہے ہیں کہ بڑے پیمانے پر روزگار ختم ہونے، آمدنی میں کمی آجانے اور زندگی میں طرح طرح کے مسائل سے پیدا ہونے والے تناؤ کے باعث متوسط عمر کے لوگوں کی زندگی ایک خاص طرح کے اضمحلال کا شکار ہوئی ہے جو خانگی تشدد کی شکل میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ بہت سے جائزوں اور مطالعوں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ ایسی صورت میں بیورو کے اعداد و شمار چونکانے والے ہیں، اس لیے ہمیں نہیں لگا کہ وہ لائق بھروسہ ہیں۔

بہت ممکن ہے کہ تھانوں میں کچھ کم واقعات درج کیے گئے ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ بہت سے معاملوں میں ستم رسیدہ لوگ پولیس تک نہ پہنچ پائے ہوں مگر چونکہ لوگوں کو امید نہیں رہتی کہ ان کی شکایتیں درج ہوں گی یا وہ سرکاری مشینری سے کسی اچھے سلوک کی امید نہ کرتے ہوں اس لیے جب تک کوئی بڑا حادثہ نہ ہو وہ تھانہ، کچہری کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتے۔ یہ ایک سنگین صورتحال ہے جو اپنے میں بہت کچھ کہہ رہی ہے۔

یہ فطری بات ہے کہ کووڈ سے متعلق احکامات جیسے ماسک پہننے یا سماجی فاصلہ بنائے رکھنے کے حکم کی خلاف ورزی کرنا ہندستانی لوگوں کیلئے تہذیبی حملہ کی طرح تھا اور اس تعلق سے کافی تعداد میں مقدمے قائم ہوئے۔ دوسرا شعبہ بدعنوانی سے متعلق ہے جس کے بارے میں بتایا جارہا ہے کہ جرائم کم ہوئے ہیں۔ دراصل شہریوں کے عام رابطہ میں آنے والے سرکاری محکمے عام طور سے بند رہے اس لیے فطری طور سے رابطہ میں کم شہری آئے اور نتیجتاً ان کے ساتھ زیادتی کے واقعات بھی کم ہوئے لیکن ایک شعبہ ایسا بھی ہے جس سے ملک کی ایک بڑی آبادی کو وبا کے دوران سابقہ پڑا، یہ شعبہ صحت سے متعلق تھا۔

حالانکہ گھروں کی چہاردیواریوں کے اندر خانگی تشدد یا جنسی زیادتی کے واقعات کافی بڑھے ہوں گے، مگر لیک سے ہٹ کر سوچنے کی ذہنی صلاحیت سے عاری بیورو نے جرائم کے روایتی خانے میں ان کے لیے گنجائش ہی نہیں رکھی ہے اس لیے ان پر بات چیت نہیں ہوسکتی۔ اس سب کے باوجود اس رپورٹ سے موجودہ معاشرہ کو سمجھنے میں مدد ضرور مل سکتی ہے۔ کووڈ ۱۹ اور خاص طور سے لاک ڈاؤن کے سبب خواتین، بچوں اور بزرگوں کے خلاف جرائم میں کمی آئی ہے۔ یہ بیورو کا خیال ہے جبکہ یہ دیگر سماجی ماہرین کے ذرائع کے نتیجوں سے کافی مختلف ہے۔ تمام یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں کے زمینی مطالعے ظاہر کررہے ہیں کہ بڑے پیمانے پر روزگار ختم ہونے، آمدنی میں کمی آجانے اور زندگی میں طرح طرح کے مسائل سے پیدا ہونے والے تناؤ کے باعث متوسط عمر کے لوگوں کی زندگی ایک خاص طرح کے اضمحلال کا شکار ہوئی ہے جو خانگی تشدد کی شکل میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ بہت سے جائزوں اور مطالعوں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ ایسی صورت میں بیورو کے اعداد و شمار چونکانے والے ہیں، اس لیے ہمیں نہیں لگا کہ وہ لائق بھروسہ ہیں۔ اسی طرح سے تعلیمی اداروں کے بند ہونے کی وجہ سے گھروں میں قید بچوں میں بھی چڑچڑا پن بڑھا ہے اور ظاہر

معاملے میں ۴ء۹ فیصد اور شیڈولڈ ٹرائب کے ذریعہ درج معاملوں میں ۳ء۹ فیصد کا اضافہ بھی ہوا ہے، یہ سمجھ میں آنے والی پوزیشن ہے، کیونکہ کووڈ۱۹ کے لاک ڈاؤن سے عموماً دیہی

سرکاری احکامات کی خلاف ورزی کے معاملوں میں اضافہ ہوا ہے۔ یہ فطری بات ہے کہ کووڈ سے متعلق احکامات جیسے ماسک پہننے یا سماجی فاصلہ بنائے رکھنے کے حکم کی خلاف ورزی

رابطہ میں کم شہری آئے اور نتیجتاً ان کے ساتھ زیادتی کے واقعات بھی کم ہوئے لیکن ایک شعبہ ایسا بھی ہے جس سے ملک کی ایک بڑی آبادی کو وبا کے دوران سابقہ پڑا، یہ شعبہ

پڑا جو موجودہ قوانین کے تحت بھی بدعنوانی کے زمرے میں آتے ہیں اور ان معاملات میں مقدمات درج ہونے چاہیے تھے۔ ملک کے اخبارات ایسی خبروں سے پر تھے جن میں مریضوں یا تیمارداروں کے ساتھ برے برتاؤ، دواؤں اور دیگر سہولتوں کے لیے ناجائز وصولی یا سرکاری عملہ کی عدم صلاحیت کے قصے بیان کیے گئے تھے۔ کووڈ وبا کے دوران عوام کو ملے تلخ تجربوں پر نغمے لکھے گئے، کہانیاں لکھی گئیں، فلمیں بنیں اور ان سب کے باوجود بیورو کی رپورٹ بدعنوانی کے معاملات کم ظاہر کررہی ہے تو صاف ہے کہ اس پر گہرائی سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ بہت ممکن ہے کہ تھانوں میں کچھ کم واقعات درج کیے گئے ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ بہت سے معاملوں میں ستم رسیدہ لوگ پولیس تک نہ پہنچ پائے ہوں مگر چونکہ لوگوں کو امید نہیں رہتی کہ ان کی شکایتیں درج ہوں گی یا وہ سرکاری مشینری سے کسی اچھے سلوک کی امید نہ کرتے ہوں اس لیے جب تک کوئی بڑا حادثہ نہ ہو وہ تھانہ، کچہری کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتے۔ یہ ایک سنگین صورتِ حال ہے جو اپنے میں بہت کچھ کہہ رہی ہے اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ بدعنوانی کے تعلق سے بیورو کے اعداد وشمار اس کی رپورٹ پر ایک سوالیہ نشان ہے تو شاید یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہوگی۔ ◻◻

نومبر کے پہلے ہفتے میں حج ۲۰۲۲ء کا اعلان متوقع

حج ۲۰۲۲ء کے سلسلے میں مرکزی وزارت برائے اقلیتی امور حکومت ہند نے تیاریاں شروع کردی ہیں۔ ۲۲ر اکتوبر کو جائزہ میٹنگ کے بعد میڈیا سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور مختار عباس نقوی نے کہا کہ حج ۲۰۲۲ء کا اعلان نومبر کے پہلے ہفتہ میں انشاء اللہ کردیا جائے گا۔ جائزہ میٹنگ میں وزارت برائے اقلیتی امور کی سکریٹری رینو کا کمار، سعودی عرب میں ہندوستان کے سفیر ڈاکٹر اوصاف سعید، وزارتِ اقلیتی امور کی جوائنٹ سکریٹری نگار فاطمہ، وزارتِ خارجہ کے جوائنٹ سکریٹری وپل، وزارتِ شہری ہوابازی کے جوائنٹ سکریٹری ایس کے مشرا، وزارتِ صحت کے ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل پی کے سین، حج کمیٹی آف انڈیا کے چیف سی ای او محمد یعقوب شیخ، جدہ میں قونصل جنرل آف انڈیا شاہد عالم، ایئر انڈیا کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر میلوین ڈی سلوا اور دیگر افسران موجود تھے۔

مسٹر نقوی ن بتایا کہ میٹنگ میں حج ۲۰۲۲ء کے ممکنہ کوٹے، حج ایئر چارٹر، کورونا پروٹوکول، ٹیکہ کاری، میڈیکل کی سہولت، ہیلتھ کارڈ، سعودی عرب میں مقامی ٹرانسپورٹ، افسران کے حج ڈپوٹیشن، خادم الحجاج، حج تربیت، امبارکیشن پوائنٹ وغیرہ پر تفصیلی بحث کی گئی اور سنجیدگی سے غور کیا گیا۔ انھوں نے کہا کہ سعودی عرب سے ہمارے بہت ہی گہرے رشتے ہیں اور چونکہ حج سعودی میں ہوتا ہے اس لیے وہاں سے جو بھی گائڈ لائن آئے گی اس پر ہم عمل کریں گے اور اسی کی بنیاد پر اپنی تیاریاں شروع کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ اس سلسلے میں جلد ہی ہماری میٹنگ منعقد ہوگی اور معاہدے پر دستخط ہوں گے۔ نقوی نے کہا کہ ۲۰۲۲ء میں کورونا کے سبب صرف دس ہی امبارکیشن پوائنٹ بنائے جائیں گے جہاں سے عازمین حج سفر حج پر روانہ ہوسکیں گے۔ انھوں نے کہا کہ یہ کون کون سے امبارکیشن پوائنٹ ہوں گے اس کا اعلان کردیا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ حج ۲۰۲۲ء کے اعلان کے بعد آن لائن درخواست کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ ہمارے لیے خوشی کی بات ہے کہ اب سب کچھ ڈیجیٹل ہوگیا ہے۔ انڈونیشیا کے بعد ہندستان ہی واحد ملک ہے جہاں سے سب سے زیادہ عازمین حج سفر حج پر جاتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ ابھی نہیں معلوم کہ کتنے جاسکیں گے لیکن ہماری کوشش ہوگی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جائیں۔ جب کورونا نہیں تھا تو سب سے زیادہ چار لاکھ لوگ حج پر گئے تھے تو ہم یہی چاہیں گے لوگ ویسے ہی جائیں۔ انھوں نے کہا کہ جو بھی حج پر جائے گا اس کے کورونا کی دونوں ڈوز لازمی ہوگی اور یہ بات سب کو معلوم ہے، نہیں معلوم ہوتو بتادی جائے گی۔ گلوبل ٹینڈر کے سلسلے میں مسٹر نقوی نے کہا کہ پچاس فیصد کوٹا تو سعودی ایئر لائنس کا ہوتا ہے، باقی جو بھی ہے وہ ہمارا ہے خواہ کوئی بھی ہو، سب ہوجائے گا۔ مسٹر نقوی نے کہا کہ غیر محرم خواتین نے جو درخواستیں دی تھیں وہ سب منظور ہیں۔ ان کی تعداد قریب تین ہزار ہے لیکن اس مرتبہ بھی جو بھی درخواستیں آئیں گی ان کی لاٹری نہیں نکالی جائے گی بلکہ انھیں یوں ہی منظوری دے دی جائے گی۔ نقوی نے کہا کہ ہم نے تیاریاں شروع کردی ہیں اور سب کچھ شفافیت کے ساتھ عمل میں لایا جائے گا۔ کہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے رشتے سعودی حکومت سے بہت اچھے ہیں اس لیے ہماری کوشش ہوگی کہ سب کچھ پہلے کی طرح ہوجائے اور زیادہ سے زیادہ لوگ حج پر جائیں۔

میزان — مولانا ندیم احمد انصاری

مفروضہ رسم و رواج اور ان کے مفاسد

تاریخ کا کوئی زمانہ رسوم و رواج کے اثرات سے خالی نہیں رہا، بلکہ ہر قبیلے ہر قوم اور ہر تہذیب میں اسے عمومی دستور العمل کی حیثیت حاصل رہی ہے، انبیائے کرامؑ نے جن شریعتوں کو متعارف کرایا، ان کا بنیادی مقصد انسانی معاشرے کی تہذیب تھا، ان شریعتوں میں بھی مروجہ رسومات کی قبولیت واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ یہاں تک کہ آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری شریعت متعارف کرائی؛ ان میں بھی عرب کی متعدد پاکیزہ روایات کو شریعتِ اسلامی کا حصہ بنایا گیا ہے اور ان کی پاس داری کو موجبِ اجر وثواب بتایا گیا ہے۔ (سیرۃ النبی)

اس کی بہترین مثالیں رسول اللہؐ کے خطبہ حجۃ الوداع میں ملتی ہیں، جس میں آپؐ نے ایک طرف متعدد جاہلی رسموں کی بیخ کنی کی اور کئی نئی رسموں کی بنیاد ڈالی۔ آپؐ نے عرصۂ دراز سے چلی آ رہی سماجی تفریق، انتقامی کارروائی اور سودی لین دین کا خاتمہ کیا، جاہلی نظام میں غلام، یتامیٰ اور خواتین جیسے کمزور طبقوں کے حقوق متعین کیے اور تمسک بالکتاب والسنہ کی تلقین کے ساتھ واضح کر دیا کہ جو کام یا رسوم و رواج قرآن وسنت کے مطابق ہوں، انھیں اختیار کیا جائے گا اور ماقبی کو بالائے طاق رکھ دیا جائے گا۔

مختصر یہ کہ جو رسمیں انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی کے لیے موزوں ومفید ہیں، اسلام نے انھیں اختیار کیا اور ان پر عمل آوری کی ترغیب دی، ورنہ ان کو ختم کر دیا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے مکارمِ اخلاق کی تکمیل اور مزامیر کی تکسیر والی احادیث کے حوالے سے تہذیبِ اسلامی کی تشکیل کے اس بنیادی اصول کو واضح کیا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ) اس سلسلے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو امر شرعاً مطلوب و مقصود ہو اور اس میں مفاسد منضم ہو جاویں، تو اس امر کو ترک نہ کریں گے، خود ان مفاسد کا انسداد کریں گے، اور جو امر مقصود نہ ہو اس میں غلبہ مفاسد سے خود اس امر کو ترک کر دیں گے۔ (امداد الفتاویٰ جدید:۳۲۲۹)

رسموں کی خرابی

'رسم' کے معنی 'دستور و قاعدے' کے آتے ہیں، اس اعتبار سے فی نفسہٖ اس میں کوئی خرابی نہیں۔ خرابی اور برائی ان رسوم و رواج میں ہے جو دین کے نام پر لوگوں نے خود گھڑ لی ہیں اور جس طرح جتنے منھ اتنی باتیں ہوتی ہیں، اسی طرح ہمارے معاشرے میں بھانت بھانت کی رسمیں پائی جانے لگی ہیں۔ غضب تو یہ ہے کہ عوام ان کا اہتمام فرض و واجب بلکہ اس سے بڑھ کر کرنے لگے ہیں۔ دینی فرائض چھوٹے تو چھوٹے، لیکن کوئی چھوٹی سے چھوٹی رسم رہ نہ جائے۔ رسموں کا

> **بری رسوم و رواج کے خاتمے کیلئے صحیح علمِ دین کا ہونا شرط ہے۔ جس معاشرے میں جہالت اور لاشعوری کا جتنا زیادہ غلبہ ہوگا، اس میں من گھڑت رسموں کے اثرات اتنے زیادہ ہوں گے۔ جس معاشرے میں صحیح علمِ دین ہوگا، اس میں رسمیں اپنی موت آپ مرجائیں گی۔ بیجا رسوم و رواج کا دنیوی نقصان یہ ہوتا ہے آدمی کی زندگی تنگ ہو کر رہ جاتی ہے۔**

تعلق صرف خوشی سے نہیں، غمی کے موقعوں پر بھی ایسی ایسی رسمیں گھڑ لی گئی ہیں کہ جنھیں دیکھ کر شرمائے یہود! علمائے ربانیین نے اپنے اپنے زمانے میں اس جانب توجہ مرکوز رکھی اور حتی المقدور عوام کی اصلاح کی کوشش کرتے رہے۔ یہ سلسلہ برابر چلا آ رہا ہے اور آج بھی اہلِ دل علما اپنی اس ذمّے داری کو تن دہی سے نبھا رہے ہیں، لیکن یا تو عوام میں خود ساختہ رسوم اپنانے کا خمار زیادہ ہے، یا اصلاح کرنے والوں کی رفتار سست، یا طریقِ کار نا درست، کہ ہر جگہ رسوم و رواج گھر کیے جا رہی ہیں۔

علما کا ایک خاص فریضہ

جماعتِ تبلیغ کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی فرماتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام کی امتوں کی عام حالت یہ رہی ہے کہ جوں جوں زمانۂ نبوت سے ان کو بعد ہوتا تھا، دینی امور (عبادات وغیرہ) اپنی روح اور حقیقت سے خالی ہو کر ان کے ہاں محض 'رسوم' کی حیثیت اختیار کر لیتے تھے اور ان کی ادائیگی بس ایک پڑی ہوئی رسم کے طور پر ہوتی تھی۔ اِس گم راہی اور بے راہ روی کی اصلاح کے لیے پھر دوسرے پیغمبر مبعوث ہوتے تھے، جو اس رسمی حیثیت کو مٹا کر امتوں کو امورِ دین کی اصل حقیقتوں اور حقیقی روحِ شریعت سے آشنا کرتے تھے۔ سب سے آخر میں جب رسول اللہؐ مبعوث ہوئے تو اس وقت کی جن قوموں کا تعلق کسی ساوی دین سے تھا، ان کی حالت بھی یہی تھی کہ ان کے پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت کا جو حصہ ان کے پاس باقی بھی تھا، تو اس کی حیثیت بھی بس چند بے روح رسول کے مجموعے کی تھی۔ اِنھیں رسوم کو وہ اصل دین و شریعت سمجھتے تھے۔ رسول اللہؐ نے اِنھیں 'رسوم' کو مٹایا اور اصل دینی حقائق اور احکام کی تعلیم دی۔ امتِ محمدیہ بھی اب اس بیماری میں مبتلا ہو چکی ہے، اس کی عبادات تک میں رسمیت آچکی ہے، حتیٰ کہ دین کی تعلیم بھی، جو اس قسم کی ساری خرابیوں کی اصلاح کا ذریعہ ہونی چاہیے تھی، وہ بھی بہت سی جگہ 'رسم' سی ہی بن گئی ہے، لیکن چوں کہ سلسلۂ نبوت اب ختم کیا جا چکا ہے اور اس قسم کے کاموں کی ذمّے داری امت کے علما پر رکھ دی گئی ہے، جو نائبینِ نبی ہیں، ان ہی کا یہ فرض ہے کہ وہ ضلال اور فسادِ خیال کی اصلاح کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوں اور اس کا ذریعہ ہے 'تصحیح نیت'۔ کیونکہ اعمال میں رسمیت جب ہی آتی ہے جب کہ ان میں للّٰہیت اور شانِ عبدیت نہیں رہتی، اور نیت کی تصحیح سے اعمال کا رخ صحیح ہو کر اللہ ہی کی طرف پھر جاتا ہے اور رسمیت کے بہ جائے ان میں حقیقت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر کام عبدیت اور خدا ترسی کے جذبے سے ہوتا ہے۔ الغرض! (باقی صـ۱۴ پر)

گوشہ روزگار

کمپیوٹر سافٹ ویئر کا استعمال سیکھیں اور کیریئر بنائیں

کمپیوٹر دراصل تنہا اپنا کام نہیں کرسکتا۔ اس کو اپنا کام کرنے کے لیے کچھ معاون آلات اور پروگراموں کی ضرورت پڑتی ہے، جسے ہم سافٹ ویئر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ سافٹ ویئر اور پروگرام کمپیوٹر کو قابل عمل بناتے ہیں۔ اگر کمپیوٹر میں سافٹ ویئر نہیں ہے تو وہ ایک بے جان چیز کے مانند ہے جس کی حیثیت صرف لوہے اور دیگر اشیا سے بنے ہوئے ایک ڈبہ کی رہے گی۔ کورونا وائرس کی وجہ سے انسانوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ پہلے لاک ڈاؤن کے سبب ہی لوگوں کا گھر سے باہر نکلنا بند ہو گیا تھا۔ اسکول، کالج اور آفس سب بند کر دیئے گئے لیکن سافٹ ویئر کی مدد سے طلبہ آن لائن تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور گھر بیٹھے لوگ آفس کے کام انجام دے رہے ہیں اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سافٹ ویئر سے متعلق اہم باتوں کو جان لیا جائے تاکہ گھر بیٹھے کاموں کو بہتر طریقے سے انجام دے سکیں۔ اس مضمون میں کمپیوٹر سافٹ ویئر اور اس کے استعمالات کے سلسلے میں گفتگو کی جائے گی۔ اس مضمون کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: سافٹ ویئر کیا ہے؟ سافٹ ویئر کی مختلف اقسام؟ سافٹ ویئر کیسے بنایا جائے؟ عام کمپیوٹرز کے لیے ضروری سافٹ ویئر؟

سافٹ ویئر کیا ہے؟

کمپیوٹر دراصل تنہا اپنا کام نہیں کرسکتا۔ اس کو اپنا کام کرنے کے لیے کچھ معاون آلات اور پروگراموں کی ضرورت پڑتی ہے، جسے ہم سافٹ ویئر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ سافٹ ویئر اور پروگرام کمپیوٹر کو قابل عمل بناتے ہیں۔ اگر کمپیوٹر میں سافٹ ویئر نہیں ہے تو وہ ایک بے جان چیز کے مانند ہے جس کی حیثیت صرف لوہے اور دیگر اشیا سے بنے ہوئے ایک ڈبہ کی رہے گی۔ سافٹ ویئر کمپیوٹر میں روح پھونکتا ہے اور اسے قابل عمل بناتا ہے، صرف سافٹ ویئر کی مدد سے ہی آپ کمپیوٹر سے اپنا مطلوبہ کام کروا سکتے ہیں۔

سافٹ ویئر کی دو قسمیں ہیں: کمپیوٹر کا استعمال ہم مختلف مقاصد کے لیے کرتے ہیں۔ تمام قسم کے کام صرف سافٹ ویئر کی مدد سے مکمل نہیں ہو سکتے اس لیے کام کی ضرورت کے مطابق مختلف سافٹ ویئر بنائے جاتے ہیں۔ سہولت کے لیے سافٹ ویئر کی دو اہم قسمیں بنائی گئی ہیں:

(۱) سسٹم سافٹ ویئر: کمپیوٹر سسٹم کے لیے سافٹ ویئر کا سب سے اہم زمرہ سسٹم سافٹ ویئر کا ہے، جس میں ایسے تمام سافٹ ویئر شامل ہیں جو کمپیوٹر سسٹم کے کام کو نافذ اور کنٹرول کرتے ہیں۔ سافٹ ویئر بنیادی طور پر کمپیوٹر کے ہارڈ ویئر ڈیوائس کو استعمال کرنے کے لیے بنایا گیا ہے۔ سسٹم سافٹ ویئر دراصل پروگراموں کا ایک مجموعہ ہے جو کمپیوٹر کے ہارڈ ویئر کو کسی بھی کام کی پروسیسنگ کے لیے ہدایت کرتا ہے۔ سسٹم سافٹ ویئر کے ذریعے کمپیوٹر کو ایک عام صارف کے لیے قابل عمل بنایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کمپیوٹر سسٹم میں سسٹم سافٹ ویئر موجود نہیں ہے تو وہ کمپیوٹر استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ سسٹم سافٹ ویئر ہارڈ ویئر کو کنٹرول کرتا ہے اور ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر کے درمیان ثالثی کا کردار ادا کرتا ہے۔

سسٹم سافٹ ویئر کی کئی اقسام ہیں

آپریٹنگ سسٹم: آپریٹنگ سسٹم ایک کمپیوٹر پروگرام ہے جو دوسرے کمپیوٹر پروگراموں کو چلاتا ہے۔ آپریٹنگ سسٹم صارف اور کمپیوٹر کے درمیان ثالثی کا کام کرتا ہے۔ یہ کمپیوٹر کو ہماری ہدایات کی وضاحت کرتا ہے۔ آپریٹنگ سسٹم کے بعض معروف پروگرام درج ذیل ہیں: Mac OS، Windows OS، Android، UBUNTU، Linux۔

یوٹیلیٹی پروگرام: یوٹیلیٹی سافٹ ویئر کمپیوٹر کے اپلی کیشن سافٹ ویئر، سسٹم سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کو منظّم کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ یوٹیلیٹی سافٹ ویئر سسٹم سافٹ ویئر کے تحت آتا ہے لیکن بعض اوقات ان کو الگ الگ شمار کیا جاتا ہے، جیسے ہم کمپیوٹر سے وائرس کو ہٹانے کے لیے اینٹی وائرس سافٹ ویئر استعمال کرتے ہیں، اسے یوٹیلیٹی سافٹ ویئر کہتے ہیں۔ یوٹیلیٹی سافٹ ویئر کو سروس پروگرام بھی کہا جاتا ہے۔ ❑❑

دریچے — م۔س۔ج۔

فرانسیسی مصنف کرسٹوف جیفرلاٹ کا انکشاف

ہندستان میں ہندوتوا کے خلاف رائے کو غداری سے جوڑا جاتا ہے

فرانسیسی مصنف کرسٹوف جیفرلاٹ نے انکشاف کیا ہے کہ ہندو انتہاپسند قوم پرست سیلف سینسر شپ کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ ہندستان میں ہندوتوا کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو مملکت وقوم دشمنی اور غداری سے جوڑا جاتا ہے۔ مغربی دنیا ہندستان میں دم توڑتی جمہوریت پر خاموش کیوں؟ کنگز کالج لندن میں ہندستانی سیاست اور سماجیات کے پروفیسر اور فرانسیسی نژاد مصنف کرسٹوف جیفرلاٹ نے پرنسٹن یونیورسٹی سے شائع ہونے والی اپنی حالیہ کتاب 'Modi's India" Hindu Nationalism and the Rise of Ethnic Democracy' (مودی کا ہندستان: ہندو قوم پرستی اور نسل پرستانہ جمہوریت کا ظہور) میں اس حوالے سے کئی سوالات اٹھا دیئے ہیں۔ پروفیسر کرسٹوف نے اپنی کتاب میں کہا کہ حال ہی میں اقوامِ متحدہ میں مودی نے کھوکھلا دعویٰ کیا کہ جمہوریت نے ہندستان میں جنم لیا، مگر کسی نے موی سے یہ نہیں پوچھا کہ آج ہندستان میں جمہوریت کا حال کیا ہے؟ وہاں تو جمہوریت زوال پذیر ہے۔ سالہا سال ہندستان میں کمزور ہوتی جمہوریت کو مختلف عالمی اداروں نے بھی دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ فرانسیسی مصنف نے لکھا کہ ۲۰۱۸ء میں 'ورائٹی آف ڈیموکریسی انسٹی ٹیوٹ' نے ہندستان کو لبرل ڈیموکریسی کی بجائے الیکٹورل ڈیموکریسی قرار دیا کیونکہ وہاں سول سوسائٹی اور میڈیا کی آزادی سلب کی جارہی ہے۔ ۲۰۱۹ء میں اکانومسٹ انٹیلیجنس یونٹ کے ڈیموکریسی انڈیکس پر ہندستان دس پوائنٹ تنزلی کے بعد ۵۱ ویں نمبر پر آ گیا۔ ڈیموکریسی انڈیکس میں ہندستان ایک ناکام جمہوریت کے طور پر درج ہے کیونکہ وہاں سماجی آزادیاں (سول لبرٹی) محدود تر ہوتی جارہی ہیں۔ ۲۰۲۰ء میں فریڈم ہاؤس نے بھی اپنی سالانہ رپورٹ میں ہندستان کو تشویش والے ممالک میں شامل کیا۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ فریڈم انڈیکس ۲۰۲۰ء میں جمہوریت اور انسانی آزادیوں کے حوالے سے ہندستان سب سے زیادہ تنزلی کا شکار ملک ہے۔ فریڈم ہاؤس نے سیکورٹی، توہین عدالت اور غداری وغیرہ کے نام پر بننے والے کالے قوانین کے ذریعے جمہوری آوازوں کو دبائے جانے پر تشویش کا اظہار کیا۔ ہندستان پریس کی آزادی کے حوالے سے بھی نو پوائنٹس کی تنزلی کے بعد ۱۴۲ویں نمبر پر کھڑا ہے۔ ہندو انتہاپسند قوم پرست سیلف سینسر شپ کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ ہندستان میں ہندوتوا کے خلاف ہر آواز کو ملک وقوم دشمنی اور غداری سے جوڑا جاتا ہے مگر ان تمام حقائق سے مغرب نظریں چرا رہا ہے۔ چین کے خلاف نئی سرد جنگ میں ہندستان کو پراکسی کے طور پر استعمال کرنے کے منصوبے کے باعث اس کی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو نظرانداز کیا جارہا ہے۔ اس منافقت نے مغرب کی اپنی جمہوریت پسندی کی قلعی کھول دی ہے۔ ہندستان کی جمہوریت دشمن ریاستی پالیسیوں پر خاموشی سے مغربی ساکھ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

مگرمچھ نے عکس بندی کرنے والا ڈرون نگل لیا

جانوروں کی فوٹوگرافی کے دنیا میں بہت سے غیر متوقع واقعات رونما ہوتے ہیں خاص طور پر آسٹریلیا میں جانوروں کے شکار کے موقعے پر بعض اوقات حیران کن واقعات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں، ایک جھیل میں موجود مگرمچھ اپنی عکس بندی کرنے والے ایک ڈرون کیمرے پر جھپٹ پڑا اور اسے ایک لمحے میں نگل گیا۔ یہ واقعہ شمالی آسٹریلیا کے ڈاروین شہر کی ایک جھیل میں پیش آیا۔ یہ غیر معمولی واقعہ اس وقت پیش آیا جب آسٹریلوی براڈ کاسٹنگ کارپوریشن شمالی علاقہ کے مگرمچھ کے شکار پر پابندی کی ۵۰ویں سالگرہ کے موقع پر ایک ڈاکیومنٹری فلم بنا رہی تھی۔ آسٹریلوی براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے فوٹوگرافر ڈینی ہورسٹ نے بتایا کہ مگرمچھ نے پانی سے چھلانگ لگائی اور ڈرون کو پکڑ کر پانی کے اندر کھینچ لیا۔ اس نے اس واقعے کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ میں نے ڈرون کو کروکوڈیلوس پارک کے قریب ایک چھوٹی سی جھیل کے اوپر اُٹھایا اور تمام مگرمچھ خوفزدہ ہو گئے لیکن وہاں ایک مگرمچھ ڈرون کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے اسے استعمال کرنے کا سوچا، میں ڈرون کو ایک مقررہ جگہ پر لے گیا جہاں میں اس کے کچھ اچھے شاٹس حاصل کرسکتا تھا۔ میں مگرمچھوں کی ویڈیو بنا رہا تھا کہ میں نے جھیل کی طرف دیکھا اور ایک سیدھی پوزیشن میں ایک مگرمچھ تیزی سے ڈرون کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے مگرمچھ کے جبڑوں کو ڈرون پکڑنے اور جبڑے بند ہونے کی زوردار آواز سنائی دی۔ اس نے مزید کہا کہ میں نے اپنے کنسول کی طرف دیکھا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ اسکرین بغیر سگنل کے اور بغیر کسی رابطے کے تھی۔ تب مجھے احساس ہوا کہ نیا ڈرون ختم ہو چکا ہے۔ ڈرون دو ہفتے بعد اسی جھیل کے کنارے پر ملا جس پر مگرمچھ کے کانٹے کے نشانات تھے۔

جاپان کی شہزادی نے کالج فرینڈ سے شادی کیلئے شاہی منصب ٹھکرایا

جاپان کی شہزادی ماکو ۲۶/اکتوبر کو اپنے ہم جماعت دوست کیکو مورو سے شادی کریں گی جس کے لیے انھوں نے شاہی منصب اور بھاری رقم تک ٹھکرا دی۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق جاپان کے شہنشاہ ناروہیتو کی ۲۹ سالہ بھتیجی شہزادی ماکو کو کالج میں اپنے ہم جماعت دوست کومورو سے محبت ہو گئی تھی اور دونوں نے ۲۰۱۷ء میں منگنی کا اعلان کیا تھا جس کے بعد کومورو قانون کی تعلیم حاصل کرنے نیویارک چلے گئے تھے۔ اس دوران دونوں کو شدید دباؤ اور تنقید کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اب شہزادی اور کومورو تعلیم مکمل کر کے واپس جاپان آچکے ہیں اور دونوں نے ۲۶/اکتوبر کو ایک ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ کومورو کے قرنطینہ کے دن مکمل ہونے کے بعد جوڑا ۲۲۱/اکتوبر کو پریس کانفرنس میں اپنی شادی کا باضابطہ اعلان کرے گا۔ دونوں نے اپنی منگنی کا اعلان ۲۰۱۷ء میں ایک پریس کانفرنس کے ذریعے کیا تھا جس میں دونوں کی کامیابی سے بھرپور مسکراہٹ نے سب کے دل جیت لیے تھے تاہم اس کے بعد شہزادی کی ہونے والی ساس کا ایک مالی تنازع سامنے آیا جس سے شاہی خاندان کی کافی رسوائی ہوئی تھی۔ شہزادی کی ساس کے مالی اسکینڈل سے جوڑے کو حاصل عوامی حمایت میں بھی کمی آ گئی تھی تاہم جوڑے کے درمیان دوریاں پیدا نہ ہوسکیں لیکن شادی ضرور تاخیر کا شکار ہوتی رہی۔ شہزادی ماکو کے روایت پسند اور شاہی پابندیوں میں بندھے خاندان میں پسند کی شادی کرنے کے جرأت مندانہ فیصلے کو بہت زیادہ پذیرائی نہیں ملی۔ شہزادی کو اس شادی کے لیے شاہی منصب چھوڑنا پڑ رہا ہے۔

ہندستان نے مجاہد آزادی اور سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان کو بھلا دیا ہے

خان اور گاندھی جسمانی نہیں روحانی و فکری بھائی تھے

مہاتما گاندھی کے پوتے جناب راج موہن گاندھی کا انٹرویو

افغانستان میں اس وقت سیاسی اورسماجی دشواری بڑھ رہی ہے۔ حالات خراب ہوتے جارہے ہیں۔ ایسے وقت میں مہاتماگاندھی کے پوتے راج موہن گاندھی کی کتاب 'غفار خان: نان وائی لینٹ بادشاہ آف دی پختون' آئی ہے۔ یہ کتاب افغانستان اور غیر منقسم ہندستان میں اپنا گھرا اثر چھوڑنے والے رہنما خان عبدالغفار خان پر ہے۔ اس موقع پر کتاب کے مصنف راج موہن گاندھی سے بات چیت کی گئی۔ پیش ہیں اس کے خاص حصے۔

س: اکثر کہا جاتا ہے کہ تاریخ کی ہر کتاب کی اپنی ایک تاریخ ہوتی ہے جو اپنے آپ میں تاریخ کے ہر زاویے کو دیکھنے کا ایک مکمل سفر ہوتا ہے۔ اس کتاب کو ترتیب دینے کا سفر کیا تھا؟

ج: آپ ٹھیک کہتے ہیں کہ ہر کتاب کی ایک تاریخ اور سفر ہوتا ہے۔ میری اس کتاب کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جب میں دس سال کا تھا۔ میرے والد گاندھی کے چوتھے بیٹے دیوداس گاندھی دہلی میں ہندستان ٹائمز کے ایڈیٹر تھے۔ اس وقت بادشاہ خان نے ہمارے گھر دوبار قیام کیا۔ اس وقت سے میرا ان سے تعلق رہا۔ ۱۹۶۹ء میں ان کی ایک زبردست تقریر ہوئی جس میں انھوں نے غریبی، بدعنوانی اور شہری حقوق کی پامالی پر بہت متاثر کرنے والی باتیں کہی تھیں۔ پھر ۱۹۸۷ء میں انتقال سے ایک سال پہلے علاج کے سلسلے میں وہ ممبئی آئے تھے تب بھی کچھ باتیں ہوئی تھیں۔ ۲۰۰۱ء میں میں پاکستان گیا اور اسفند یار خان جو بادشاہ کے پوتے ہیں، ان سے ملا۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ بہت افسوس ہے کہ کوئی اچھی سوانح حیات بادشاہ خان کی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ ان پر مجھے کام کرنا چاہیے۔ ان پر زیادہ دستاویز موجود نہیں تھے لیکن امریکہ کے ایلینائے یونیورسٹی کی لائبریری میں مجھے ان کی تحریر کردہ خودنوشت مل گئی، اس سے بھی مجھے اس کتاب کو لکھنے میں مدد ملی۔ ایک اور چیز میں بتانا چاہوں گا، میرے والد محترم جب ۳۰-۳۱ سال کے تھے، تب وہ دونوں جیل میں ایک ساتھ ہی رہے۔ ان دونوں کا جو تعلق تھا اس کا بھی میرے لکھنے کے پس پشت ایک اہم رول ہے۔

اسفند یار خان جو بادشاہ کے پوتے ہیں انھوں نے مجھ سے کہا کہ بہت افسوس ہے کہ کوئی اچھی سوانح حیات بادشاہ خان کی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ ان پر مجھے کام کرنا چاہیے۔ ان پر زیادہ دستاویز موجود نہیں تھے لیکن امریکہ کے ایلینائے یونیورسٹی کی لائبریری میں مجھے ان کی تحریر کردہ خودنوشت مل گئی، اس سے بھی مجھے اس کتاب کو لکھنے میں مدد ملی۔

س: غفار خان نے اس برصغیر کے لیے کن اصولوں، نصب العین اور نظریہ کو وراثت میں چھوڑا ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعد کی نسلوں نے بادشاہ خان کو فراموش کر دیا؟ کیوں اور کیسے؟

ج: جس مقصد کے لیے انھوں نے اپنی زندگی گزاری، ان میں تکلیف، قربانی اور تعمیری عمل کے لیے تیار رہنا چاہیے اور عدم تشدد سب سے اہم ہے۔ دنیا میں جیل میں طویل عرصہ تک رہنے کا ان کا ریکارڈ ہے۔ ۱۹۸۷ء میں ان کے انتقال سے ایک سال پہلے ان سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ قرآن میں جو ایک لفظ سب سے زیادہ آیا ہے وہ ہے صبر، صبر کرو۔ بادشاہ خان نے کہا تھا کہ عدم تشدد اور صبر کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جب ان کے علاقہ میں ہندوؤں اور سکھوں پر مظالم ہوئے، اس کے خلاف وہ متحد ہوئے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اس وقت افغانستان میں کیا ہو رہا ہے۔ آج اگر بادشاہ خان ہوتے تو انسان کی آزادی، سب لوگوں سے دوستی اور انسانی حقوق کے حق میں بلاشک ان کی مضبوط آواز ہم سنتے، گاندھی جی کا قول 'ایشور، اللہ تیرو نام' بادشاہ خان کا بھی تھا۔ ہندو مسلم، سکھ، عیسائی ہم سب کو ایک زمین میں ساتھ رہنا ہے۔ آپسی بھائی چارہ اور دوستی کو قائم رکھنا ہے۔

اب جو آپ کا سوال ہے کہ کیوں انھیں لوگ بھول گئے، یہ کیسے ہوا تو اس کے جواب سے پہلے میں کہوں گا کہ جب ان کا انتقال ۹۸ سال کی عمر میں ہوا اس وقت افغانستان میں سوویت فوجیں موجود تھیں۔ اس وقت سب لوگوں نے لڑائی روک دی اور پاکستان اور افغانسان دونوں ملکوں میں رنج و غم تھا۔ ہزاروں لوگ پاکستان کے پختون علاقہ سے خیبر پار کرتے ہوئے افغانستان پہنچے۔ ان کا آخری سفر بہت زبردست تھا۔ لوگ انھیں اس لیے بھول گئے ہیں کیونکہ افغانستان میں اور اس علاقہ میں اب بہت کچھ بدل چکا ہے۔ ۹/۱۱ کے بعد امریکہ کا وہاں پہنچنا، اسامہ بن لادن، اتنی بڑی خبروں کا اثر دنیا بھر میں ہوا تو لوگ کچھ حد تک بادشاہ خان کو بھول گئے۔ ایک اور بھی وجہ ہے۔ بادشاہ خان ہندو نہیں تھے، وہ مسلمان تھے، یہ بھی ایک وجہ ہے کہ ہمارے محبوب ہندستان میں انھیں فراموش کر دیا گیا ہے۔

س: خدائی خدمتگار کے فیصلہ پر اگر آپ ہمارے قارئین کو تھوڑا بتاسکیں کہ ان کے نظریات کیا تھے؟

ج: ۱۹۲۹-۳۰ء میں اس ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس کی تھوڑی تفصیل میں جائیں تو اس کا مطلب ہے خدا کی خدمت کرنا، یعنی اس کے بندوں کی خدمت کرنا۔ آزادی کے لیے لڑنے، عدم تشدد اور مذہبی رواداری اس کی شرط تھی۔ اس سے ہی خدائی خدمتگار کی بنیاد تیار ہوئی۔ اس کے بارے میں کچھ پڑھنے لائق کتابیں بھی دستیاب ہیں۔ یہ تاریخ کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔

س: آپ کا خیال ہے کہ غفار خان اور موہن داس کرم چند گاندھی روحانی بھائی تھے۔ دونوں عقل اور جرأت کی طاقت سے لیس تھے۔ ایک قصہ پڑھ کر میں چونکا کہ بادشاہ خان چاہتے تھے کہ گاندھی جی وزیر اعظم بن جائیں۔ گاندھی جی کا ان کے سیاسی اور ذاتی زندگی پر کیا عکس ہے؟

ج: جو میں نے لکھا ہے کہ مہاتما گاندھی اور بادشاہ خان جسمانی بھائی بھلے ہی نہیں تھے لیکن روحانی و فکری بھائی تھے۔ گاندھی جی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میری وجہ سے بادشاہ خان کچھ کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ میرے کامریڈ ہیں، میرے ساتھی ہیں۔ ۱۹۱۹ء کے رولیٹ ستیہ گرہ کے خلاف

لوگ انھیں اس لیے بھول گئے ہیں کیونکہ افغانستان میں اور اس علاقہ میں اب بہت کچھ بدل چکا ہے۔ ۹/۱۱ کے بعد امریکہ کا وہاں پہنچنا، اسامہ بن لادن، اتنی بڑی خبروں کا اثر دنیا بھر میں ہوا تو لوگ کچھ حد تک بادشاہ خان کو بھول گئے۔ بادشاہ خان ہندو نہیں تھے، یہ بھی ایک وجہ ہے کہ ہمارے محبوب ہندستان میں انھیں فراموش کر دیا گیا ہے۔

گاندھی جی نے پورے ملک میں ستیہ گرہ کا اہتمام کیا تھا تو بادشاہ خان اس سے وابستہ ہو گئے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ستیہ گرہ کے سامنے انگریزی حکومت بھی کام نہ کر سکی۔ بہار اور نوا کھالی میں ۱۹۴۶ء میں جب فرقہ وارانہ فسادات ہوئے اس وقت بادشاہ خان اور گاندھی ساتھ ساتھ وہاں گئے تھے، ساتھ ساتھ انھوں نے بہار میں کام کیا اور اخیر تک ان کا ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط رشتہ قائم رہا۔ □□

ہوا کے دوش پر

افغانستان میں ظاہر شاہ کے دور کا آئین نافذ کیا جائے

طالبان کے وزیر انصاف عبدالحکیم شرعی نے کہا ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان میں سابق افغان بادشاہ ظاہر شاہ کے دور کے آئین کو عارضی طور پر نافذ کیا جائے گا تاہم شریعت سے متصادم شقوں کو حذف کر دیا جائے گا۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق وزیر انصاف کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ وزیر انصاف عبدالحکیم شرعی نے چین کے سفیر وانگ یو سے ملاقات کی جس میں باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات کے دوران وزیر انصاف عبدالحکیم شرعی نے بتایا کہ غیر شرعی اور اسلامی امارت کے اصولوں کے خلاف حصوں اور شقوں کو ہٹا کر سابق افغان بادشاہ ظاہر شاہ کے دور کے آئین کو عارضی طور پر بحال کر دیا جائے گا، تاہم انھوں نے یہ بھی واضح کیا کہ شریعت کے اصولوں کے تحت نیا آئین ترتیب دینے پر کام جاری ہے اور تب تک ظاہر شاہ کے دور کا آئین کچھ ترمیم کے ساتھ نافذ العمل رہے گا۔ قبل ازیں دوحہ میں طالبان کے سیاسی دفتر کے ترجمان سہیل شاہین نے بھی کہا تھا کہ نئے اور شریعت کے مطابق اسلامی آئین کی ضرورت ہے جو آزاد افغانستان میں بنایا جائے گا اور اس آئین میں سب کے حقوق کا خیال رکھا جائے گا۔ واضح رہے کہ حامد کرزئی کی صدارت کے پہلے دور میں ظاہر شاہ کا آئین ہی نافذ کیا گیا تھا تاہم بعد میں ملک بھر میں ہونے والے جرگوں کے فیصلوں کے تحت ۲۰۰۴ء میں آئین نافذ کیا گیا تھا جو تا حال نافذ ہے۔

شمسی توانائی سے چلنے والی گاڑی میں رہائش بھی ہوگی

طالب علموں نے شمسی توانائی سے چلنے والی الیکٹرک کیمپر وین تیار کر لی ہے جس میں رہائش رکھنا بھی ممکن ہو سکے گا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اسٹیلا ویٹا نامی گاڑی چھت پر لگے شمسی پینل کی مدد سے گاڑی چلانے، شاور لینے، ٹی وی دیکھنے، لیپ ٹاپ چارج کرنے اور یہاں تک کہ کافی بنانے یا چھوٹے چولہے پر کھانا پکانے کے لیے بھی توانائی مہیا کرتی ہے۔ یہ گاڑی بیس طالب علموں کی تخلیق ہے جو نیندرلینڈز کی انڈہوون یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی کے ایک تحقیقی گروپ کا حصہ ہیں۔ ٹیم کے کچھ ارکان اس نیلی اور سفید رنگ کی کار وین پر یورپ کے تین ہزار کلومیٹر کے روڈ ٹرپ پر بھی نکل چکے ہیں۔ پورے یورپ کا چکر لگانے کے بعد ٹرپ کا اختتام اسپین کے جنوبی شہر طریفہ پر ہوگا۔ گاڑی بنانے والی ٹیم نے اسے گاڑی کے بجائے پہیوں پر چلتے پھرتے گھر کا نام دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کیمپر وین نہیں ہے کیونکہ ہماری گاڑی توانائی کے حوالے سے خود کفیل ہے۔

ہندستان کا بیرونی قرضہ ۵۷۰/ ارب ڈالر تک پہنچا

کورونا وبا کے دوران مختلف فلاحی کاموں پر حکومت کے بڑے پیمانے پر اخراجات کے درمیان ہندستان کا بیرونی قرضہ مارچ ۲۰۲۱ء میں اختتام پذیر مالی سال میں ۲ء۱ فیصد بڑھ کر ۵۷۰/ ارب ڈالر پر پہنچ گیا ہے۔ وزارتِ خزانہ کے اقتصادی امور کے شعبہ کی جانب سے بیرونی قرضوں سے متعلق جاری ہونے والی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مارچ ۲۰۲۰ء میں یہ قرضہ ۵۵۸ء۴/ ارب ڈالر تھا۔ ہندستان کی مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کے تناسب پر یہ بیرونی قرض مارچ ۲۰۲۰ء میں ۲۰ء۶ فیصد تھا، جو رواں برس مارچ میں بڑھ کر ۲۱ء۱ فیصد ہو گیا۔ ملک پر کل غیر ملکی قرضے میں تجارتی قرضہ، قلیل مدتی کاروباری قرضہ اور ملٹی لیول لون کی حصہ داری ۹۲ فیصد ہے۔ مارچ ۲۰۲۰ء کے مقابلے میں مارچ ۲۰۲۱ء میں تجارتی قرضہ اور قلیل مدتی کاروباری قرضہ میں کمی واقع ہوئی جبکہ ملٹی لیول لون میں اضافہ درج کیا گیا ہے۔

انسان ۱۹ ہزار سال پہلے کسوری کے انڈے اور گوشت کھاتا تھا

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلا ہے کہ اٹھارہ ہزار سال قبل کا انسان شتر مرغ کے قریبی رشتے دار کسوری کا گوشت بھی کھاتا تھا اور انڈوں سے بھی لطف اندوز ہوتا تھا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق شمالی آسٹریلیا، نیوگنی اور دوسرے قریبی جزیروں پر پائے جانے والا پرندہ کسوری یا کیسووری شتر مرغ کا قریبی رشتہ دار ہے۔ اس کے بارے میں اب انکشاف ہوا ہے کہ آج سے اٹھارہ ہزار سال پہلے کا قدیم انسان نہ صرف اس دیوقامت پرندے کو مرغیوں کی طرح پالتا تھا بلکہ اس کے انڈے اور گوشت بھی کھایا کرتا تھا۔ ماہرین آثارِ قدیمہ نے یہ دریافت کسوری کے ان ہزاروں قدیم انڈوں کے چھلکوں کا تجزیہ کرنے کے بعد کیا ہے جو پاپوا نیوگنی کے پہاڑی جنگلات سے پچھلے کئی سال میں دریافت ہوئے ہیں اور نیوزی لینڈ کے مختلف عجائب گھروں میں رکھے گئے ہیں۔ شتر مرغ کی طرح کسوری کی اونچائی بھی چھ فٹ تک ہوتی ہے، اس کے انڈے سبز رنگ کے ہوتے ہیں جن کی اوسط لمبائی چودہ سینٹی میٹر اور چوڑائی نو سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

برسر اقتدار سے مل جاتی ہے پولیس

سپریم کورٹ نے سیاستدانوں اور بیوروکریٹس بالخصوص پولیس افسران کے گٹھ جوڑ کے بارے میں سخت ریمارکس دیئے ہیں۔ سپریم کورٹ نے کہا کہ اس نے ایک مرتبہ ایک شکایت کی انکوائری کے لیے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی سربراہی میں کمیٹی قائم کرنے کا سوچا تھا۔ چیف جسٹس این وی رمنا نے کہا کہ مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ بیوروکریسی خاص طور پر پولیس افسران اس ملک میں کیسا برتاؤ کر رہے ہیں۔ ایک بار میں بیوروکریٹس بالخصوص پولیس افسران کے خلاف ایسی شکایات پر غور کرنے کے لیے ایک اسٹینڈنگ کمیٹی قائم کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اس کمیٹی کی سربراہی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کرتے۔ اب میں اسے محفوظ رکھتا ہوں، میں اسے ابھی نہیں کرنا چاہتا۔ ملک کے چیف جسٹس نے یہ ریمارک اس وقت دیا جب وہ ایک بنچ کی صدارت کر رہے تھے جو تین الگ الگ درخواستوں کی سماعت کر رہی تھی۔ اس میں سینئر آئی پی ایس افسر گرجندر پال سنگھ کی تین الگ الگ عرضیوں پر سماعت کر رہی تھی۔ ریاستی حکومت نے اس کے خلاف بدعنوانی، رنگ داری اور بغاوت کے مقدمات درج کیے ہیں۔ سینئر افسر نے تحفظ کے لیے سپریم کورٹ سے اپیل کی ہے۔ درخواست کی سماعت کے دوران چیف جسٹس نے کہا کہ ملک کی صورتحال افسوسناک ہے، جب کوئی سیاسی جماعت اقتدار میں ہوتی ہے تو پولیس افسران ایک خاص جماعت کے ساتھ ہوتے ہیں، پھر جب کوئی نئی پارٹی اقتدار میں آتی ہے تو حکومت ان عہدیداروں کے خلاف کارروائی شروع کرتی ہے۔ یہ ایک نیا رجحان ہے جسے روکنے کی ضرورت ہے۔

ماضی کے جھروکے سے
تاریخ آزادی کا ایک ورق

انقلاب کے اوّلین **علمبردار**

مولانا برکت اللہ بھوپالی ؒ

تحریر: عارف عزیز بھوپال

مولانا برکت اللہ بھوپالی کی سیاسی سوجھ بوجھ اور قوتِ کارکردگی کے جوہر انگلستان اور جاپان کے دوران قیام یا اس کے بعد غدر پارٹی کی تشکیل اور جلاوطن حکومت کے بانی کی حیثیت سے کھل چکے تھے۔ اب انہوں نے ہندوستان کی جدوجہد آزادی کو سوویت یونین سے امریکہ تک اور ترکی سے ایران تک پھیلا دیا اور خود بھی ایک بے قرار روح کی طرح نہ صرف ان ممالک میں بلکہ چین، جرمن اور برطانیہ میں بھی وہ آتے جاتے رہے۔ انقلاب کی عملی نتائج ان کی آنکھوں کے سامنے سے گزرتے رہے، اسی تگ ودو اور پُرمشقت زندگی کی وجہ سے ان کی صحت جواب دے چکی تو ساتھیوں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ ہندوستان لوٹ جائیں لیکن انہوں نے بائیس سالہ غریب الوطنی کی زندگی بسر کرکے اسی حالت میں موت کو گلے لگالینا پسند کیا اور امریکہ کے شہر سان فرانسسکو کے قریب جہاں وہ غدر پارٹی کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لئے گئے تھے، ۲۷ستمبر ۱۹۲۷ء کو جان جاں آفریں کے سپرد کردی۔

مولانا برکت اللہ بھوپالی کے باغیانہ ذہن کو جلا بخشنے میں جن محرکات نے اہم کردار ادا کیا ان میں عالمِ اسلام کی نامور شخصیت، پان اسلام ازم، کے زبردست حامی اور عظیم انقلابی سید جمال الدین افگانی سے بھوپال میں ان کی ملاقات اور انقلاب آفریں نظریات سے تعارف کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف ''حجۃ اللہ البالغہ'' کا مطالعہ قابلِ ذکر ہے، مولانا کا ان دونوں عبقری شخصیتوں یا ان کے فکر ونظریات سے گوناگوں متاثر ہونا فطری بھی تھا کیونکہ یہ اپنے عہد کی اہم شخصیتوں میں شامل تھیں۔

مولانا برکت اللہ بھوپالی نے ہندوستان کے ہندو مسلم انقلابیوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے میں بھی اہم رول ادا کیا اور اسی کے نتیجہ میں ہندوستانی جیالوں کی جو صفیں ۱۸۸۸ء سے لیکر ۱۹۱۵ء تک مسلم انقلابیوں کی صورت میں مدرسہ دیوبند کے ماتحت اور ہندو وطن پرستوں کی شکل میں مہاراشٹر اور بنگال میں علاحدہ علاحدہ نظر آتی ہیں بعد میں ''موقتہ الہند'' کے نام سے بنائی گئی جلاوطن سرکار کے تحت کام کرنے لگیں۔

مولانا کی تمام سرگرمیوں کا واحد مقصد یہی تھا کہ بیرونی فوجی امداد اور داخلی اتحاد کی راہ سے ہندوستان میں برطانوی استبداد کا خاتمہ

> **مستقبل پر نظر رکھنے والے ایک رہنما کی حیثیت سے انہوں نے نہ صرف انقلاب کا گہرا مطالعہ کیا بلکہ اس کے پس پردہ عوامل پر بھی نگارہ رکھی۔ ان کے تدبر وہوشمندی اور سیاسی بصیرت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ مولانا نے سیکولر نظام حکومت کا تصور اس وقت پیش کیا جب یہ کم ازکم ہندوستانی عوام کے لئے تو اجنبی تھا۔**

ہوجائے۔ بعض معلوم اسباب یا نامعلوم وجوہ کی بنا پر اگرچہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی لیکن نوعیت اور اہمیت کے اعتبار سے یہ اس قدر ہمہ گیر ضرور تھی کہ ہندوستان کی کوئی سیاسی جدوجہد کی تاریخ اس کے تذکرہ کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔

مولانا برکت اللہ، شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی وفات کے بعد تقریباً پانچ چھ برسوں تک تحریک آزادی کے سربراہ رہے اور یہ پوری مدت انہوں نے اس تحریک کو ساری دنیا میں متعارف کرانے اور اس کی حمایت حاصل کرنے میں صرف کردی۔

مولانا مذہب پر پورے یقین اور اس سے گہری وابستگی کے باوجود جدید خیالات اور نئے رجحانات کے علمبردار تھے۔ انہوں نے مرتے دم تک ہندوستانی مسلمانوں کے پرانے ذہنی سانچے کو توڑنے کی کوشش جاری رکھی۔ زندگی کا انتہائی بیش قیمت حصہ انقلاب کے میدان میں جھونک دینے کے بعد انہیں یقین ہوگیا تھا کہ ہندوستانی عوام خصوصیت سے یہاں کے مسلمانوں کی ترقی نیز عوام کی خوشحالی کی کوئی صورت اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ انگریز حکمرانوں کو اقتدار سے بے دخل کرکے نئے حوصلے اور خیالات کے ساتھ زندگی کا سفر شروع نہ کردیں۔

مولانا مرحوم کی نظر کے سامنے مسلمانوں کی عظیم سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر خلافت ختم ہوگئی۔ روسی ترکستان میں مسلمانوں کی آزادی کچل دی گئی۔ افغانستان اور روس میں انقلابات برپا ہوئے۔ عربوں کی قومیت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ مستقبل پر نظر رکھنے والے ایک رہنما کی حیثیت سے انہوں نے نہ صرف انقلاب کا گہرا مطالعہ کیا بلکہ اس کے پس پردہ عوامل پر بھی نگارہ رکھی۔ ان کے تدبر وہوشمندی اور سیاسی بصیرت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ مولانا نے سیکولر نظام حکومت کا تصور اس وقت پیش کیا جب یہ کم ازکم ہندوستانی عوام کے لئے تو اجنبی تھا۔

مولانا بھوپالی نے اپنی جلاوطن حکومت کی تشکیل آج سے ۱۰۶ برس پہلے جن نظریات اور اصولوں کی بنیاد پر کی وہ اتنے جدید تھے کہ ۳۲ برس بعد ہندوستان کی آزاد حکومت کی بنیاد بھی وہی قرار پائے اور آج بھی جب ملک کے سیکولر نظام اور جمہوری تجربہ کو ۷۰ برس کا عرصہ مکمل ہوگیا ہے تو ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ ◻◻

گاھے گاھے باز خواں...... ہفت روزہ الجمعیۃ ۱۶سال پہلے

ماضی کے جھروکوں سے حال پر روشنی ڈالتے ہوئے مستقبل کا اشاریہ!

ہفت روزہ **الجمعیۃ** نئی دہلی

۱۶رتا۲۲ردسمبر۲۰۰۵ء

امیرالہند مدظلہٗ کیلئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں

> ۵رنومبر ۲۰۰۵ء کو امیرالہند حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی وہیل چیئر پلٹ جانے اور سر میں چوٹ آجانے کے سبب اپولو ہسپتال میں داخل کیے گئے تھے جہاں آپ ایک عرصہ تک کوما کی حالت میں رہے جو پوری ملت کے لیے ایک بڑا سانحہ تھا۔ ہفت روزہ الجمعیۃ کے مدیر تحریر ایم ایس جامعی نے اس پر ایک اداریہ تحریر کیا تھا جس میں خصوصی دعائے صحت کی اپیل کی گئی تھی، جو حسب ذیل ہے۔

امیرالہند حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی دامت برکاتہم کی قومی، ملّی وملکی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند کے سانحۂ ارتحال کے بعد ۱۹۶۳ء میں بحیثیت ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند کی باگ ڈور سنبھال کر امیرالہند مدظلہٗ نے ثابت کردیا تھا کہ وہ واقعی شیخ الاسلامؒ اور مجاہد ملتؒ کے سچے جانشین ہیں۔ ۱۹۶۳ء ہے اور آج کا دن، امیرالہند مدظلہٗ ہر شعبۂ زندگی میں مسلمانوں کی قیادت کا بارِ گراں اس عزم وہمت اور حوصلہ کے ساتھ اُٹھاتے رہے ہیں کہ ہندستان میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

امیرالہند مدظلہٗ کا کوئی گوشۂ خدمت ایسا نہیں ہے جس کے تعارف کی ضرورت ہو۔ آزادی کے چندسال بعد جب فرقہ پرست طاقتوں نے ملک بھر میں آگ وخون کی دوسری پاری کھیلنا شروع کی تو یہ امیرالہند مدظلہٗ ہی تھے جنھوں نے جمعیۃ علماء ہند کی تاریخ کے حوالہ سے اس کا بھرپور مقابلہ کیا اور ۱۹۶۴ء کا جمہوری کنونشن منعقد کرکے ملک کے حکمرانوں کو یہ باور کرادیا کہ ہندستان میں مسلمان کسی کے مرہونِ منّت نہیں بلکہ یہ ان کا حق ہے کہ پورے دستوری حقوق کے ساتھ زندہ رہیں اور ملک کی تعمیر وترقی میں اپنا واجبی کردار ادا کرتے رہیں۔

دین وملت کے تحفظ وبقا کا مسئلہ ہو یا مسلمانوں کے تشخص کا سوال، مسلم پرسنل لاء کی حفاظت کا معاملہ ہو یا مسلم اوقاف کے تحفظ کا معاملہ، مسلمانوں کے معابد ومقابر کے خلاف ریشہ دوانیوں کا مقابلہ ہو یا اُردو کو صفحۂ ہستی سے مٹانے والی سازشوں کا مقابلہ، امیرالہند دامت برکاتہم کی جدوجہد کا جلوہ ہر جگہ اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ نظر آئے گا۔

بابری مسجد کے تعلق سے جمعیۃ علماء ہند اور اس کے توسط سے امیرالہند مدظلہٗ کی خدمات کو کون فراموش کرسکتا ہے۔ جمعیۃ علماء ہند بابری مسجد کے تقدس کی پامالی کے خلاف ۱۹۳۸ء سے ہی مسلسل آواز اُٹھاتی رہی ہے۔ پھر ۲۲ردسمبر ۱۹۴۹ء کو جب بابری مسجد پر غاصبانہ قبضہ کرکے اس میں بت رکھ دیئے گئے اور پھر ایک سازش کے تحت اس پر تالا ڈلوادیا گیا تو جمعیۃ علماء ہند نے اس سلسلہ میں اپنے وسائل کے مطابق عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا، پھر جب ۱۹۶۰ء میں اترپردیش جمعیۃ کی صدارت کے لیے امیرالہند مدظلہٗ کا انتخاب عمل آگیا تو یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ بابری مسجد کے اس مقدمہ نے ایک نئی قوت حاصل کرلی۔ مولانا مدنی مدظلہٗ نے بابری مسجد کے تعلق سے جمعیۃ علماء یوپی اور سنی سینٹرل وقف بورڈ کی طرف سے دیوانی عدالت میں ایک مقدمہ دائر کیا جو تاہنوز الہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بینچ میں زیرسماعت ہے اور جو فرقہ پرست قوتوں کے لیے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔ یہ ہی وہ مقدمہ ہے جو بابری مسجد کی ملکیت سے تعلق رکھتا ہے اور جس میں مسلمانوں کا موقف پوری طرح مضبوط ہے۔

۹ر اگست ۱۹۶۳ء جمعیۃ علماء ہند کی تاریخ کا وہ یادگار تاریخی دن ہے جب فخرالمحدثین حضرت مولانا سیّد فخرالدین صاحبؒ صدر جمعیۃ علماء ہند نے اپنا دستوری حق استعمال کرتے ہوئے امیرالہند مدظلہٗ کو بحیثیت ناظم عمومی نامزد فرمایا آپ اس عہدۂ جلیلہ پر ۱۹۷۳ء تک فائز رہے۔ ان دس سالوں میں حضرت والا نے ملک وملت کی جو خدمات انجام دیں وہ آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔

۱۹۶۸ء میں آں محترم پارلیمنٹ (راجیہ سبھا) کے رکن بنائے گئے جس کا سلسلہ مسلسل اٹھارہ برسوں تک جاری رہا۔ ان اٹھارہ برسوں میں ملت کے اس بطل جلیل نے ایوانِ پارلیمان میں مسلمانوں اور اقلیتوں کے مسائل کو جس جرأت وبے باکی کے ساتھ حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پیش کیا۔ وہ آپ کے پارلیمنٹری ریکارڈ کا حصہ بن چکے ہیں۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جو آج پھر زبردست کسمپرسی کے عالم میں اپنے لیے آواز اُٹھانے والے کسی جری اور حوصلہ مند قائد کی تلاش میں ہے۔ جب اسے ۱۹۶۵ء کے ایک واقعہ کے بعد اس کے اقلیتی حق سے محروم کردیا گیا اور بعض عاقبت نااندیش نام نہاد مسلم وزیروں کی بداندیشیوں کا شکار ہوکر وہ اپنا اقلیتی واقامتی کردار کھو بیٹھی تھی تو اس وقت جمعیۃ علماء ہند کے اس جیالے قائد کے سوا اور کون تھا جس نے صاف صاف اعلان کیا تھا کہ: ''مسلم رائے عامہ کا مطالبہ ہے کہ حکومت اپنے وعدہ کو پورا کرے اور مسلم عوام کو مطمئن کرنے والا ایسا بل منظوری کے لیے پارلیمنٹ میں پیش کرے اور اسے منظور کرائے جس میں مسلم یونیورسٹی کا مسلم کردار باقی رکھا گیا ہو اور اگر حکومت تساہل سے کام لیتی ہے تو اس کے تمام تر نتائج کی وہ خود ذمہ دار ہوگی۔''

جمعیۃ علماء ہند اور بحیثیت ناظم عمومی وصدر امیرالہند حضرت مولانا سیّد اسعد مدنی مدظلہٗ مسلسل سولہ سالوں تک اس مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۸۱ء میں مسز اندراگاندھی کی حکومت نے مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی واقامتی کردار کو بحال کرنے والا بل پارلیمنٹ میں پیش کرکے منظور کرایا۔

مسلم یونیورسٹی پر آج پھر مصیبت کے بادل چھائے ہوئے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ وہ ہی مردِ مجاہد جو اپنی مسلسل کوششوں اور جرأت وحوصلہ کے ساتھ آج کے حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرسکتا تھا، ۵رنومبر ۲۰۰۵ء سے راجدھانی دہلی کے اپولو ہسپتال میں موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا ہے۔ ۵رنومبر کی شام کو دہلی سے واپسی پر اپنے پاک پروردگار کے بلاوے پر عصر کی نماز کے لیے حضرت والا بذریعہ وہیل چیئر مسجد رشید کے لیے جانا چاہتے تھے، جیسے ہی گھر کے دروازے کے ڈھال پر وہیل چیئر چڑھی فوراً پیچھے کی طرف پلٹ گئی جس سے آپ کے سر میں گہری چوٹ آئی۔ خون تیزی سے جاری تھا جسے روکنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ نماز کا مسلسل تقاضہ فرمارہے تھے۔ تیمّم کے لیے مٹی کا ڈھیلا لایا گیا، اسی دوران بدن کے بائیں حصہ نے کام کرنا بند کردیا جس کے فوراً بعد حضرت والا کو دہلی لایا گیا اور اپولو ہسپتال کے آئی سی یو میں داخل کیا گیا۔ اسی دن سے حضرت والا پر مکمل بے ہوشی طاری ہے جو تادم تحریر جاری ہے۔ حضرت والا کے سر کا آپریشن کرکے خون بھی صاف کیا گیا (باقی صفحہ ۱۴ پر)

منصف مزاجی

علامہ ابن عبدالبر قرطبیؒ نے فرمایا کہ: ''علم کے آداب وبرکات میں سے یہ بات ہے کہ آدمی منصف مزاج ہو، کیوں کہ جو شخص منصف نہ ہو تو نہ تو وہ خود سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی اسے سمجھایا جاسکتا ہے۔ (مختصر جامع بیان العلم ۱۱۹) امام محمد بن عمر واقدیؒ فرماتے ہیں کہ میں خود امام مالکؒ سے سنا کہ: ''جب عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور حج کے لئے آئے تو انہوں نے مجھے بلاکر یہ پیش کش کی کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں آپ کی تالیف ''مؤطا'' کے مختلف نسخے تیار کراکے اس کا ایک ایک نسخہ عالم اسلام کے بڑے بڑے شہروں میں بھجوادوں اور وہاں کے لوگوں کو اس کا پابند بناؤں کہ وہ ہر معاملہ میں اسی کتاب کا اتباع کریں اور اس کے خلاف جو آراء واقوال ہیں انہیں ترک کردیں، اس لئے کہ اس کتاب میں تمام باتیں اہل مدینہ سے مروی ہیں جو نہایت درجہ قابل اعتبار ہیں، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اس پیش کش پر میں نے جواب دیا کہ ''امیرالمؤمنین! آپ اس کا ہرگز ارادہ نہ فرمائیں اس لئے کہ مختلف علاقوں میں حضرات صحابہؓ اور دیگر معتبر علماء کے اقوال وآراء پہلے ہی پہنچ چکے ہیں اور ہر علاقہ کے لوگ عرصۂ دراز سے ان پر عمل کرتے آرہے ہیں، اب انہیں ان کے عقیدہ سے ہٹانا بہت مشکل ہوگا، اس لئے لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے، جس رائے پر وہ عمل کرتے آرہے ہیں انہیں اسی پر عمل کرنے دیجئے''۔ یہ سن کر خلیفہ منصور نے کہا کہ قسم بخدا! اگر آپ میری پیش کش قبول کرلیتے تو میں اس کی تعمیل کردیتا، اس واقعہ سے امام مالکؒ کے انصاف پسندی کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (مختصر جامع بیان العلوم ۱۲۱)

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا نظام حکومت (۸)

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا صدر اور برطانیہ کا وزیر اعظم

ریاستہائے متحدہ کے صدر اور برطانیہ کے وزیر اعظم کی پوزیشن اور اختیارات میں خاصا فرق ہے۔ امریکن صدر ایک مقررہ میعاد یعنی چار سال کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے ہٹایا نہیں جاسکتا سوائے اس کے کہ کانگریس نے مقدمہ چلا کر اسے ہٹایا ہو۔ اس کے برعکس برطانوی وزیر اعظم کے عہدے کی میعاد کا دارومدار تمام تر دارالعوام کی اکثریت پر ہے۔ جس وقت بھی اسے ایوان کی اکثریت کی تائید حاصل نہ رہے اسے اپنے عہدے سے ہٹنا پڑتا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر کو عملاً امریکن عوام یا جمہور چنتے ہیں۔ برعکس اس کے برطانیہ کے وزیر اعظم کو بادشاہ (یا ملکہ) دارالعوام کی اکثریتی پارٹی میں سے منتخب کرتا ہے۔ امریکن صدر مملکت (State) اور حکومت (Government) دونوں کا سب سے بڑا حاکم ہے۔ برعکس اس کے برطانوی وزیر اعظم حکومت کا سب سے بڑا رکن ہے۔ امریکن صدر اپنے کاموں اور پالیسیوں کے لیے کانگریس یا مقنّنہ کے لیے دارالعوام کے سامنے ذمہ دار ہے۔ صدر کانگریس کا ممبر نہیں ہوتا اور نہ وہ کانگریس کی کارروائیوں میں کسی قسم کا حصہ لے سکتا ہے۔ برعکس اس کے برطانوی وزیر اعظم دارالعوام کا لیڈر رہتا ہے اور ہر اہم مسئلے کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہے اور گورنمنٹ کی پالیسی کی وضاحت کرتا ہے۔ اگر کانگریس میں اکثریت صدر کی مخالف ہو تو پھر صدر ضروری قوانین کانگریس سے نہیں پاس کراسکتا۔ برعکس اس کے برطانوی وزیر اعظم کو اس کی دقت نہیں پیش آتی، کیونکہ وہ اکثریتی پارٹی کا لیڈر رہتا ہے اس لیے وہ اپنی پارٹی کی اکثریت کی وجہ سے ضروری قوانین پاس کراسکتا ہے اس لحاظ سے اس کی پوزیشن ریاست ہائے متحدہ کے صدر سے زیادہ مضبوط ہے۔

عالمِ اسلام

لیبیا کو دہشت گردوں کی پناہ گاہ بننے سے روکنے کیلئے بین الاقوامی کوششیں

سعودی وزیر خارجہ شہزادہ فیصل بن فرحان نے کہا ہے کہ سعودی عرب لیبیا میں استحکام کے حصول کے لیے کی جانے والی تمام کوششوں کی حمایت کرتا ہے۔ لیبیا استحکام کانفرنس کے دوران شہزادہ فیصل بن فرحان نے لیبیا میں نئی متحدہ اتھارٹی کی جانب سے لیبیا کے عوام کی امنگوں اور امیدوں کو پورا کرنے کی کوششوں کو سراہا جو متحد اور خود مختار ریاست کے حصول کے لیے ہیں تاکہ وہ ترقی، سلامتی اور استحکام سے لطف اندوز ہوسکیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ کانفرنس میں سعودی عرب کی شرکت اس پالیسی کا تسلسل ہے جس کا مقصد ایسے حل تک پہنچنا ہے جو عرب کمیونٹی کے مفاد میں ہو، خطے اور دنیا کے عوام کو فائدہ پہنچے۔ شہزادہ فیصل بن فرحان کا کہنا تھا کہ سعودی عرب دہشت گردی اور انتہا پسند ملیشیاؤں سے نمٹنے کے لیے ٹھوس بین الاقوامی کوششوں کی اہمیت پر زور دیتا ہے تاکہ لیبیا ان گروپوں کی محفوظ پناہ گاہ نہ بن سکے۔ لیبیا کی وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ کانفرنس کے اختتام پر جاری ہونے والے مشترکہ اعلامیہ میں ۲۴ر دسمبر کو شفاف اور منصفانہ انتخابات کے لیے اعتماد سازی کے اقدامات کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

مسجد الحرام میں مزید دس ہزار چھتریوں کی تقسیم

حرمین شریفین انتظامیہ نے عمرہ زائرین، نمازیوں اور مسجد الحرام کے اہلکاروں میں دس ہزار چھتریاں تقسیم کی ہیں۔ عاجل ویب سائٹ کے مطابق حرمین شریفین جنرل پریذیڈنسی برائے مسجد الحرام و مسجد نبوی نے ٹوئٹر اکاؤنٹ پر بتایا کہ 'آپ کی چھتری آپ کے ہاتھ میں' کے عنوان سے چھتریوں کی تقسیم کا عمل جاری ہے۔ حرمین شریفین جنرل پریذیڈنسی کے بیان کے مطابق چھتریوں کی تقسیم کا کام وژن ۲۰۳۰ء کے تحت انجام دیا جارہا ہے اور اس حوالے سے اہلکار انتہائی ذمہ داری کے ساتھ فرائض انجام دے رہے ہیں۔ حرمین شریفین میں کمیٹی کے چیئرمین جنادی بن علی مدخلی نے بتایا کہ چھتریوں کی تقسیم کا مقصد زائرین حرم کو دھوپ کی شدت اور تکلیف سے بچانا ہے تاکہ وہ راحت و اطمینان کے ساتھ عبادت کرسکیں۔ حرمین انتظامیہ کے سربراہ اعلیٰ شیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن السدیس و دیگر حکام کی ہدایت ہے کہ حرمین شریفین آنے والے زائرین کی خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتی جائے انہیں بہترین خدمات فراہم کی جائیں۔

حرمین میں ڈیڑھ برس بعد سماجی فاصلے کے بغیر پہلی نمازِ جمعہ

حرمین شریفین میں تقریباً ڈیڑھ برس کے بعد سماجی فاصلے کے بغیر پہلی جمعہ کی نماز ادا کی گئی، ادارہ امور حرمین کی جانب سے مسجد الحرام میں آنے والوں کی سہولت کے مزید پچاس دروازے بھی کھولے گئے ہیں۔ اخبار ۲۴ کے مطابق کورونا کی وبا کی وجہ سے حرمین شریفین میں بھی نماز باجماعت کے دوران سماجی فاصلہ رکھنے کی پابندی عائد کی گئی تھی، پابندی کا مقصد کورونا کی وبا سے لوگوں کو محفوظ رکھنا ہے۔ وزارت داخلہ نے متعلقہ اداروں کی جانب سے سائنسی بنیاد پر جاری رپورٹ پر عمل کرتے ہوئے حرمین شریفین میں نماز باجماعت کے لیے سماجی فاصلے کی پابندی ختم کرنے کے ساتھ ہی حرمین شریفین میں مکمل گنجائش کے ساتھ لوگوں کی آمد کی اجازت دے جس پر عمل درآمد ۱۷ر اکتوبر سے کیا گیا تھا۔ کورونا کی وبا کے باعث تقریبا ڈیڑھ برس بعد ۲۲ر اکتوبر ۲۰۲۱ء کو مسجد الحرام اور مسجد نبوی الشریف میں پہلی جمعہ کی نماز سماجی فاصلے کے بغیر ادا کی گئی۔

ووٹ — جانئے آپ کو کیا کرنا ھے

تحریر: مولانا محمد یٰسین جہازی

۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کے بعد، جمہوری طریقے سے خود مختار قومی حکومت قائم کرنے کے لیے ۲۵ر جنوری ۱۹۵۰ء کو الیکشن کمیشن آف انڈیا بنایا گیا۔ ۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء کو جشن یوم جمہوریہ منایا گیا۔ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۵۱ء سے ۲۱ر فروری ۱۹۵۲ء مسلسل چار مہینے تک ایوان زیریں (لوک سبھا) کا ۴۸۹ سیٹوں پر، اور صوبائی اسمبلیوں کا ۳۲۸۳ سیٹوں پر پہلا الیکشن ہوا۔ پہلے بیلٹ پیپر پر ووٹنگ ہوا کرتی تھی۔ ۲۰۰۰ء سے ای وی ایم سے ووٹنگ ہونے لگی۔

دستور کے آرٹیکل ۳۲۶ کے مطابق (دماغی بیمار اور کسی بھی وجہ سے نااہل قرار دیے افراد کو چھوڑ کر) اٹھارہ سال کے ہر انڈین باشندہ کو ووٹ دے کر اپنا من پسند لیڈر چننے کا بنیادی حق حاصل ہے۔ پہلے صرف امیدوار کو ہی ووٹ دینے اور نہ دینے کا اختیار تھا؛ لیکن ۲۰۰۹ء میں نوٹا یعنی ان میں سے کسی کو بھی ووٹ نہ دینے کا آپشن بڑھایا گیا، جو لوگوں کی پسند کی آزادی پر مبنی تھا۔

قسمیں

انڈیا میں چار طرح کے الیکشن ہوتے ہیں:

(۱) لوک سبھا (ایوان زیریں) کے لیے ایم پی کا انتخاب۔ (۲) ریاستی اسمبلیوں کے لیے ایم ایل اے کا انتخاب۔ (۳) راجیہ سبھا (ایوان بالا) کے لیے ایم پی کا انتخاب۔ (۴) کسی منتخب لیڈر کے مرنے، استعفیٰ دینے یا نا اہل قرار دیے جانے کے بعد ضمنی انتخاب۔

مدت

(۱) لوک سبھا کے ممبران پانچ سال کے لیے چنے جاتے ہیں۔ سردست اس میں ۵۴۵ ممبران ہیں۔

(۲) راجیہ سبھا کے ممبران چھ سال کے لیے چنے جاتے ہیں۔ سردست اس میں ۲۴۵ ممبران ہیں۔

چھ آپشن

ایک ووٹر کو درج ذیل چھ چیزوں کی جان کاری ہونی چاہیے:

(۱) نئے ووٹر کا رجسٹریشن۔ (۲) دوسرے اسمبلی میں منتقل ہونا۔ (۳) اپنی ہی اسمبلی میں پتہ تبدیل کرنا۔ (۴) اندراج کی غلطی کی اصلاح کرنا۔ (۵) ووٹر آئی ڈی کو ڈلیٹ کرنا۔ (۶) ووٹر آئی کارڈ کا ثنی بنوانا۔ (۱) نئے ووٹر کا رجسٹریشن

طریقہ درج ذیل ھے:

(۱) پلے اسٹور (Play Store) سے ووٹر ہیلپ لائن (Voter Helpline) ایپ لوڈ کریں۔

(۲) ووٹر رجسٹریشن (Voter Registration) یا ایکسپلور (Exlpre) آپشن پر کلک کریں۔

(۳) نیو ووٹر رجسٹریشن فارم نمبر ۶ (New Voter Registration form 6) پر کلک کریں۔ یہاں آپ کو دو آپشن نظر آئیں گے:

(الف) نیو ووٹر رجسٹریشن ان انڈیا (New Voter Registration in India) انڈیا میں مقیم افراد کے لیے

(ب) اورسیز ووٹر رجسٹریشن (Overseas Voter Registration) انڈیا سے باہر مقیم ایسے افراد کے لیے، جس کے پاس کسی دوسرے ملک کی شہریت نہیں ہے۔

(۳) لیٹس اسٹارٹ (let's start) آپشن پر کلک کریں۔

(۴) پہلے آپشن (Yes I applying for the first time) پر کلک کریں۔

(۵) پھر نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۶) یہاں بھی پہلے آپشن (Yes an Indian Citizen) پر کلک کرنے کے بعد نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۷) ریاست (state) کا انتخاب کریں۔ تاریخ پیدائش (Date of Birth) لکھیں۔ تاریخ پیدائش کے لیے جو ڈاکومینٹ دینا چاہتے ہیں، موبائل میں جس فولڈر میں ڈاکومینٹ رکھا ہوا ہے، اس کو منتخب کریں۔ بعد ازاں اپلوڈ پر کلک کریں۔

(۸) اسی کے نیچے Age Declaration کا آپشن نظر آئے گا، اس کے نیچے Download Age Declaration Form والی پٹی پر کلک کریں اور فارم ڈاون لوڈ کرلیں۔ اس فارم میں اپنا نام، والد رشوہر کا نام، اسمبلی حلقہ کا نام لکھ کر دستخط کریں۔ پھر اپلوڈ پر کلک کریں۔ اور پھر نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۹) یہاں ذاتی فوٹو لگانے کا آپشن کھلے گا۔ Upload Picture پر کلک کرکے اپنی تصویر لگالیں۔ تصویر جے پی جی فارمیٹ میں اور زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ کے بی میں ہونا چاہیے۔

(۱۰) پھر Select Gender کے نیچے Male مرد، Female عورت اور Other دیگر میں سے جو آپ ہیں، اس کو سلیکٹ کریں۔

(۱۱) پھر نیچے خانے میں اپنا نام لکھیں۔

(۱۲) پھر مقامی زبان میں نام لکھیں، عموما از خود نام آجائے گا۔

(۱۳) اگر کوئی سرنیم (Surname) ہے، تو وہ اس کالم میں لکھیں۔

(۱۴) پھر اپنا موبائل نمبر، ای میل ایڈریس لکھیں۔

(۱۵) اس کے نیچے Disability کا کالم ہے۔ یعنی اگر کوئی معذوری ہے، جیسے چلنے پھرنے میں دشواری (Locomotive)، دیکھنے میں نقص (Visual)، سننے اور بولنے میں نقص (Deaf & Dumb)، یا کوئی اور نقص (Other)، تو اس کو سلیکٹ کریں اور اور پھر نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۱۶) یہاں Enter the name of relative پر اپنے والد رشوہر کا نام لکھیں۔ پھر Relative Epic Number میں رشتہ دار کے الیکشن کارڈ کا نمبر درج کریں۔ اور Relation Type میں رشتہ دار کی نوعیت (باپ، ماں، دیگر) کو سلیکٹ کریں۔ اور پھر نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۱۷) اس صفحے پر اپنا مکمل ایڈریس لکھیں۔ بعد ازاں ایڈریس پروف کے لیے جو ڈاکیومنٹ دینا چاہتے ہیں، اسے سلیکٹ کرکے اپلوڈ کردیں، اور پھر نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۱۸) یہاں آخری صفحہ کھلے گا، جس میں یہ لکھ آئے گا کہ (الف) میں بھارت کا شہری ہوں۔ (ب) میں از تاریخ سے یہاں رہ رہا ہوں۔ (اس میں اپنی تاریخ پیدائش لکھیں۔ (ج) میں نے اپنے نام سے پہلے اپلائی نہیں کیا ہے۔ (د) میرا نام پہلے سے کسی اسمبلی حلقے میں شامل نہیں ہے۔

پھر Name of Applicant میں اپلائی کرنے والے اپنا نام لکھیں گے اور Place میں مقام پیدائش لکھ کر Done پر کلک کردیں گے۔ اس پر کلک کرتے ہی نئے ووٹر رجسٹریشن کا کام مکمل ہوگیا۔ یہاں ایک ریفرنس نمبر آئی ڈی دیا جائے گا، اسے سنبھال کر رکھیں اور اس نمبر سے اپنی درخواست کی کیفیت چیک کرتے رہیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کا ووٹر آئی ڈی کارڈ بن کر آجائے گا۔ اگر نہیں آتا ہے، تو دیے گئے ریفرنس نمبر کی بنیاد پر شکایت درج کر سکتے ہیں۔

(۲) دوسرے اسمبلی میں منتقل ہونا۔

اپنی اسمبلی حلقے سے کسی دوسرے اسمبلی حلقے میں منتقل ہونے کے لیے Shifting outside Assembly Constituency (Form 6) پر کلک کریں۔ اسٹارٹ کرنے پر آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کے پاس آئی ڈی نمبر ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو یس کو سلیکٹ کرکے نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۲) آئی ڈی نمبر ڈال کر (Proceed) پر کلک کریں، یہاں آپ کے کارڈ کی تفصیلات سامنے آئیں گی۔ پھر نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۳) نیا صفحہ کھلنے پر ریاست (State)، تاریخ پیدائش (Date of Birth)، تاریخ پیدائش کی سرٹیفکٹ کی قسم منتخب کرنے کے بعد اس کی کاپی اپلوڈ (Upload) کریں۔ اور پھر (Next) پر کلک کریں۔

(۴) نیا صفحہ کھلنے پر Uplpad images پر کلک کرکے اپنی تصویر اپلوڈ کریں۔ پھر

(الف) جنڈر مرد رعورت ردیگر میں سے کسی ایک کو سلیکٹ کریں۔

(ب) پھر نام لکھیں (آئی ڈی نمبر ڈالنے پر یہاں نام پہلے سے لکھا ہوگا)

(ج) موبائل نمبر۔

(د) میل ایڈریس۔

(ھ) اور کوئی Disability معذوری ہے، تو یہاں سلیکٹ کریں۔

اور پھر (Next) پر کلک کریں۔

(۵) یہاں جو صفحہ کھلے گا، اس Enter the name of the relative میں باپ، یا شوہر، یا دیگر کا نام لکھیں۔ پھر Relative Epic Number (if issued) میں جس رشتہ دار کا نام ہے، اگر اس کا آئی ڈی کارڈ نمبر ہے، تو اس کا آئی کارڈ نمبر درج کریں۔ اور Relation Type میں رشتہ کی نوعیت سلیکٹ کریں۔ اور پھر Next پر کلک کریں۔

(۶) اس صفحہ پر Enter your current address میں موجودہ مکمل ایڈریس (جو موجودہ ایڈریس کارڈ میں ڈالنا چاہتے ہیں) لکھتے ہوئے ہر ایک کالم کو بھریں۔ اور آخری کالم کے Select your address proof میں سرٹیفکٹ کی قسم سلیکٹ کریں اور پھر اسے نیچے کے آپشن پر کلک کرکے اپلوڈ کریں۔ اور پھر Next پر کلک کریں۔

(۷) اس صفحہ میں address of earlier place of ordinary residence میں پہلی جگہ کا مکمل ایڈریس لکھیں اور پھر Next پر کلک کریں۔

(۸) اس صفحہ میں Since جس مدت سے اس مقام پر رہ رہے ہیں، وہ تاریخ لکھیں۔ پھر Name of Applicant میں درخواست گذار کا نام لکھیں اور اس کے نیچے Enter Place میں جگہ کا نام لکھیں۔ اور پھر Done پر کلک کریں۔ یہاں یہ پروسیس مکمل ہوجاتا ہے۔ یہاں ایک ریفرنس نمبر آئی ڈی دیا جائے گا، اسے سنبھال کر رکھیں اور اس نمبر سے اپنی درخواست کی کیفیت چیک کرتے رہیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کا تبدیل شدہ ووٹر آئی ڈی کارڈ بن کر آجائے گا۔ اگر نہیں آتا ہے، تو دیے گئے ریفرنس نمبر کی بنیاد پر شکایت درج کر سکتے ہیں۔

(۳) اپنی ہی اسمبلی میں پتہ تبدیل کرنا۔

اس کے لیے فارم نمبر 8اے (shifting within assembly constituency (form 8a) پر کلک کریں۔ اسٹارٹ کرنے پر آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کے پاس آئی ڈی نمبر ہے یا نہیں۔ اگر ہے، تو یس کو سلیکٹ کرکے نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۲) آئی ڈی نمبر ڈال کر (Proceed) پر کلک کریں، یہاں آپ کے کارڈ کی (بقیہ صـ۹ پر)

الیکشن — سیّد محمد جعفری

ساقی شراب دے کہ الیکشن ہے آج کل — برسیں گے ووٹ جس میں وہ ساون ہے آج کل
جمہوریت کے پاؤں میں جھانجن ہے آج کل — یہ ملک اس کے ناچ کا آنگن ہے آج کل
سودا ہے لیڈری کا جو دل کو ستائے ہے — دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے
لو ہو گیا ہے اونٹ الیکشن کا بے نکیل — اب لٹھ چلیں گے جلسوں میں آباد ہوں گے جیل
پھر لیڈروں کی ہوگی اکھاڑوں میں ریل پیل — ووٹوں کی ہر دکان پہ ہوگی گرانڈ سیل
ووٹوں سے بڑھ کے اب کوئی ہتھیار بھی نہیں — "لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں"
زندہ ہے وہ کہ جس کا رجسٹر میں نام ہے — اور زندگی شریفوں کے اوپر حرام ہے
ہیں جس کے پاس ووٹ مدارالمہام ہے — لیلائے لیڈری کی وہ تھامے لگام ہے
لیڈر کے منہ پہ شہر کے کوچوں کی گرد ہے — "عشق نبرد پیشہ طلب گار مرد ہے"
وقت آ گیا ضمیر کی بیع و خرید کا — امپورٹ کے لائسنس کے وعدے وعید کا
دن ہے برادری و قبائل کی عید کا — آپس میں گلہ بانوں کی گفت و شنید کا
مسلم کو بے شک ایسی مساوات چاہئے — "عارف ہمیشہ مست مئے ذات چاہئے"
دنگل کی کشتیوں میں ہر اک چیز ہے روا — یعنی ملے گی ملتِ عاصی کو ہر دوا
نغمے کا دور، دورِ مئے و رقص کا مزا — جس کو زبان کہہ نہ سکے اس سے بھی سوا
لکھا ہوا ہے قسمتِ امیدوار میں — "اڑتی پھرے گی خاک تری کوئے یار میں"
اہل بصیرت اب نہیں دیکھیں گے کھوٹ کو — حاصل کریں گے لاکھ طریقوں سے ووٹ کو
پانی ہی کی طرح سے بہائیں گے نوٹ کو — روکیں گے زر کی ڈھال پہ دشمن کی چوٹ کو
ووٹر کو بخشا جائے گا بھاری مشاہرہ — پھر جیت کی خوشی میں کریں گے مشاعرہ
آئیں گے ووٹ دینے کو جب جاہلانِ قوم — ان کو دکھائے جائیں گے پہلے نشان قوم
گینڈا نشان رکھے گا اِک پہلوان قوم — ہے اونٹ کوئی کوئی یکے از خران قوم
انسانیت کی قید سے سب ہو گئے بری
ان کا معالجہ ہو تو ہوگا ووٹرنری

ووٹ جانئے آپ کو کیا کرنا ھے

صفحہ ۸ کا بقیہ

تفصیلات سامنے آئیں گی۔ پھر نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۳) نیا صفحہ کھلنے پر موجودہ مکمل ایڈریس کو بھریں۔اور پھر Next پر کلک کریں۔

(۴) نیا صفحہ کھلنے پر Uplpad images پر کلک کرکے اپنی تصویر اپلوڈ کریں۔ پھر Next پر کلک کریں۔

(۵) یہاں Select your address proof میں سرٹیفکٹ کی قسم سلیکٹ کریں اور پھر اسے نیچے کے آپشن پر کلک کرکے اپلوڈ کریں اور پھر Next پر کلک کریں۔

(٦) یہاں General Declaration کا صفحہ کھلے گا،جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ میری طرف سے بھری گئی ساری معلومات درست ہیں۔غلط پائے جانے پر میں سزا کا مستحق ہوں گا۔ یہاں موجود کالم میں اپنا نام اور جگہ لکھ دیں۔بعدازاں Done پر کلک کریں۔ آپ کا یہ پروسیس مکمل ہوگیا۔ یہاں ایک ریفرنس نمبر آئی ڈی دیا جائے گا،اسے سنبھال کر رکھیں اور اس نمبر سے اپنی درخواست کی کیفیت چیک کرتے رہیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کا تبدیل شدہ ووٹر آئی ڈی کارڈ بن کر آجائے گا۔اگر نہیں آتا ہے،تو دیے گئے ریفرنس نمبر کی بنیاد پر شکایت درج کرسکتے ہیں۔

(۴) اندراج کی غلطی کی اصلاح کرنا۔

اس کے لیے فارم نمبر 8(Correction of entries) پر کلک کریں۔اسٹارٹ کرنے پر آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کے پاس آئی ڈی نمبر ہے یا نہیں۔ اگر ہے، تو لیس کو سلیکٹ کرکے Next پر کلک کریں۔

(۲) آئی ڈی نمبر ڈال کر Proceed پر کلک کریں، یہاں آپ کے کارڈ کی تفصیلات سامنے آئیں گی۔پھر Next پر کلک کریں۔

(۳) اس صفحہ میں نام، تصویر، آئی ڈی کارڈ، ایڈریس، تاریخ پیدائش، عمر، رشتہ دار کا نام، جنس، رشتہ کی نوعیت میں سے ایک ساتھ کسی تین کو سلیکٹ کریں، جن میں اصلاح کرانا چاہتے ہیں۔اور Next پر کلک کریں۔

(۴) آپ نے جو جو آپشن سلیکٹ کیا ہے،اس صفحہ پر اس کے تعلق سے صحیح معلومات طلب کی جائیں گی۔مثال کے طور پر آپ نے نام اور تاریخ پیدائش میں تبدیلی کا آپشن منتخب کیا ہے،تو یہاں صحیح نام اور صحیح تاریخ پیدائش کے متعلق تفصیلات بھرنی ہوں گی۔ بعدازاں ایک دوسرا ڈاکیومنٹ اپلوڈ کرنا ہوگا،جس میں صحیح نام اور درست تاریخ پیدائش ہو۔اور پھر Next پر کلک کریں۔

(۵) یہاں General Declaration کا صفحہ کھلے گا،جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ میری طرف سے بھری گئی ساری معلومات درست ہیں۔غلط پائے جانے پر میں سزا کا مستحق ہوں گا۔ یہاں موجود کالم میں اپنا نام اور جگہ لکھ دیں۔بعدازاں Done پر کلک کریں۔ آپ کا یہ پروسیس مکمل ہوگیا۔ یہاں ایک ریفرنس نمبر آئی ڈی دیا جائے گا،اسے سنبھال کر رکھیں اور اس نمبر سے اپنی درخواست کی کیفیت چیک کرتے رہیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کا اصلاح شدہ ووٹر آئی ڈی کارڈ بن کر آجائے گا۔اگر نہیں آتا ہے،تو دیے گئے ریفرنس نمبر کی بنیاد پر شکایت درج کرسکتے ہیں۔

(۵) ووٹر آئی ڈی کو ڈلیٹ کرنا۔

اس کے لیے (Delation (Form 7 پر کلک کریں۔اسٹارٹ کرنے پر آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کے پاس آئی ڈی نمبر ہے یا نہیں۔اگر ہے،تو لیس کو سلیکٹ کرکے Next پر کلک کریں۔

(۲) آئی ڈی نمبر ڈال کر Proceed پر کلک کریں، یہاں آپ کے کارڈ کی تفصیلات سامنے آئیں گی۔پھر Next پر کلک کریں۔

(۳) یہاں کے صفحہ پر تین آپشن نظر آئے گا:

(الف) پہلا Objection Inclusion of Name of Other person یعنی دوسرے شخص کے نام شامل کرنے پر اعتراض۔

(ب) دوسرا Deletion of Own name یعنی اپنا کارڈ ڈلیٹ کرنا۔

(ج) تیسرا Other Person's name in Electoral Roll due to Death وفات کی وجہ سے دوسرے شخص کا نام حذف کرنا۔

پہلے Objection Inclusion of Name of Other person یعنی دوسرے شخص کے نام شامل کرنے پر اعتراض کا آپشن منتخب کرنے پر نیکسٹ پر کلک کریں گے،تو Reason for Objection/ Deletion کا صفحہ کھلے گا اور گم شدہ (Missing)، دوسری جگہ Shifted، ڈبل کارڈ Repeat/Duplicate record، وفات ، آئی ڈی کارڈ کے اہل نہیں (Not Qualified) میں سے جو درست وجہ ہو، اس کو سلیکٹ کریں۔اور پھر نیکسٹ پر کلک کریں۔

یہاں General Declaration کا صفحہ کھلے گا،جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ میری طرف سے بھری گئی ساری معلومات درست ہیں۔غلط پائے جانے پر میں سزا کا مستحق ہوں گا۔ یہاں موجود کالم میں اپنا نام اور جگہ لکھ دیں۔بعدازاں Done پر کلک کریں۔آپ کا یہ پروسیس مکمل ہوگیا۔

دوسرا Deletion of Own name یعنی اپنا کارڈ ڈلیٹ کے آپشن کو سلیکٹ کرکے نیکسٹ پر کلک کریں گے،تو Surname of Applicant کا صفحہ کھلے گا، یہاں نام لکھیں، باقی تفصیلات کارڈ نمبر ڈالنے کی وجہ سے پہلے سے موجود ہوں گی۔ پھر نیکسٹ پر کلک کریں۔اور Missing، دوسری جگہ Shifted، ڈبل کارڈ (Repeat/Duplicate record)، Expired، آئی ڈی کارڈ کے اہل نہیں (Not Qualified) میں سے جو درست وجہ ہو، اس کو سلیکٹ کریں۔ اور پھر نیکسٹ پر کلک کریں۔

یہاں General Declaration کا صفحہ کھلے گا،جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ میری طرف سے بھری گئی ساری معلومات درست ہیں۔غلط پائے جانے پر میں سزا کا مستحق ہوں گا۔ یہاں موجود کالم میں اپنا نام اور جگہ لکھ دیں۔بعدازاں Done پر کلک کریں۔آپ کا یہ پروسیس مکمل ہوگیا۔

تیسرا Other Person's name in Electoral Roll due to Death وفات کی وجہ سے دوسرے شخص کا نام حذف کرنے پر آپشن پر کلک کریں گے،تو اس شخص کے کارڈ نمبر یا پھر تفصیلات بھرنے والا صفحہ کھلے گا، تفصیلات پر کرنے کے بعد نیکسٹ پر کلک کریں۔ اور Missing، دوسری جگہ Shifted، ڈبل کارڈ (Repeat/Duplicate record)، وفات (Expired)، آئی ڈی کارڈ کے اہل نہیں (Not Qualified) میں سے جو درست وجہ ہو، اس کو سلیکٹ کریں۔ چوں کہ موت کی وجہ عنوان میں متعین کردیا گیا ہے، اس لیے اس میں وفات (Expired) کو سلیکٹ کریں اور پھر نیکسٹ پر کلک کریں۔

یہاں General Declaration کا صفحہ کھلے گا،جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ میری طرف سے بھری گئی ساری معلومات درست ہیں۔غلط پائے جانے پر میں سزا کا مستحق ہوں گا۔ یہاں موجود کالم میں اپنا نام اور جگہ لکھ دیں۔بعدازاں Done پر کلک کریں۔ آپ کا یہ پروسیس مکمل ہوگیا۔ یہاں ایک ریفرنس نمبر آئی ڈی دیا جائے گا،اسے سنبھال کر رکھیں اور اس نمبر سے اپنی درخواست کی کیفیت چیک کرتے رہیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کا مطلوبہ کام ہوجائے گا۔اگر ڈیلیٹ نہیں ہوتا ہے،تو دیے گئے ریفرنس نمبر کی بنیاد پر شکایت درج کرسکتے ہیں۔

(٦) ووٹر آئی کارڈ کا ثنی بنوانا۔

اس کے لیے (Replacement of Voter ID Card (Form 001) پر کلک کریں۔اسٹارٹ کرنے پر آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کے پاس آئی ڈی نمبر ہے یا نہیں۔اگر ہے، تو لیس کو سلیکٹ کرکے نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۲) آئی ڈی نمبر ڈال کر (Proceed) پر کلک کریں، یہاں آپ کے کارڈ کی تفصیلات سامنے آئیں گی۔پھر نیکسٹ (Next) پر کلک کریں۔

(۳) اس صفحہ پر مکمل موجودہ ایڈریس بھریں اور پھر نیکسٹ پر کلک کریں۔

(۴) ووٹر آئی کارڈ کی تبدیلی کہ وجہ جیسے چوری، جل جانا، گم ہوجانا وغیرہ باکس میں لکھیں۔اور جنس سلیکٹ کرنے کے بعد تاریخ پیدائش لکھیں اور پھر نیکسٹ پر کلک کریں۔

(۵) یہاں choose option to collect Voter ID Card کے تحت تین آپشن نظر آئیں گے: (الف) میں کارڈ سی ایس سے (vrc/csc) سے لوں گا۔ (ب) مجھے پوسٹ کے ذریعہ کارڈ بھیجا جائے۔ (ج) میں بی ایل او (BLO) سے لے لوں گا۔ان میں سے کسی ایک کو سلیکٹ کریں اور نیکسٹ پر کلک کریں۔

یہاں General Declaration کا صفحہ کھلے گا،جس میں یہ لکھا گیا ہے کہ میری طرف سے بھری گئی ساری معلومات درست ہیں۔غلط پائے جانے پر میں سزا کا مستحق ہوں گا۔ یہاں موجود کالم میں اپنا نام اور جگہ لکھ دیں۔ بعد ازاں (Done) پر کلک کریں۔آپ کا یہ پروسیس مکمل ہوگیا۔ یہاں ایک ریفرنس نمبر آئی ڈی دیا جائے گا، اسے سنبھال کر رکھیں اور اس نمبر سے اپنی درخواست کی کیفیت چیک کرتے رہیں۔ کچھ دنوں کے بعد آپ کا ووٹر آئی ڈی کارڈ کا ثنی بن کر آجائے گا۔اگر نہیں آتا ہے،تو دیے گئے ریفرنس نمبر کی بنیاد پر شکایت درج کرسکتے ہیں۔

اپلی کیشن کی کیفیت (Status of Application)

ہم نے اپنی ضرورت کے مطابق نیا رجسٹریشن یا حذف وغیرہ جو بھی کام کیا ہے، ہر ایک آپشن میں Done کرنے کے بعد ایک ریفرینس آئی ڈی نمبر دیا جاتا ہے، اس آپشن پر کلک کرکے آپ اپنا ریفرنس نمبر ڈالیں اور پھر Track Status پر کلک کریں۔ آپ کی درخواست کی کیا صورت حال ہے، وہ یہاں نظر آجائے گی۔

شکایتیں

الیکشن کمیشن آف انڈیا نے اس ایپ میں Lodge Grievance کا آپشن دیا ہے، جس کے تحت سرکار کے سامنے، الیکشن کے دوران یا بعد میں، کارڈ، پارٹی، امیدوار، الیکشن کے اخراجات وغیرہ درجنوں چیزوں کے بارے میں شکایت بھیج سکتے ہیں۔اور اس کا اسٹیٹس بھی چیک کرسکتے ہیں۔

آخری حربہ

اگر آپ کے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ آپ بار بار اپلائے کرتے ہیں، اس کے باوجود آپ کا کارڈ نہیں بنتا، یا اس میں اصلاح نہیں ہوتی وغیرہ، تو آپ ان ریفرنس نمبر اور اپنے دستاویزات کی بنیاد پر آر ٹی آئی ایکٹ (Right to Information Act) کے تحت اپلی کیشن دے سکتے ہیں۔اس کے بعد ان شاء اللہ الیکشن کمیشن آف انڈیا خود آپ کے گھر پر چل کر کارڈ بنا کر آئے گا۔راقم کے کارڈ میں بار بار اصلاح کرانے کے باوجود گاوں کی ایک عمر دراز عورت کی تصویر ہی پرنٹ ہوکر آجاتی تھی۔اس سے پریشان ہوکر میں نے آر ٹی آئی ڈالی۔اور تیس دن تک انتظار کیا۔کوئی جواب نہیں ملا۔پھر اس آر ٹی آئی کے ریفرنس سے فرسٹ اپیل کی۔تو بھی کوئی جواب نہیں ملا۔بالآخر تھرڈ اپیل کی۔ چوں کہ اس کے بعد آفیسر کو کام نہ کرنے پر روزانہ ڈھائی ہزار کا جرمانہ لگتا ہے، اس لیے تھرڈ اپیل کے بعد فورا میری درخواست پر ایکشن لیا گیا۔اور بی ایل او نے گھر پر آکر کہا کہ پتہ نہیں تم نے کیا کیا ہے۔اوپر سے پریشر ہے کہ جب تک تمھارا کارڈ درست نہ ہوجائے، تب تک چین سے نہیں بیٹھنا ہے۔ چنانچہ بی ایل او تفصیلات کی تصدیق کرتے ہوئے ایک ہفتہ کے اندر نیا اور درست کارڈ گھر پر پہنچا گیا۔ یہ واقعہ ہمارے کام کو مکمل کرانے کے لیے تقلیدی درجہ رکھتا ہے۔□□

بی جے پی رکن اسمبلی کو جعل سازی کے معاملے میں سزا

اترپردیش کے ضلع ایودھیا میں بی جے پی رکن اسمبلی اندر پرتاپ تیواری عرف کھبو سمیت تین افراد کو جعلی دستاویزات کی بنیاد پر دھوکہ دھڑی کرنے کے الزام میں ایم پی۔ایم ایل اے کی عدالت نے پانچ سال کی قید اور ۵۷ ہزار روپئے بطور جرمانہ ادا کرنے کی سزا سنائی ہے۔خصوصی عدالت ایم پی۔ایم ایل اے عدالت پوجا سنگھ نے ۲۹ سال پہلے رام جنم بھومی تھانہ علاقے واقع یونیورسٹی ایودھیا میں مارک شیٹ و بیک پیپر میں جعلی دستاویزات کے سہارے دھوکہ دھڑی و ہیرا پھیری کرنے کے معروف معاملے میں گوسائی گنج اسمبلی کے بی جے پی رکن اسمبلی اندر پرتاپ تیواری عرف کھبو وطلبہ یونین کیسابق صدر و ایس پی لیڈر پھول چندر یادو اور چانکیہ کونسل کے صدر کرپا ندھان تیواری پر جرم ثابت ہونے پر پانچ پانچ سال کی سزا کے ساتھ فی کس ۱۹ ہزار روپئے کا جرمانہ بھی عائد کیا ہے۔فیصلے کے بعد عدالت نے تینوں ملزمین کو سخت سیکورٹی کے درمیان عدالتی تحویل میں جیل بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

عالمی خبریں

بنگلہ دیش میں روہنگیا پناہ گزین کیمپوں پر حملہ، سات افراد ہلاک

بنگلہ دیش میں روہنگیا پناہ گزین کیمپ پر ۲۲/ اکتوبر مسلح افراد کے حملے میں سات افراد ہلاک اور کم سے کم ۲۰ زخمی ہوئے ہیں۔اے ایف پی نے مقامی پولیس اور شعبہ صحت کے اہلکاروں کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ حملہ پچھلے دنوں ایک روہنگیا کمیونٹی کے ایک اہم لیڈر کے قتل کے بعد صورت حال میں بڑھتی کشیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔علاقائی پولیس چیف کا کہنا ہے کہ حملہ آوروں نے اس وقت فائرنگ کی اور لوگوں کو چھرے مارے جب وہ کیمپ میں ہی واقع ایک اسلامی سکول میں کلاس اٹینڈ کر رہے تھے۔چار افراد موقع پر ہی دم توڑ دیئے جبکہ تین پناہ گزین بالوخالی کیمپ کے ہسپتال میں ہلاک ہوئے جو اس بڑے نیٹ ورک کا حصہ ہے جس میں نو لاکھ افراد کو رکھا گیا ہے۔ تاہم کیمپ میں رہائش کی صورت حال کافی خراب ہے۔ پولیس نے یہ نہیں بتایا کہ کتنے افراد زخمی ہوئے تاہم شعبہ صحت کے اہلکاروں نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا ہے کہ حملے میں بیس افراد زخمی ہوئے ہیں۔

پہلی مرتبہ سوئر کے گردے کی انسانی جسم میں پیوندکاری

تاریخ میں پہلی مرتبہ سوئر کے گردے کی انسانی جسم میں پیوندکاری کا کامیاب تجربہ کیا گیا ہے۔امریکہ کے نیوز چینل سی این این کے مطابق امریکی نیو یارک یونیورسٹی کے لینگون ہیلتھ سینٹر میں سوئر کے گردے کو انسان میں ٹرانسپلانٹ کیا گیا جس کو مدافعتی نظام نے فوری طور پر اسے مسترد نہیں کیا۔اس تمام عمل کے دوران ایسے سوئر کا استعمال کیا گیا جس کے جینز میں ترامیم کی گئی تھیں تاکہ اس کے ٹشوز میں ایسے مالیکیول موجود نہ رہیں جو فوری ردعمل کو متحرک کرتے ہیں۔سوئر کا گردہ دماغی طور پر مردہ مریض میں ٹرانسپلانٹ کیا گیا تھا جن کا اپنا گردہ پہلے سے ہی ناکارہ ہوچکا تھا۔مریض کو لائف سپورٹ پر سے ہٹانے سے پہلے فیملی نے مریض پر تجربہ کرنے کی اجازت دی تھی۔تین روز تک گردے کو مریض کے خون کی شریانوں کے ساتھ جوڑے رکھا گیا اور جسم سے باہر ہی رکھا گیا تاکہ تحقیق کرنے والوں کو رسائی حاصل رہے۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ گردہ معمول کی مقدار کے مطابق ہی پیشاب پیدا کررہا ہے۔

امریکہ کی تائیوان پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی: وہائٹ ہاؤس

امریکی صدر جوبائیڈن کی جانب سے تائیوان کے دفاع کے بیان کے بعد وائٹ ہاؤس نے وضاحت کی ہے کہ تائیوان پر امریکی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے کہا ہے کہ صدر ہماری پالیسی میں کسی تبدیلی کا اعلان نہیں کررہے اور ہماری پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ا?ئی ہے۔امریکی صدر کے تائیوان کے دفاع کے بیان کے بعد امریکہ بیجنگ کے غصے کو کم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔امریکی صدر جوبائیڈن نے سی این این کے زیر اہتمام ایک تقریب میں ایک سوال کے جواب میں کہا تھا امریکہ تائیوان کا دفاع کرے گا۔امریکی صدر کے بیان کے بعد چین نے خبردار کرتے ہوئے کہا تھا کہ امریکہ کو تائیوان کے معاملے پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔چین کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے یہ بھی کہا تھا کہ بنیادی مفادات پر چین کے پاس سمجھوتہ کرنے کی گنجائش نہیں۔واضح ہو کہ تائیوان اور چین کے درمیان فوجی کشیدگی ۴۰ برسوں کی بدترین سطح پر پہنچ چکی ہے۔

یوم جمعہ کی اہمیت: قرآن وسنت کی روشنی میں

تحریر: مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ساری کائنات پیدا فرمائی اور ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت دی۔ سات دن بنائے اور جمعہ کے دن کو دیگر ایام پر فوقیت دی۔ جمعہ کے فضائل میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہفتہ کے تمام ایام میں صرف جمعہ کے نام سے ہی قرآن کریم میں سورہ نازل ہوئی ہے جس کی رہتی دنیا تک تلاوت ہوتی رہے گی انشاء اللہ۔ سورۂ جمعہ مدنی سورہ ہے، اس سورہ میں ۱۱ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ اس سورہ کی آخری تین آیات میں نماز جمعہ کا تذکرہ ہے، جن کا مفہوم یہ ہے: اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے، یعنی نماز کی اذان ہوجائے تو اللہ کی یاد کے لئے جلدی کرو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (آیت ۹) اور جب نماز ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو یعنی رزق حلال تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ یعنی نماز تو صرف اسی جگہ ادا کرسکتے ہو لیکن ذکر ہر جگہ کرسکتے ہو۔ دیکھو مجھے بھول نہ جانا، کام کرتے ہوئے، محنت مزدوری وملازمت کرتے ہوئے ہر جگہ مجھے یاد رکھنا۔ (آیت ۱۰) جب لوگ سودا بکتا دیکھتے ہیں یا تماشہ ہوتا ہوا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔ تو فرما دیجئے جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے تماشے سے اور سودے سے، اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والے ہیں۔ (آیت ۱۱)

جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا

اس کے مختلف اسباب ذکر کئے جاتے ہیں: (۱) جمعہ جمع سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں جمع ہونا، کیونکہ مسلمان اس دن بڑی مساجد میں جمع ہوتے ہیں اور امت مسلمہ کے اجتماعات ہوتے ہیں، اس لئے اس دن کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ (۲) چھ دن میں اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان اور تمام مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جمعہ کے دن مخلوقات کی تخلیق مکمل ہوئی یعنی ساری مخلوق اس دن جمع ہوگئی اس لئے اس دن کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ (۳) اس دن یعنی جمعہ کے دن حضرت آدمؑ پیدا کئے گئے، یعنی ان کو اس دن جمع کیا گیا۔

اسلام کا پہلا جمعہ

یوم الجمعہ کو پہلے یوم العروبہ کہا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے اور سورۂ جمعہ کے نزول سے قبل انصار صحابہ نے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ یہودی ہفتہ کے دن اور نصاریٰ اتوار کے دن جمع ہوکر عبادت کرتے ہیں۔ لہٰذا سب نے طے کیا کہ ہم بھی ایک دن اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوامامہؓ کے پاس جمعہ کے دن لوگ جمع ہوئے، حضرت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ نے دو رکعات نماز پڑھائی۔ لوگوں نے اپنے اس اجتماع کی بنیاد پر اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھا۔ اس طرح سے یہ اسلام کا پہلا جمعہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جمعہ:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت مدینہ منورہ کے قریب بنوعمرو بن عوف کی بستی قبا میں چند روز کے لئے قیام فرمایا۔ قبا سے روانہ ہونے سے ایک روز قبل جمعرات کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی۔ جمعہ کے دن صبح کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب بنو سالم بن عوف کی آبادی میں پہونچے تو جمعہ کا وقت ہوگیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطن وادی میں اس مقام پر جمعہ پڑھایا جہاں اب مسجد (مسجد جمعہ) بنی ہوئی ہے۔ یہ نبی اکرمؐ کا پہلا جمعہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

جمعہ کے دن کی اہمیت کے متعلق دو حدیثیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورج کے طلوع وغروب والے دنوں میں کوئی بھی دن جمعہ کے دن سے افضل نہیں، یعنی جمعہ کا دن تمام دنوں سے افضل ہے۔ (صحیح ابن حبان) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جمعہ کے دن ارشاد فرمایا: مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لئے عید کا دن بنایا ہے لہذا اس دن غسل کیا کرو اور مسواک کیا کرو۔ (طبرانی، مجمع الزوائد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن ہفتہ کی عید ہے۔

جمعہ کے دن قبولیت والی گھڑی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا: اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جس میں کوئی مسلمان نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرما دیتا ہے اور ہاتھ کے اشارے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا کہ وہ ساعت مختصر سی ہے۔ (بخاری) احادیث کی روشنی میں جمعہ کے دن قبولیت والی گھڑی کے متعلق علماء نے دو وقتوں کی تحدید کی ہے: (۱) دونوں خطبوں کا درمیانی وقت، جب امام منبر پر کچھ لمحات کے لئے بیٹھتا ہے۔ (۲) غروب آفتاب سے کچھ وقت قبل۔

یوم الجمعہ کو پہلے یوم العروبہ کہا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے اور سورۂ جمعہ کے نزول سے قبل انصار صحابہ نے مدینہ منورہ میں دیکھا کہ یہودی ہفتہ کے دن اور نصاریٰ اتوار کے دن جمع ہوکر عبادت کرتے ہیں۔ لہٰذا سب نے طے کیا کہ ہم بھی ایک دن اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوامامہؓ کے پاس جمعہ کے دن لوگ جمع ہوئے، حضرت اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ نے دو رکعات نماز پڑھائی۔ لوگوں نے اپنے اس اجتماع کی بنیاد پر اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھا۔ اس طرح سے یہ اسلام کا پہلا جمعہ ہے۔

نماز جمعہ کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر جمعہ کی نماز کے لئے آتا ہے، خوب دھیان سے خطبہ سنتا ہے اور خطبہ کے دوران خاموش رہتا ہے تو اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔ یعنی چھوٹے گناہوں کی معافی ہوجاتی ہے۔

جمعہ کی نماز کے لئے مسجد جلدی پہنچنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے ہر دروازے پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پہلے آنے والے کا نام پہلے، اس کے بعد آنے والے کا نام اس کے بعد لکھتے ہیں (اسی طرح آنے والوں کے نام ان کے آنے کی ترتیب سے لکھتے رہتے ہیں)۔ جب امام خطبہ دینے کے لئے آتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر (جن میں آنے والوں کے نام لکھے گئے ہیں) بند کردیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ خطبۂ جمعہ شروع ہونے کے بعد مسجد پہنچنے والے حضرات کی نماز جمعہ تو ادا ہوجاتی ہے، مگر نماز جمعہ کی فضیلت ان کو حاصل نہیں ہوتی۔

خطبۂ جمعہ

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ نماز سے قبل دو خطبے دئے جائیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ جمعہ کے دن دو خطبے دئے۔ دونوں خطبوں کے درمیان خطیب کا بیٹھنا بھی سنت ہے۔ منبر پر کھڑے ہوکر ہاتھ میں عصا لے کر خطبہ دینا سنت ہے۔

دوران خطبہ نصیحت بھی منع ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے روز دوران خطبہ اپنے ساتھی سے کہا (خاموش رہو) اس نے بھی لغو کام کیا۔ (مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا یعنی دوران خطبہ ان سے کھیلتا رہا (یا ہاتھ، چٹائی، کپڑے وغیرہ سے کھیلتا رہا) تو اس نے فضول کام کیا (اور اس کی وجہ سے جمعہ کا خاص ثواب ضائع کردیا)۔ (مسلم) حضرت عبداللہ بن بسر فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن منبر کے قریب بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیٹھ جا، تو نے تکلیف دی اور تاخیر کی۔ (صحیح ابن حبان) جب امام خطبہ دے رہا ہو تو لوگوں کی گردنوں کو پھلانگ کر آگے جانا منع ہے، بلکہ پیچھے جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے۔

جمعہ کی نماز کا حکم

جمعہ کی نماز ہر اُس مسلمان، صحت مند، بالغ، مرد کے لئے ضروری ہے جو کسی شہر یا ایسے علاقے میں مقیم ہو جہاں روزمرہ کی ضروریات مہیّا ہوں۔ معلوم ہوا کہ عورتوں، بچوں، مسافر اور مریض کے لئے جمعہ کی نماز ضروری نہیں ہے۔ البتہ عورتیں، بچے، مسافر اور مریض اگر جمعہ کی نماز میں حاضر ہوجائیں تو نماز ادا ہوجائے گی۔ ورنہ ان حضرات کو جمعہ کی نماز کی جگہ ظہر کی نماز ادا کرنی ہوگی۔ اگر آپ صحراء میں ہیں جہاں کوئی نہیں، یا ہوائی جہاز میں سوار ہیں تو آپ ظہر کی نماز ادا فرمالیں۔ نماز جمعہ کی دو رکعات فرض ہیں، جس کے لئے جماعت کی نماز شرط ہے۔ جمعہ کی دونوں رکعات میں جہری قرأت ضروری ہے۔

جمعہ کی چند سنتیں

جمعہ کے دن غسل کرنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے، یعنی عذر شرعی کے بغیر جمعہ کے دن کے غسل کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ پاکی کا اہتمام کرنا، تیل لگانا، خوشبو استعمال کرنا اور حسب استطاعت اچھے کپڑے پہننا سنت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن کا غسل گناہوں کو بالوں کی جڑوں تک سے نکال دیتا ہے، یعنی چھوٹے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، بڑے گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اگر چھوٹے گناہ نہیں ہیں تو نیکیوں میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ (طبرانی، مجمع الزوائد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، جتنا ہوسکے پاکی کا اہتمام کرتا ہے اور تیل لگاتا ہے یا خوشبو استعمال کرتا ہے، پھر مسجد جاتا ہے، مسجد پہنچ کر جو دو آدمی پہلے سے بیٹھے ہوں ان کے درمیان میں نہیں بیٹھتا، اور جتنی توفیق ہو جمعہ سے پہلے نماز پڑھتا ہے، پھر جب امام خطبہ دیتا ہے اس کو توجہ اور خاموشی سے سنتا ہے تو اس شخص کے اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک کے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے۔ (بخاری) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، پھر مسجد میں آیا، اور جتنی نماز اس کے مقدر میں تھی ادا کی، پھر خطبہ ہونے تک خاموش رہا اور امام کے ساتھ فرض نماز ادا کی، اس کے جمعہ سے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

نمازِ جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ نہ پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر جمعہ نہ پڑھنے والوں کو ان کے گھروں سمیت جلا ڈالوں۔ (مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! لوگ جمعہ چھوڑنے سے رک جائیں یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا، پھر یہ لوگ غافلین میں سے ہوجائیں گے۔ (مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے تین جمعہ غفلت کی وجہ سے چھوڑ دئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔ (نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، ابوداود)

(باقی صـ۱۴ پر)

بچّوں کا گوشہ

ظالم بادشاہ کا انجام (۱)

پرانے وقتوں کے کسی ملک پر ایک ظالم بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے یہ فرمان جاری کیا کہ کسی گھر میں کوئی مرجائے تو گھر والے مردے کو چھتوں پر سے قبرستان پہنچائیں، جو کوئی حکم عدولی کرے گا اس کو قتل کردیا جائے گا۔

اس ملک میں ایک بہت ہی بوڑھا آدمی رہتا تھا جس کے بال بالکل سفید ہوچکے تھے اور جو لوگوں کو قصے کہانیاں سناتا پھرتا تھا۔ وہ ایک دن بادشاہ کے پاس آیا اور اس سے کہا: اے بادشاہ! ظلم، تشدد اور فاقوں سے لوگ یوں ہی تنگ آچکے ہیں۔ اس پر آپ نے ایک اور احمقانہ فرمان جاری کردیا ہے۔ مرنے والوں کو دفن کرنے کے لیے لوگ ہفتہ ہفتہ بھر اور دس دس دن تک مصیبتیں برداشت کرنے لگے ہیں۔ لوگوں کو اس طرح ستا کر آپ کو کیا مزا ملتا ہے؟ بادشاہ آگ بگولا ہوگیا اور اس نے کڑک کر کہا: کہتے ہیں کہ سفید ریش بوڑھے دانشمند ہوتے ہیں۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔ یہ بوڑھا طوطا جس کی عقل گھاس چرنے جاچکی ہے مجھے عقل سکھانے آپہنچا ہے۔ اس کو پکڑ کر ابھی قتل کردیا جائے۔

اس کے بعد بادشاہ نے ایک نیا فرمان جاری کیا کہ جن کی داڑھیاں سفید ہوں، ان سب کو قتل کردیا جائے۔ بادشاہ کے سپاہی گھر گھر گھوم کر سفید ریش بوڑھوں کو ڈھونڈنے اور ان کو قتل کرنے لگے۔ کچھ بوڑھے اپنی جانیں بچا کر تہہ خانوں میں اور اسی قسم کی خلوت کی جگہوں پر چھپ گئے۔

ایک دن ظالم بادشاہ نے پڑوس کے کسی ملک پر لشکر کشی کرنے کا تہیہ کرلیا اور اس نے حکم دیا کہ جن سپاہیوں کی عمریں تیس سے اوپر نہ ہوں وہ سب میدانِ جنگ میں جانے کے لیے تیار ہوجائیں اور جن کی عمریں تیس سال سے اوپر ہوچکی ہیں ان کو رہنے دیا جائے کیونکہ ان میں زیادہ طاقت نہیں ہے۔

بادشاہ کا فرمان سن کر وزیر نے کہا: ''بادشاہ سلامت! آپ یہ کیا کررہے ہیں؟ لشکر کشی کی کیا ضرورت آپڑی ہے؟ یوں بھی تو کتنے ہی لوگ خواہ مخواہ موت کے گھاٹ اُتر چکے ہیں۔''

بادشاہ نے گرجتے ہوئے کہا: ''احمق! تم کیا خاک سمجھتے ہو، مجھ سے بحث مت کیا کرو، پھر ایسا کیا تو تمہارے منہ میں پگھلا ہوا سیسہ بھر دوں گا۔'' (جاری)

گوشۂ خواتین

گھڑی بھر کی واہ واہ، عمر بھر کی آہ آہ! (۱)

فضول خرچی، بے پروائی، سستی اور غفلت سے ملک تباہ ہوگئے ہیں، خاندان بگڑ گئے ہیں، عالیشان مکان خاک کا ڈھیر بن گئے ہیں، بادشاہوں کی اولاد نے بھیک مانگی ہے۔ دلّی کے بادشاہوں کی بیگمات، لکھنؤ کی نواب زادیاں مدتوں دربدر ماری پھریں اور ان کی اولاد دواہی تباہی اور بے نشان ہے۔

رابعہ نے کہا خیر ہے اتنی خفگی کیوں ہورہی ہے۔

رابعہ کے شوہر بولے میں خفا نہیں ہوتا، سمجھانے کے لیے ایک مثال دی ہے۔ ہماری عورتیں حساب سے واقف نہیں ہیں۔ برا نہ ماننا اگر میں کہوں بے حساب اور فضول خرچ کرنے سے خدا بھی ناراض ہوتا ہے۔

تم ہی کہا کرتی ہو کھائے من بھاتا اور پہنے جگ بھاتا یعنی جس چیز کو ہر ایک دیکھتا ہے وہ ایسی ہونی چاہیے جس پر انگلی نہ اُٹھ سکے۔ انسان کے اخراجات کو سب دیکھتے ہیں اور چاہے سامنے کوئی نہ کہے پیٹھ پیچھے ناعاقبت اندیش، آنکھ کا اندھا اور مستقبل سے بے فکر بتاتے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر مہینہ قرض بڑھتا چلا جارہا ہے اور آمد بڑھتی نہیں، پھر اگر اس کا انجام نہ سوچا گیا تو کیا ہوگا حساب لگاؤ:

تین دکانیں جن کا کرایہ	اٹھارہ روپیہ
ایک امرود کی بغیا	پچاس روپیہ سال
تین چھوٹے مکان	جن کا کرایہ دس روپیہ ماہانہ

اب انھیں پانچ آدمیوں کے کنبہ پر تقسیم کرو۔

کھانے پینے کا خرچ تو ہونا ہی چاہیے، چٹنی ہو یا دال ہو، مسالہ ہلدی مرچ بھی ضروری ہے۔ ایندھن بھی ہونا ہی چاہیے۔ دھوبی کی دُھلائی اور غلہ کی پسائی بھی ضروری ہے۔ مگر یہ کس نے بتایا ہے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ میلاد شریف ضرور ہو، لڈو یا دمیدے بٹیں، میلاد پارٹی کی دعوت ضرور کی جائے، بریانی، شامی کباب اور کوفتہ ضرور پکیں، حاضرین مجلس کو چائے ضرور پلائی جائے، پانوں کی تھالیاں بار بار گردش کرتی رہیں اور یہ کونڈے کیا چیزیں ہیں، گھی ہو، میدہ ہو، باوضو ہوکر بنایا جائے اور لوگوں کو کھلایا جائے۔ (جاری)

صفحہ تحفظ ختم نبوت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (۱)

تحریر: مولانا محمد منظور نعمانیؒ

قیامت کی علاماتِ کبریٰ جو احادیث نبویؐ کے بیان کے مطابق دنیا کے خاتمہ کے قریب، قیامت قائم ہونے سے پہلے ظاہر ہوں گی، ان میں ایک بہت غیر معمولی واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے، ان صفحات میں تو حسب معمول اس موضوع سے متعلق بھی چند ہی حدیثیں پیش کی جائیں گی لیکن واقعہ یہ ہے کہ حدیث کی قریباً تمام ہی کتابوں میں مختلف سندوں سے اتنے صحابہ کرامؓ سے نزول مسیحؑ کی حدیثیں روایت کی گئی ہیں، جن کے متعلق ان کی صحابیت سے قطع نظر کرکے بھی ازروئے عقل و عادت یہ شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ انھوں نے باہم سازش کرکے حضوؐر پر یہ بہتان باندھا ہے کہ آپ نے قیامت سے پہلے آسمان سے حضرت مسیح کے نازل ہونے کی خبر دی تھی اور اسی طرح یہ شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ان سب صحابہ کرامؓ سے آپ کی بات سمجھنے میں غلطی ہوگئی ہوگی۔

حضرت عیسیٰ بن مریم اس طرح پیدا نہیں ہوئے جس طرح ہماری اس دنیا میں انسان مرد اور عورت کے ملاپ اور مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص قدررت اور اس کے حکم سے اس کے فرشتہ جبریل امین کے توسط سے اپنی ماں حضرت مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا کیے گئے۔

بہرحال حدیث کے ذخیرہ میں اس مسئلہ سے متعلق جو روایات ہیں، ان کو سامنے رکھنے کے بعد ہر سلیم العقل کو اس بات کا قطعی اور یقینی علم حاصل ہوجاتا ہے کہ رسول اللہؐ نے قیامت سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی اطلاع امت کو دی تھی، اس کے لیے استاذنا حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے رسالہ 'التصریح بما تواتر فی نزول المسیح' کا مطالعہ کافی ہے، اس میں صرف اسی مسئلہ سے متعلق حدیث کی کتابوں سے منتخب کرکے ستر سے اوپر حدیثیں جمع کردی گئی ہیں۔

پھر احادیث نبوی کے علاوہ قرآن مجید سے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان کی طرف اُٹھا لیا جانا اور پھر قیامت سے پہلے اس دنیا میں آنا ثابت ہے، اس بارے میں اطمینان حاصل کرنے کے لیے حضرت استاذ قدس سرہٗ کے رسالہ 'عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسی علیہ السلام' کا مطالعہ کافی ہوگا۔ (ملحوظ رہے کہ حضرت استاذ قدس سرہٗ کے یہ دونوں رسالے عربی زبان میں ہیں)

اس عاجز راقم سطور کا ایک رسالہ ہے 'قادیانی کیوں مسلمان نہیں اور مسئلہ نزولِ مسیح وحیاتِ مسیح' اس میں قریباً ستر صفحات اسی مسئلہ سے متعلق لکھے گئے ہیں۔ اردوخواں حضرات کو اس کے مطالعہ سے بھی انشاء اللہ یہ اطمینان و یقین حاصل ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید نے اپنے معجزانہ انداز میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ قیامت کے قریب حضرت مسیح علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی ہے۔

لیکن چونکہ اس مسئلہ کے بارے میں بہت سے لوگوں کو عقلی شبہات اور وساوس ہوتے ہیں اور قادیانی مصنّفین واہل قلم نے (مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے دعوائے مسیحیت کی گنجائش پیدا کرنے کے واسطے) اس موضوع پر چھوٹے بڑے بے گنتی رسائل اور مضامین لکھ کر شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش بھی کی ہے اس لیے مناسب سمجھا گیا ہے کہ اس سلسلے کی احادیث کی تشریح سے پہلے تمہید کے طور پر کچھ اصولی باتیں عرض کردی جائیں۔ امید ہے کہ ان کے مطالعہ کے بعد انشاء اللہ صاحب ایمان اور سلیم الفہم ناظرین کرام کو اس مسئلہ کے بارے میں وہ اطمینان و یقین حاصل ہوجائے گا جس کے بعد کسی شبہ اور وسوسہ کی گنجائش نہیں رہے گی۔ واللہ ولی التوفیق۔

مسئلہ نزول مسیح سے متعلق چند اصولی باتیں

(۱) سب سے پہلی اور اہم بات جس کا اس مسئلہ پر غور وفکر کرتے وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے، یہ ہے کہ اس کا تعلق اس ذات سے ہے جس کا وجود ہی عام سنت اللہ اور اس دنیا میں جاری قانونِ فطرت کے بالکل خلاف ہے، یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اس طرح پیدا نہیں ہوئے جس طرح ہماری اس دنیا میں انسان مرد اور عورت کے ملاپ اور مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں (اور جس طرح تمام اولوالعزم پیغمبر اور ان کے خاتم وسردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیدا ہوئے تھے) بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خاص قدررت اور اس کے حکم سے اس کے فرشتہ جبریل امین (روح القدس) کے توسط سے اپنی ماں حضرت مریم صدیقہ کے بطن سے بغیر اس کے کہ ان کو کسی مرد نے چھوا بھی ہو معجزانہ طور پر پیدا کیے گئے۔ اسی لیے قرآن مجید میں ان کو "اللہ کا کلمہ" بھی کہا گیا ہے۔ قرآن مجید نے سورہ آل عمران کی آیات ۴۵ و ۴۶ میں اور سورۂ مریم کی آیات ۱۹ تا ۲۳ میں ان کی معجزانہ پیدائش کا حال تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ (اور انجیل کا بیان بھی یہی ہے اور اسی کے مطابق ساری دنیا کے مسلمانوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے)

ایسی ہی ایک دوسری عجیب بات قرآن مجید نے ان کے بارے میں یہ بیان فرمائی ہے کہ جب وہ اللہ کی قدرت اور اس کے حکم وکلمہ سے معجزانہ طور پر مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا ہوئے (جو کنواری تھیں اور ان کا کسی مرد سے نکاح نہیں ہوا تھا) اور وہ ان کو اپنی گود میں لیے بستی میں آئیں اور برادری اور بستی کے لوگوں نے ان کے بارے میں اپنے گندے خیالات کا اظہار کیا اور معاذ اللہ اس نومولود بچے کو ولدالزنا سمجھا تو اسی نومولود بچہ (عیسیٰ بن مریم) نے اللہ کے حکم سے اسی وقت کلام کیا اور اپنے بارے میں اور حضرت مریم کی پاکبازی کے بارے میں بیان دیا۔ (سورۂ مریم آیات ۲۷ تا ۳۰)

پھر قرآن مجید ہی میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھوں پر انتہائی محیر العقول معجزے ظاہر ہوئے کہ وہ مٹی کے گوندے سے پرندہ کی شکل بناتے، پھر اس پر پھونک مار دیتے تو وہ زندہ پرندہ کی طرح فضا میں اڑ جاتا اور مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں پر ہاتھ پھیر دیتے یا دم کردیتے تو وہ فوراً اچھے بھلے ہوجاتے، اندھوں کی آنکھیں روشن ہوجاتیں، اور کوڑھیوں کے جسم پر کوئی اثر اور داغ دھبہ بھی نہ رہتا اور ان سے بڑھ کر یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرکے دِکھا دیتے، ان کے اس محیر العقول معجزوں کا بیان بھی قرآن مجید (سورۂ آل عمران اور سورۂ مائدہ) میں تفصیل اور وضاحت سے فرمایا گیا ہے اور انجیل میں بھی ان معجزات کا ذکر کچھ اضافہ ہی کے ساتھ کیا گیا ہے اور عیسائی دنیا کا عقیدہ بھی اسی کے مطابق ہے۔

پھر قرآن ہی میں یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت ورسالت کے منصب پر فائز کیا اور آپ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ایمان اور ایمانی زندگی کی دعوت دی تو آپ کی قوم کے لوگوں نے آپ کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دے کر سولی کے ذریعے سزائے موت دینے کا فیصلہ کیا اور اپنے خیال میں انھوں نے اس فیصلہ کا نفاذ بھی کردیا اور سمجھ لیا کہ ہم نے عیسیٰ کو سولی پر چڑھا کے موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہوا (انھوں نے جس شخص کو عیسیٰ سمجھ کر سولی پر چڑھایا وہ دوسرا شخص تھا) عیسیٰ کو تو وہ یہودی پا ہی نہ سکے، اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص قدرت سے ان کو آسمان کی طرف اُٹھا لیا، اور وہ قیامت سے پہلے اللہ کے حکم سے پھر اس دنیا میں آئیں گے اور یہیں وفات پائیں گے اور ان کی وفات سے پہلے اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں

جب اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت ورسالت کے منصب پر فائز کیا تو آپ کی قوم کے لوگوں نے آپ کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دے کر سولی پر چڑھانے کا فیصلہ کیا اور اپنے خیال میں انھوں نے اس فیصلہ کا نفاذ بھی کردیا اور سمجھ لیا کہ ہم نے عیسیٰ کو سولی پر چڑھا کے موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہوا۔

گے اور اللہ تعالیٰ ان سے دین محمد کی خدمت لے گا اور ان کا نازل ہونا قیامت کی ایک خاص علامت اور نشانی ہوگا (یہ سب سورۂ نساء اور سورۂ زخرف میں بیان فرمایا گیا)

پس جو اہل ایمان قرآن پاک کے بیان کے مطابق ان کی معجزانہ پیدائش اور ان کے مذکورہ بالا محیر العقول معجزات پر ایمان لا چکے ہیں، ان کو بحکم خداوندی آسمان پر ان کے اُٹھا لیے جانے اور اسی کے حکم سے مقرر کیے ہوئے وقت پر آسمان سے نازل ہونے کے بارے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟

الغرض سب سے پہلی اور اہم بات جس کا اس مسئلہ نزول مسیح پر غور وفکر کرتے وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نرالی شخصیت اور ان کی مذکورہ بالا وہ خصوصیات ہیں، جو قرآن پاک کے حوالہ سے سطور بالا میں ذکر کی گئیں اور جن میں وہ انسانی دُنیا میں منفرد ہیں۔ (جاری)

یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

ذکی طارق بارہ بنکوی

هم جو ہیں رحمت بداماں رحمۃ للعالمینؐ
آپ کا یہ سب ہے احساں رحمۃ للعالمینؐ
بہرِ محشر آپ کی چشمِ عنایت کے سوا
کچھ نہیں ہے ساز و ساماں رحمۃ للعالمینؐ
آپ کی آمد سے روشن ہوگئی بزمِ جہاں
ہر سو ہے جشنِ چراغاں رحمۃ للعالمینؐ
آپ ہی نے دین و ایماں کی عطا کیں دولتیں
آپ پر یہ جان قرباں رحمۃ للعالمینؐ
بخشوا لیں گے خدا سے ہم گنہگاروں کو آپ
ہم سبھی کا ہے یہ ایماں رحمۃ للعالمینؐ
اللہ اللہ آپ کی پرواز و رفعت دیکھ کر
ہو گئے جبریل حیراں رحمۃ للعالمینؐ
شرحِ آیاتِ مبیں ہے آپ کی اک اک ادا
اے امانت دارِ قرآں رحمۃ للعالمینؐ
کیجئے اپنے ذکی طارق پہ چشمِ التفات
یہ بہت ہی ہے پریشاں رحمۃ للعالمینؐ

جمعیۃ علماء ہند کے نائب صدر حضرت الاستاذ مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ کی
حیات وخدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ دھلی کی
خصوصی اشاعت
مولانا ریاست علی ظفر بجنوریؒ نمبر
اپنی تمام تر خوبیوں، بھترین مضامین، شاندار طباعت اور دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ منظر عام پر آچکا ھے۔
صفحات ۱۹۶ | سائز: ۲۳×۳۶/۸ | قیمت -/150
رابطہ: ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489

ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کی
خصوصی پیشکش
تحفظ ختم نبوت نمبر
انشاء اللہ العزیز انتہائی آب وتاب کے ساتھ بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے
مکمل تفصیلات آئندہ ملاحظہ فرمائیں
رابطہ: ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

وزیراعظم کا دورۂ امریکہ کامیاب رہا یا ناکام

معروف صحافی جناب اسد مرزا کی ایک تجزیاتی تحریر

وزیراعظم مودی نے گزشتہ ۲۳ر اور ۲۴ر ستمبر کو بالترتیب امریکی کی نائب صدر کملا ہیرس اور امریکہ کے صدر جو بائیڈن سے ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں کا محور باہمی تعلقات اور موضوعات رہے اور ساتھ ہی صدر بائیڈن نے AUKUS کے معاملے پر امریکی موقف کو واضح کرایا۔ اس دورے کے دوران اعلیٰ امریکی حکام AUKUS اور QUAD کے درمیان نمایاں فرق بتانے کی کاوشوں میں لگاتار کام کرتے رہے۔

دراصل ہند۔بحرالکاہل کے علاقے سے متعلق ایک نئے دفاعی معاہدے کا اعلان کرکے امریکہ نے ایک مرتبہ پھر دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ وہ موجودہ دور کی واحد سپر پاور ہے اور اسے دنیا کے کسی بھی خطے میں دخل اندازی کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس مہینے کی ۱۵ر تاریخ کو امریکہ نے AUKUS نامی ایک نئے دفاعی معاہدے کا اعلان کرکے پوری دنیا کو چونکا دیا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تھی کہ امریکہ پہلے ہی ہند۔بحرالکاہل میں چینی جارحیت اور دفاعی منصوبوں کا مقابلہ کرنے کے لیے QUAD نامی دفاعی معاہدے سے بندھا ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ AUKUS اور QUAD دونوں میں ہی آسٹریلیا اور امریکہ شامل ہیں، تو پھر اس نئے معاہدے کا اعلان کرنے کے کیا معنیٰ ہیں؟

آیئے سب سے پہلے AUKUS کی تفصیل جانتے ہیں۔ AUKUS تین ملکوں کے نام کے پہلے حرف کو شامل کرکے بنا ہے۔ یہ تین ملک ہیں: آسٹریلیا، یوکے اور یو ایس۔ ان تین میں سے دو یعنی آسٹریلیا اور امریکہ پہلے سے ہی چار رکنی QUAD کے ممبر ہیں۔ QUAD کا لفظ پہلی مرتبہ ۲۰۰۴ء میں رونما ہونے والی سونامی کے بعد استعمال میں آیا تھا۔ جس کے ذریعہ راحت رسانی کا کام اس خطے میں کیا جاسکے۔ بعد میں امریکی نائب صدر ڈک چینی نے اسے فوجی اصطلاح کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا، تاکہ خطے میں چین کے اثرات کا مؤثر طریقے سے جواب دیا جاسکے۔

۲۰۱۰ء تک QUAD ایک غیر ضروری تنظیم کے طور پر قائم رہی۔ تاہم ٹرمپ انتظامیہ نے ۲۰۱۷ء میں دوبارہ اس تنظیم کا احیا کرنے کی کوشش کی کیونکہ جنوبی چینی سمندر کے علاقہ میں جاپان اور امریکہ کے لیے مسلسل چیلنج بنتا چلا جارہا تھا اور اس علاقے میں واقع چھوٹے جزیروں پر ان کی دفاعی اہمیت کی وجہ سے اپنی بالادستی ثابت کرنا چاہتا تھا۔ ٹرمپ کی زیرِ قیادت امریکہ QUAD کو ایشیائی ناٹو کی شکل دینا چاہتا تھا تاکہ خطے میں چین کی جانب سے بار بار ہونے والی جارحیت کا دفاعی طور پر مقابلہ کیا جاسکے۔

واضح رہے کہ باضابطہ طور پر AUKUS کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا ہے بلکہ صرف وہائٹ ہاؤس کی جانب سے جاری ایک اعلامیہ میں اس اتحاد کی تفصیلات مہیا کرائی گئی ہیں کہ اسے ہند۔بحرالکاہلی خطے میں امن اور سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ AUKUS کا سب سے بڑا فائدہ آسٹریلیا کو ملے گا کیونکہ معاہدے کے مطابق امریکہ، آسٹریلیا کو تقریباً ۶۰ جوہری سمندری آب دوز مہیا کرائے گا، اس سودے کی کل مالیت تقریباً ۶۶ کروڑ ڈالر ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ پہلی مرتبہ کسی دوسرے ملک کے ساتھ اپنی جوہری ٹیکنالوجی کا بھی تبادلہ کرے گا۔

> **دفاعی تجزیہ نگاروں کی رائے ہے کہ AUKUS کے بعد ایسا لگتا ہے کہ امریکہ کی ترجیح جنوبی چینی سمندر ہے نا کہ شمالی چینی سمندر یا انڈین اوشین اس کے علاوہ علاقائی سطح پر بھی ہندوستان کو اپنے ہم سایہ ممالک کے ساتھ اکیلے ہی نپٹنا ہوگا۔**

عالمی برادری کا ردِ عمل

AUKUS کے خلاف سب سے زیادہ احتجاج فرانس نے ظاہر کیا ہے کیونکہ فرانس اور آسٹریلیا کے درمیان ڈیزل آبدوز مہیا کرانے کا ایک معاہدہ جو کہ تقریباً ۳۷ کروڑ ڈالر کا تھا، اسے منسوخ کردیا گیا ہے اور اب برطانیہ، آسٹریلیا کو یہ آبدوز بنانے اور مہیا کرانے میں کلیدی کردار ادا کرے گا۔ ان میں سے بیشتر آبدوز برطانیہ میں بنائی جائیں گی اور ٹیکنالوجی امریکہ مہیا کرائے گا۔ فرانس کے وزیر خارجہ لاڈرائین نے گزشتہ جولائی میں اپنے امریکی دورے کے دوران صدر بائیڈن اور اعلیٰ امریکی دفاعی حکام کو انڈو پیسفک کی دفاعی صورتِ حال کے تئیں فرانس کے اندیشوں سے آگاہ اور خطے کیے لیے فرانس کی حکمت عملی سے واقف کرایا تھا۔ اس کے علاوہ فرانس کے وزیر دفاع نے اس مہینے کے اوائل میں اپنے آسٹریلیائی ہم منصب سے ملاقات کی تھی اور اس وقت بھی فرانس کو اس معاہدے کی بابت کوئی بھنک نہیں دی گئی تھی۔ جبکہ وہائٹ ہاؤس کے اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ اس معاہدے کے سلسلے میں عملی بات چیت ۲۰۲۰ء سے ہی شروع ہوگئی تھی۔ وزیر خارجہ ڈرائین نے اسے آسٹریلیا اور امریکہ دونوں کی جانب سے پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف قرار دیا ہے اور آسٹریلیا اور امریکہ سے اپنے سفیر واپس بلا لیے ہیں۔

اس کے علاوہ نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم جیسنیڈا ارڈن نے اسے بالکل غیر ضروری قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ان آبدوزوں کو نیوزی لینڈ کی سمندری حدود میں قطعی طور پر داخل نہیں ہونے دیں گے۔ نیوزی لینڈ کا یہ دیرینہ موقف رہا ہے کہ تمام جوہری اصلاح اور دفاعی سازوسامان جن میں جوہری توانائی کا استعمال ہوتا ہے، انھیں بالکل ختم کردینا چاہیے۔ یورپی یونین کے خارجی امور کے سفیر جوزف بوریل نے کہا ہے کہ ان تینوں ممالک نے یورپی یونین کو بالکل اندھیرے میں رکھا، جبکہ انھیں معلوم تھا کہ ۱۷ر ستمبر کو یورپی یونین انڈو پیسفک کے ضمن میں اپنی نئی دفاعی حکمت عملی کا اعلان کرنے والا ہے تو اس سے صرف ایک دن قبل یعنی ۱۵ر ستمبر کو یہ اعلان کرکے ان تینوں ممالک نے یورپی یونین کے لیے اپنے نظریہ کو عام کردیا ہے کہ وہ جب چاہیں ای یو کا استعمال کرسکتے ہیں، صرف اپنے

(باقی صـ۱۴ـ پر)

تجزیہ

عارف عزیز، بھوپال

بچوں کے تعلیمی کیریئر پر ٹی وی کے اثرات

آج کے دور کو سائنس کی ترقیات اور چمک ودمک کا دور کہا جاتا ہے اور اس کی ایجادات میں سب سے زیادہ اور تیزی کے ساتھ فروغ پانے والی ایجاد الیکٹرانک میڈیا (برقی ذرائع ابلاغ) ہیں جنکی ایک قسم ٹیلی ویژن ہے جو بذاتِ خود تو بری نہیں لیکن اس کا بیجا استعمال ضرور نقصان دہ ہے، ٹیلی ویژن کے پھیلاؤ کا یہ عالم ہے کہ آج ہر گھر میں اس کی پہنچ ہوگئی ہے، کھاتے پیتے شہری ہی نہیں، جھگیوں اور مواضعات میں رہنے والے بھی ٹی وی دیکھ کر اپنی تفریح کا سامان کرلیتے ہیں خاص طور پر جب سے سیٹلائٹ چینل اور کیبل ٹی وی کا چلن بڑھا ہے تو ٹی وی کا دائرہ بڑھتا جارہا ہے، اب رات ودن ۲۴ گھنٹے اس کے مختلف پروگرام الگ الگ چینلوں میں دکھائے جاتے ہیں اور گھر کے سبھی ممبر چھوٹے ہوں یا بڑے، بچے ہوں یا بوڑھے، ان کو دیکھتے ہیں اور جب کوئی مقبول پروگرام آتا ہے تو گھر کے لوگ تمام کام وکاج چھوڑ کر ٹی وی اسکریٹرین کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں یہاں تک کہ ضروری کاموں کی بھی انہیں پرواہ نہیں ہوتی۔ گھر کے بڑے اور ذمہ دار تو پھر بھی اپنے ضروری کاموں کو انجام دیکر ٹی وی کی طرف رخ کرتے ہیں یا اپنے پسندیدہ پروگرام دیکھ کر کام کاج میں مصروف ہوجاتے ہیں لیکن بچوں کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ان کے ذہن خام ہوتے ہیں، اپنے لئے کیا اچھا ہے اور کیا برا اس کا بھی انہیں زیادہ لحاظ نہیں رہتا اس لئے ان کی نگرانی نہ کی جائے تو وہ اپنا زیادہ وقت ٹی وی اسکرین کے سامنے گزار کر ضائع کردیتے ہیں، پڑھنے لکھنے کی ذمہ داری سے منہ چراتے ہیں، تفریحی پروگرام دیکھنے میں ہی وقت نہیں لگاتے بلکہ فلر کے طور پر اس کے درمیان میں جو اشتہارات دکھائے جاتے ہیں ان کو بھی نظریں گڑا کر دیکھتے ہیں، ان اشتہارات کا بچوں کی عام نفسیات پر برا اثر پڑ رہا ہے ایک سروے کے مطابق اونچے طبقہ کے ۶۸ء۴۷ فیصد بچے، درمیانی طبقہ کے ۶۲ء۲۳ فیصد بچے اور نچلے طبقہ کے ۵۵ء۵۵ فیصد بچے روزانہ تین سے چار گھنٹے ٹی وی دیکھتے ہیں، ایک دوسرے سروے کے مطابق ان میں سے ۶۳ء۹۰ فیصد بچوں کو ٹی وی کے اصل پروگراموں کے مقابلہ میں اشتہار دیکھنے سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے، اس کا احساس مختلف استعمال کی اشیاء بنانے والے صنعتی اداروں کو بھی ہوگیا ہے اس لئے وہ اپنی مصنوعات کو بازار میں مقبول بنانے کے لئے خاص طور سے ایسے اشتہارات تیار کراتے ہیں جو بھولے بھالے دل ودماغ پر قبضہ کرسکیں کیونکہ انہیں وہ اپنے گاہکوں کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان اشتہارات کا سب سے زیادہ اثر بچوں کے اخلاق وکردار پر پڑ رہا ہے وہ اشتہارات کی نقل میں لکھنے وپڑھنے میں دل لگانے کے بجائے کھیل وکود اور کرتب بازی پر زیادہ دھیان دینے لگے ہیں، ان کی نظر میں اچھی ماں وہ ہے جو ان کی ہر خواہش کے آگے سر جھکادے اور شاندار باپ وہ ہے جو ان کی کسی فرمائش پر انکار نہ کرے۔

ہم کہتے تو یہ ہیں کہ بچے ملک وسماج کا مستقبل ہوتے ہیں لیکن اس مستقبل کی تعمیر وتشکیل پر توجہ نہیں دیتے، جو بچے خیالی تصورات وبے جا خواہشات میں مبتلاء ہوکر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں بھلاوہ کیسے ہمارے مستقبل کا اثاثہ ثابت ہوسکتے ہیں، ہم مشرق کے لوگ مغرب اور اس کی ترقیات کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر ان کی نقل کرنا تو چاہتے ہیں لیکن مغربی ملکوں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے پر دھیان نہیں دیتے، ٹیلی ویژن کے بچوں پر مضر اثرات کے شکار ہم سے کافی پہلے مغربی ممالک ہوچکے ہیں، اس لئے انہوں نے اس کا منصوبہ بند طریقہ سے مقابلہ بھی کیا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ مغرب کے ان تجربات کو ہمارے یہاں بھی پیش نظر رکھا جائے اس سلسلے کی روشن مثال سویڈن اور ناروے وغیرہ نے پیش کی ہے جہاں بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کو سامنے رکھ کر بنائے گئے اشتہارات پر روک لگادی گئی ہے، اسی طرح امریکہ میں بچوں کے ٹی وی دیکھنے کی حوصلہ شکنی کی جارہی ہے، ایک جائزہ کے مطابق ۱۹۸۰ء کے بعد سے بچوں کی ٹی وی بینی میں بیس فیصد تک کمی آ گئی ہے۔

مغربی ملکوں میں سب سے زیادہ تشویش اس بات کو لیکر ظاہر کی جارہی ہے کہ ٹی وی پروگرام بچوں کی تعلیم کو بہت متاثر کررہے ہیں، یوروپ وامریکہ کے ماہرین تعلیمات، نفسیات اور عمرانیات کی طرف سے جب اس پر خصوصی تحقیق کی گئی تو انہیں اندازہ ہوا کہ ٹی وی اسکرین کے سامنے زیادہ وقت صرف کرنے والے بچوں کی تعلیم ہی برباد نہیں ہوتی، والدین سے ان کے تعلقات میں بھی فرق آتا ہے، بچوں اور ان کے ماں باپ کے درمیان کا فاصلہ بڑھا ہے، پہلے بچے رات کو سوتے وقت اپنے بڑے بوڑھوں کے ساتھ ہنستے بولتے اور ان سے کہانیاں وقصے سنتے تھے، کئی وہ باتیں پوچھ لیتے تھے جو انہیں معلوم نہیں ہوتی تھیں، ان مواقع سے بچوں کو سیکھنے اور سمجھنے میں کافی مدد ملتی تھی، ان کا دماغ سوچنے اور عمل کرنے کے قابل بنتا تھا، اب والدین اور بچوں کا باہم مل بیٹھنا ٹی وی کی نذر ہوگیا ہے اور بچوں کے سیکھنے کے مواقع پر ٹی وی کی تفریحات غالب آ گئی ہیں۔ پہلے بچے جو وقت اسکول کے علاوہ اپنے گھروں میں پڑھنے لکھنے اور اسکول کا ہوم ورک کرنے میں گزارتے تھے اب وہ ٹی وی دیکھ کر ضائع کررہے ہیں، نرسری اور پرائمری اسکولوں کے ٹیچروں نے ایسے بچوں کی عادت واطوار کا مشاہدہ کیا تو انہیں اندازہ ہوا کہ پہلے بچوں میں خیال افروزی یعنی سوچنے وسمجھنے کی صلاحیت زیادہ تھی، وہ اپنے لئے کھیل خود ایجاد کرلیا کرتے تھے، کھلونے اپنے ہاتھ سے بناتے تھے، جب سے ٹی وی ان پر حاوی ہوا ہے وہ سوچنے اور اختراع کرنے کے بجائے وہی کرنے لگے ہیں جو ٹی وی ان سے کہتا ہے یا جو وہ ٹی وی پر دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بچوں میں محنت وکوشش کی عادت بھی کم ہورہی ہے، جب وہ آدھے گھنٹے کے ٹی وی پروگرام میں بڑے سے بڑے مسئلہ کا اطمینان بخش حل نکلتا ہوا دیکھ لیتے ہیں تو اس سے ان میں کچھ کرنے اور آگے بڑھنے کے بجائے تساہلی پیدا ہوتی ہے جو ان کی جسمانی وذہنی دونوں صحتوں کو نقصان پہنچارہی ہے اور اس کے اثرات ان کے تعلیمی کیریر پر بھی پڑرہے ہیں۔

آپ کہیں گے کہ میں یہاں ٹیلی ویژن کے صرف منفی پہلو گنا رہا ہوں، بچوں کی تخلیقی وتعلیمی صلاحیتوں کو ٹی وی سے جو نقصان پہنچ رہا ہے اسی پر میرا اسارا زور ہے۔ جی نہیں ٹی وی کے کچھ مثبت پہلو بھی ہیں اور ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ بچہ ٹی وی پروگرام دیکھ کر دنیا کے حالات وکوائف سے واقف ہوجاتا ہے، اس کی معلومات کے ساتھ ساتھ بولنے کی صلاحیت بڑھتی ہے، اس کے الفاظ کے ذخیرہ میں اضافہ ہوجاتا ہے، اگر وہ ٹی وی کے تعلیمی وتربیتی پروگراموں میں دلچسپی لے تو پڑھنے لکھنے میں اس کے لئے یہ مددگار ثابت ہوسکتے ہیں لیکن ٹی وی کے تعمیری نتائج کے مقابلہ میں نقصان دہ پہلو کچھ زیادہ ہیں اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ ٹی وی کو بچوں کے لئے قطعی ممنوع قرار دینے کے بجائے اس کا استعمال محدود کردیا جائے، وہ اپنے فرصت کے لمحات میں اصلاحی سبق آموز اور صاف ستھرے تفریحی پروگرام دیکھیں، سرپرستوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ٹی وی کو بچوں پر حاوی نہ ہونے دیں، خود ساتھ بیٹھ کر اچھے ٹی وی پروگرام بچوں کو دکھائیں اور ان کے جو منفی پہلو ہو اس کے نقصانات بھی بچوں پر واضح کردیں، خاص طور پر بچوں کے مطالعہ یا اسکول کا ہوم ورک کرنے اور اسی طرح کے

(باقی صـ۱۴ـ پر)

پانی کے بڑھتے بحران پر توجہ دینے کی ضرورت

اقوامِ متحدہ نے خبردار کیا ہے کہ ۲۰۵۰ء میں پانچ ارب سے زائد لوگوں کو پانی تک رسائی حاصل کرنے میں مشکل پیش آسکتی ہے اور رہنماؤں پر زور دیا کہ وہ سی او پی ۲۶ سربراہی اجلاس میں آبی وسائل سے متعلق اقدام اُٹھائیں۔ رپورٹ کے مطابق اقوامِ متحدہ کی عالمی موسمیاتی تنظیم (ڈبلیو ایم او) کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۲۰۱۸ء میں پہلے ہی تین ارب ساٹھ لاکھ افراد کو سالانہ کم از کم ایک ماہ تک پانی کی ناکامی رسائی حاصل تھی۔ ڈبلیو ایم او کے سربراہ پیٹری تالاس نے کہا کہ ہمیں پانی کے بڑھتے ہوئے بحران پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ 'دی اسٹیٹ آف کلائمیٹ سروسز ۲۰۲۱ء: واٹر' رپورٹ سی او پی ۲۶ سربراہی اجلاس سے چند ہفتے پہلے سامنے آئی ہے۔

خیال رہے کہ اقوامِ متحدہ کی موسمیاتی تبدیلی کانفرنس ۳۱ر اکتوبر سے ۱۲ر نومبر تک گلاسکو میں منعقد ہورہی ہے۔ ڈبلیو ایم او نے زور دیا کہ گزشتہ ۲۰ برس کے دوران زمین پر ذخیرہ شدہ پانی کی سطح ہر سال ایک سینٹی میٹر کی شرح سے گر رہی ہے۔ ادارے کے مطابق سب سے زیادہ نقصان انٹارکٹیکا اور گرین لینڈ میں ہورہا ہے اور ساتھ ہی ان زیادہ آبادی والے علاقوں کو خطرہ ہے جو روایتی طور پر پانی فراہم کرتے ہیں۔ ایجنسی نے کہا کہ پانی کی حفاظت کے لیے غیر تسلی بخش اقدامات ہیں کیونکہ زمین پر صرف ۰ء۵ فیصد پانی قابل استعمال ہے اور تازہ پانی دستیاب ہے۔

انھوں نے کہا کہ بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کے نتیجے میں عالمی اور علاقائی بارشیں تبدیل ہوتی ہیں جس کی وجہ سے بارش کے نمونوں اور زرعی موسموں میں تبدیلی آتی ہے جس سے خوراک کا بحران اور انسانی صحت اور فلاح و بہبود پر برا اثر پڑتا ہے۔ پیٹری تالاس نے کہا کہ ۲۰۰۰ء کے بعد سے سیلاب سے آفات میں گزشتہ دو دہائیوں کے مقابلے میں ۱۳۴ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمارے پاس موجودہ گرمی کی وجہ سے فضا میں سات فیصد زیادہ نمی ہے اور یہ سیلاب کی وجہ بھی بن سکتی ہے۔

ڈبلیو ایم او نے کہا کہ سیلاب سے زیادہ تر اموات اور معاشی نقصانات ایشیا میں ریکارڈ کیے گئے جہاں دریاؤں کے سیلاب کے انتباہی نظام کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے واضح کیا کہ ۲۰۰۰ء کے بعد ایک ہی وقت میں خشک سالی کے واقعات کی تعداد اور مدت میں تقریباً ۳۰ فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ افریقہ سب سے زیادہ متاثرہ براعظم ہے۔

ایئرانڈیا پھر ٹاٹا کے حوالے

دیوالیہ ہونے کے دہانے پر سرکاری ملکیت والی ایئر لائن ایئر انڈیا کو وزراء کے گروپ نے ٹاٹا سنس کے حوالے کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ اس معاملے سے وابستہ ذرائع نے بتایا کہ ایئر انڈیا کے لیے ٹاٹا سنس کی بولی وزیر داخلہ امت شاہ کی سربراہی میں وزراء کے گروپ کے سامنے رکھی گئی تھی جسے منظوری دے دی گئی ہے۔ اس کے لیے اسپائس جیٹ کے مسٹر اجے سنگھ نے ذاتی سطح پر بولی لگائی تھی۔ حالانکہ اس بابت ابھی تک کوئی باضابطہ اعلان نہیں کیا گیا ہے لیکن ایک یا دو دن میں حکومت کی طرف سے اس حوالے سے معلومات دیئے جانے کا امکان ہے۔ سول ایوی ایشن کے ذرائع کا کہنا ہے کہ اس کے لیے ٹاٹا سنس نے سب سے اونچی بولی لگائی تھی۔ ٹاٹا سنس کی جانب سے اس کے لیے حکومت کی جانب سے مقرر کردہ کم از کم بولی سے تقریباً تین ہزار کروڑ روپے سے زیادہ کی بولی لگائے جانے کی اطلاعات ہیں۔ ایئر لائن کی بنیاد ٹاٹا گروپ جے آر ڈی ٹاٹا نے ۱۹۳۲ء میں رکھی تھی لیکن بعد میں اسے قومیا (نیشنلائز) لیا گیا تھا۔ اب تقریباً ۶۷ سال کے بعد یہ ایئر لائن دوبارہ ٹاٹا کے حوالے کی جانے والی ہے۔ اگر ذرائع کی مانیں تو اس معاہدے کو دسمبر تک حتمی شکل دی جاسکتی ہے۔

کھیل کی دنیا

کارتک کے آئی پی ایل میں ہوئے چار ہزار رن

دنیش کارتک انڈین پریمیر لیگ (آئی پی ایل) میں ۴۰۰۰ رن بنانے والے بلے بازوں میں جگہ بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ دائیں ہاتھ سے بلے بازی کرنے والے دنیش کارتک نے کولکاتا نائٹ رائیڈرس کی جانب سے سن رائزرس حیدرآباد کے خلاف دبئی میں کھیلے گئے میچ میں آؤٹ ہوئے بغیر ۱۸ رن کی اپنی اننگ کے دوران یہ سنگ میل عبور کیا۔ دنیش کارتک انڈین پریمیر لیگ میں ۴۰۰۰ رن بنانے والے گیارہویں بلے باز ہیں۔ انھوں نے دہلی کیپٹلس، گجرات لائنس، پنجاب کنگس، ممبئی انڈینس، رائل چیلنجرس، بنگلور اور کولکاتا نائٹ راویڈرس کے لیے ابھی تک جو ۲۰۹ میچ انڈین پریمیر لیگ میں کھیلے ہیں ان کی ۱۸۸؍اننگوں میں ۲۶ء۰۵ کی اوسط اور ۱۳۰ء۰۳ کے اسٹرائک ریٹ کے ساتھ ۱۹ نصف سنچریوں کی مدد سے ۴۰۱۳ رن بنائے ہیں۔ وہ گیارہ مرتبہ اپنا کھاتہ نہیں کھول پائے اور ان کا سب سے زیادہ اسکور آؤٹ ہوئے بغیر ۹۷ رن ہے جو انھوں نے کولکاتا نائٹ رائیڈرس کی جانب سے راجستھان رائلس کے خلاف کولکاتا میں ۲۵؍اپریل ۲۰۱۹ء کو ۵۰ بالوں پر سات چوکوں اور نو چھکوں کی مدد سے بنایا تھا۔ یہ کولکاتا نائٹ رائیڈرس کے لیے دوسرا سب سے بڑا اسکور بھی ہے۔ انڈین پریمیر لیگ میں سب سے زیادہ رن بنانے کا اعزاز رائل چیلنجرس بنگلور کے وراٹ کوہلی کے پاس ہے جنھوں نے ابھی تک جو ۲۰۴ میچ انڈین پریمیر لیگ میں کھیلے ہیں ان کی ۱۹۶؍اننگوں میں ۳۷ء۸ کی اوسط اور ۱۳۰ء۱۶ کے اسٹرائک ریٹ کے ساتھ پانچ سنچریوں اور ۴۲ نصف سنچریوں کی مدد سے ۶۲۳۵ رن بنائے ہیں۔ وہ چھ مرتبہ اپنا کھاتہ نہیں کھول پائے اور ان کا سب سے زیادہ اسکور ۱۱۳ رن ہے جو انھوں نے پنجاب کنگس کے خلاف بنگلور میں ۱۸؍مئی ۲۰۱۶ء کو ۵۰ بالوں پر ۱۲ چوکوں اور آٹھ چھکوں کی مدد سے بنایا تھا۔ شیکھر دھون نے دکن چارجرس، دہلی کیپٹلس، سن رائزرس، حیدرآباد اور ممبئی انڈینس کی جانب سے جو ۱۸۸ میچ کھیلے ہیں ان کی ۱۸۷؍اننگوں میں ۳۴ء۹۳ کی اوسط اور ۱۲۷ء۱۳ کے اسٹرائک ریٹ کے ساتھ دو سنچریوں اور ۴۴ نصف سنچریوں کی مدد سے ۵۶۵۹ رن بنائے ہیں۔ وہ دس مرتبہ اپنا کھاتہ نہیں کھول پائے اور ان کا سب سے زیادہ اسکور آؤٹ ہوئے بغیر ۱۰۶ رن ہے جو انھوں نے دہلی ڈیئر ڈیولس کی جانب سے پنجاب کنگس کے خلاف دبئی میں ۲۰؍اکتوبر ۲۰۲۰ء کو ۶۱ بالوں پر بارہ چوکوں اور تین چھکوں کی مدد سے بنایا تھا۔

انڈین پریمیر لیگ میں سب سے زیادہ رن بنانے والے کھلاڑیوں کی فہرست میں تیسرا مقام روہت شرما کا ہے جنھوں نے ممبئی انڈینس اور دکن چارجرس کی جانب سے جو ۲۱۱ میچ کھیلے ہیں ان کی ۲۰۶؍اننگوں میں ۳۱ء۲۹ کی اوسط اور ۱۳۰ء۲۵ کے اسٹرائک ریٹ کے ساتھ ایک سنچری اور ۴۰ نصف سنچریوں کی مدد سے ۵۵۷۱ رن بنائے تھے۔ وہ تیرہ مرتبہ صفر پر آؤٹ ہوئے ہیں اور ان کا سب سے زیادہ اسکور آؤٹ ہوئے بغیر ۱۰۹ رن ہے جو انھوں نے ممبئی انڈینس کی جانب سے کولکاتا نائٹ رائیڈرس کے خلاف ۱۲؍مئی ۲۰۱۲ء کو کولکاتا میں ۶۰ بالوں پر بارہ چوکوں اور پانچ چھکوں کی مدد سے بنایا تھا۔ انڈین پریمیر لیگ میں سب سے پہلے پانچ ہزار رن بنانے والے سریش رینا اب چوتھے سب سے زیادہ رن بنانے والے بلے باز ہیں۔ انھوں نے چنئی سپر کنگس اور گجرات لائنس کے لیے جو ۲۰۵ میچ کھیلے ہیں ان کی ۲۰۰؍اننگوں میں ۳۲ء۵۱ کی اوسط اور ۱۳۶ء۷۳ کے اسٹرائک ریٹ کے ساتھ ایک سنچری اور ۳۹ نصف سنچریوں کی مدد سے ۵۵۲۸ رن بنائے ہیں۔ وہ آٹھ مرتبہ صفر پر آؤٹ ہوئے ہیں اور ان کا سب سے زیادہ اسکور آؤٹ ہوئے بغیر ۱۰۰ رن ہے جو انھوں نے چنئی سپر کنگس کی جانب سے پنجاب کنگس کے خلاف چنئی میں ۲؍مئی ۲۰۱۳ء کو ۵۳ بالوں پر سات چوکوں اور چھ چھکوں کی مدد سے بنایا تھا۔

انڈین پریمیر لیگ میں جن کھلاڑیوں نے چار ہزار سے زیادہ رن بنائے ہیں ان میں ڈیوڈ وارنر نے ۱۵۰ میچوں کی ۱۵۰؍اننگوں میں ۵۴۴۹ رن، ابراہم ڈی ویلیرس نے ۱۸۱ میچوں کی ۱۶۷؍انںوں میں ۵۱۰۶ رن، کرس گیل نے ۱۴۲ میچوں کی ۱۴۱؍اننگوں میں ۴۹۶۵ رن، دھونی نے ۲۱۶ میچوں کی ۱۹۰؍اننگوں میں ۴۶۹۸ رن، روبن اتھپا نے ۱۸۹ میچوں کی ۱۸۲ اننگوں میں ۴۶۰۷ رن، گوتم گمبھیر نے ۱۵۴ میچوں کی ۱۵۲ اننگوں میں ۴۲۱۷ رن بنائے ہیں۔ ❑❑

معین علی کا ٹسٹ کرکٹ سے ریٹائرمنٹ کا اعلان

انگلینڈ کے آل راؤنڈر معین علی نے ٹسٹ کرکٹ سے ریٹائرمنٹ کا اعلان کردیا ہے تاہم وہ محدود اووروں کے کرکٹ میں قومی ٹیم کے لیے کھیلتے رہیں گے۔ انگلینڈ اینڈ ویلز کرکٹ بورڈ (ای سی بی) نے اس کی تصدیق کی ہے۔ معین نے ایک بیان میں کہا کہ میں ابھی ۳۴ سال کا ہوں اور میں جتنا ہوسکے کھیلنا چاہتا ہوں اور صرف اپنے کرکٹ سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہوں۔ ٹسٹ کرکٹ شاندار ہے، جب آپ کا دن اچھا ہوتا ہے تو یہ کسی بھی دوسرے فارمیٹ سے بہتر ہوتا ہے۔ یہ زیادہ فائدہ مند ہوتا ہے اور آپ کو لگتا ہے کہ آپ نے واقعی یہ حاصل کیا ہے۔ ۳۴ سالہ آل راؤنڈر نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں اور اس جوش کے ساتھ دنیا کی بہترین ٹیموں کے خلاف ٹسٹ کرکٹ کھیلنے کو یاد کروں گا۔ یہ جانتے ہوئے کہ میں اپنی بہترین گیند سے کسی کو بھی آؤٹ کرسکتا تھا گیند بازی کے نظریے سے بھی ٹیسٹ کو یاد کروں گا۔ میں نے ٹیسٹ کرکٹ کا لطف اُٹھایا ہے لیکن وہ شدت بعض اوقات بہت زیادہ ہوسکتی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ میں نے ٹیسٹ میں جو حاصل کیا ہے اس سے خوش اور مطمئن ہوں۔ معین نے ۲۰۱۴ء میں لارڈس میں سری لنکا کے خلاف ٹسٹ کرکٹ میں ڈیبو کیا تھا۔ اپنے دوسرے ٹیسٹ میں گرچہ انھوں نے سنچری بنائی ہو لیکن معین نے اپنا ٹیسٹ کیریئر ۲۸ء۲۹ کی بیٹنگ اوسط سے ختم کیا ہے۔ ۲۰۱۶ء ان کے لیے ایک یادگار سال ثابت ہوا تھا جس میں انھوں نے اپنے نام مزید چار سنچریاں شامل کیں۔ انھوں نے ۲۰۱۷ء میں ہوم ٹیسٹ سیریز میں جنوبی افریقہ کے خلاف ہیٹ ٹرک لی اور پوری سیریز میں ۲۵ وکٹ لینے پر انھیں پلیئر آف دی سیریز قرار دیا گیا۔ معین نے ۶۴ ٹیسٹ میچوں میں ۲۹۱۴ رن اور ۱۹۵ وکٹیں حاصل کی ہیں۔ حالانکہ وہ اس فارمیٹ میں تین ہزار رن اور دو سو وکٹ لینے کی حصولیابی حاصل کرنے والے اوور آل پندرہویں کھلاڑی بننے سے کچھ دور رہ گئے۔

طب وصحت

سردیوں میں حیاتین سے بھرپور غذا ہے مچھلی

طب یونانی کے مطابق مچھلی جلد ہضم ہونے والی غذا ہے۔ یہ تمام غذائی اجزاء سے بھرپور ہے۔ دماغی کام کرنے والوں کے لیے بڑی مفید غذا ہے۔ بدن کو طاقت دیتی ہے، جسم کو فربہ کرتی ہے، اس کے استعمال سے مردانہ طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق مچھلی میں حیاتین ای ہوتا ہے، اس حیاتین کی کمی سے اولاد نہیں ہوتی۔ جو لوگ اسے استعمال کرتے ہیں ان کے ہاں کثرت سے اولاد پیدا ہوتی ہے، جن لوگوں کے اولاد نہیں ہوتی اور مردانہ کمزوری کے شکار ہیں انھیں مچھلی خوب استعمال کرنی چاہیے۔ ماہرین اطباء کا کہنا ہے کہ پہاڑی علاقہ کی مچھلی بہتر ہے۔ صاف اور میٹھے پانی میں اس کی پرورش ہو اور پتھروں میں خوب پھرتی ہو۔ ایسی مچھلی ٹراوٹ ہے جو سب سے عمدہ اور اچھی قسم ہے۔ ٹراوٹ اس قدر لطیف ہے کہ ڈیڑھ گھنٹہ میں ہضم ہوجاتی ہے۔ میدانی علاقہ کی روہو مچھلی استعمال نہ کریں۔ سمندر سے دریا کی مچھلی اچھی ہوتی ہے۔ گندے اور بدبودار پانی کی مچھلی استعمال نہ کریں۔ مچھلی کو نمک ضرور لگانا چاہیے۔ مچھلی کے استعمال کی مختلف تراکیب ہیں۔ مچھلی کے کباب، تلی ہوئی مچھلی اور شوربے والی مچھلی کا گوشت لطیف ہوتا ہے۔ اس کے کباب جلد ہضم ہوجاتے ہیں، مگر بہترین مچھلی شوربے والی ہوتی ہے اور قبض کشا بھی۔ تلی ہوئی مچھلی قدرے ثقیل ہے اور اس کا ہضم کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس لیے بیسن کے بغیر مچھلی کو تل لینا چاہیے۔ مچھلی کے بارے میں یہ نکتہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ جس صورت میں بھی مچھلی استعمال کریں اسے گرم کرکے کھانا چاہیے۔ واضح ہو کہ مچھلیاں آبی جانور ہیں جنھیں سرد خون والا جانور بھی کہا جاتا ہے۔ چھلکوں سے ڈھکا ہوا اور پانی میں تیرنے کے لیے بنے خصوصی گلپھڑوں سے لیس مچھلیاں کھلے سمندر، تازہ پانی، دریاؤں اور جھیلوں سے لیکر پہاڑی جھرنوں اور سمندر کی اتھاہ گہرائیوں تک میں پائی جاتی ہیں۔ مچھلی دنیا بھر میں انسانوں کی سمندری غذائی ضرورت پوری کرنے کے لیے انتہائی اہم گردانی جاتی ہے، خواہ وہ سمندروں یا کھلے آبی مقامات سے شکار کی جائیں یا ان کی پرورش انسان کے بنائے ہوئے ماہی خانوں میں کی جائے، جیسا کہ مرغیوں کی افزائش کے لیے مرغی خانے یا دیگر جانوروں کے لیے باڑے بنائے جاتے ہیں۔ مچھلیوں کا شکار افزائش نسل، تفریح طبع یا محفوظ کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ مچھلی مختلف ثقافتوں اور تہذیبوں میں بھی صدیوں سے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ دیوتاؤں سے لے کر مذہبی علامات، کتابوں کے موضوعات سے لے کر فلموں تک ہر جگہ مچھلی کا کردار اور ذکر نظر آتا ہے۔

انسانی صحت کے لیے مچھلی کی اہمیت مسلم ہے۔ حالیہ تحقیق سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ مچھلی میں پائے جانے والے تین اجزاء یعنی فلیسٹی ایسڈ ذہنی امراض کی روک تھام میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے ڈپریشن دور ہوتا ہے اور دل کی دھڑکن معتدل ہوتی ہے۔ ہفتہ میں ایک بار مچھلی کھانے سے دل کے حملے کا خطرہ ۵۰ فیصد کم ہوجاتا ہے۔ بعض مچھلیاں کھانے سے بلڈ پریشر کم ہوتا ہے اور فالج کا امکان بھی کم ہوتا ہے۔

مچھلی اگرچہ ایک حیوانی غذا ہے لیکن حیوانی غذاؤں کے بالکل برعکس ہے۔ اس میں موجود تیل جسم میں چربی پیدا نہیں کرتا۔ پروٹین حاصل کرنے کے لیے مچھلی سے بہتر غذا ہو ہی نہیں سکتی۔ مچھلی کھانسی اور نزلے میں مفید ہے۔ کمزور بچوں کے لیے مچھلی کا استعمال بہت ضروری ہے۔ مچھلی کی چربی پگھلا کر شہد میں ملا کر کھانے سے بینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ موتیا کے آغاز میں اس کا لگا لینا مفید ہے۔ مچھلی کے گوشت میں پروٹین کی کثیر مقدار جسم کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور جسم کی قوتِ مدافعت بڑھاتی ہے۔ مچھلی اور مچھلی کے شوربے سے زہریلے جانوروں کے ڈنک کا اثر ختم ہوتا ہے۔ حساسیت (Allergy) سے پیدا ہونے والے امراض میں اس کا تیل بہت مفید ہے۔ ❑❑

ادبیات

محمدؐ کا اعلیٰ نظام آگیا

مولانا نسیم احمد غازی مظاہری

زباں پر مری ان کا نام آگیا
تو گردش میں مستی کا جام آگیا

زباں پر درود و سلام آگیا
تو مژدۂ دار السلام آگیا

درِ شاہِ خیر الانام آگیا
تو منزل پہ اپنی غلام آگیا

ہوا دل جو آقا پہ قرباں میرا
بہشتِ بریں کا پیام آگیا

سنا نامِ نامی جو عاشق نے ان کا
زباں پر درود و سلام آگیا

لبوں کو مرے رحمتِ حق نے چوما
جب ان پر درود و سلام آگیا

جو پہنچا درِ پاکِ احمد پہ طالب
تو ہاتھوں میں عرفاں کا جام آگیا

جہاں میں جو تشریف لائے محمدؐ
تو سامانِ عیش دوام آگیا

روا اقتدا اب کسی کی نہیں ہے
رسولوں کا جگ میں امام آگیا

ہوئے اہل ایماں کھڑے صف بہ صف
جو وقتِ سجود و قیام آگیا

مرے کام آئی نہ کوئی عبادت
مرا ٹوٹا دل میرے کام آگیا

نظر آئی ان کی رضا رشکِ جنت
وہ عشق نبی میں مقام آگیا

ہے ساقئ کوثر کا فیض عام سب کو
جو چاہے پیئے اذنِ عام آگیا

ہوئی دور ظلمت، منور ہوا جگ
جہاں میں وہ ماہِ تمام آگیا

مدینے کی مئے کا جنھیں شوق ہے
تو جام ان کے گھر صبح و شام آگیا

نظام اب کوئی اور جائز نہیں
محمدؐ کا اعلیٰ نظام آگیا

ثنائے نبی اور انساں کرے؟
ان کی مدحت میں حق کا کلام آگیا

مری نیک بختی میں کیا شک ہے ہمدم
محمدؐ کی امت میں نام آگیا

وہ محشر میں فرمائیں اے کاش غازیؔ
لو دیکھو وہ میرا غلام آگیا

فخر رسل

مولانا حکیم محمد احمد، فیض آباد

محمد مصطفیٰ فخر رُسل کا جیسے نام آیا
فرشتوں اور خدا کا عرشِ اعظم سے سلام آیا

اجالا ہوگیا محفل میں ان کے روئے انور سے
کبھی جب بزم میں وہ حسنِ کل ماہِ تمام آیا

ابوبکر و عمر عثمان علی سب چاند تارے ہیں
انھیں تاروں کے جھرمٹ میں ہی وہ ماہِ تمام آیا

سکون و امن اور عدل و مساوات و اخوت کا
تمہارے دم سے ہی دنیا میں اخلاقی نظام آیا

امین و صادق و ہادی بشیر و رحمت عالم
لقب لیکر نہ تم سا کوئی بھی عالی مقام آیا

مسلمانو! پڑھو تم بھی درود اس پاک ہستی پر
کہ جس کے واسطے باری تعالیٰ کا سلام آیا

یہی ہے بس تمنا میری اے احمدؔ کہ محشر میں
رسول اللہ فرمادیں کہ وہ میرا غلام آیا

خلد کا منظر نثار ہے

مولانا ڈاکٹر عبدالرحمن ساجدؔ الاعظمی

ذرّوں پہ جس کے چرخ کا اختر نثار ہے
اس آستاں پہ خلد کا منظر نثار ہے

روئے نبی پہ آنکھ ٹھہرتی بھی کس طرح
نورِ خدا پہ ماہِ منوّر نثار ہے

اس طرح تھے صحابہؓ پیمبر کے گرد و پیش
پروانہ جیسے شمع کے اُوپر نثار ہے

بوجہل و بولہب کی جفاؤں کا ذکر کیا
طائف کے دشمنوں کا بھی پتھر نثار ہے

محشر میں کیوں غلاموں کو ہو تشنگی کا غم
جب ذات مصطفےٰ پہ ہی کوثر نثار ہے

ساجدؔ ہزار بار بشو دہن از گلاب
تب لے نبی کا نام جو اس پر نثار ہے

ان جبینوں کو خدا خانۂ کعبہ دے دے

کوثر کیرانوی

میرے معبود مجھے حمد کا لہجہ دے دے
اور پھر نعت بھی کہنے کا سلیقہ دے دے

آرزو محل و جواہر کی نہیں ہے یارب
اپنے محبوبؐ کی اولاد کا صدقہ دے دے

پھر سے شیرازۂ امت نہ بکھر جائے کہیں
متحد ہونے کا یارب اسے جذبہ دے دے

ایک مدت سے جو مصروف دعا رہتی ہیں
ان جبینوں کو خدا خانۂ کعبہ دے دے

ان نظاروں سے ہوئی جاتی ہیں آنکھیں زخمی
میری نظروں کو نجف دیدے مدینہ دے دے

میں ہوں اس پار تو اس پار ہے منزل میری
تو جو چاہے تو یہ دریا مجھے رستہ دے دے

دیکھ کر ظرف مرا مجھ کو عطا کر یارب
یہ بھی احسان ہے تیرا کہ تو قطرہ دے دے

جسم و جاں تیری امانت ہیں تو پھر اے معبود
تیرا قرآن رہے جس میں وہ سینہ دے دے

خامۂ فر کو درکار ہے قرطاس شعور
بوئے کوثر سے لکھوں ایسا قصیدہ دے دے

بقیہ— منظر پس منظر

اسرائیل کا نسل پرستانہ مزاج

دنیا میں ہر ناانصافی کا ردعمل ضرور ہوتا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدیم وطن سے بے دخل کئے جانے کے بعد اسے دوبارہ آباد کرنے کے مذہبی جذبے وعقیدے نے یہودیوں میں صیہونی تحریک کو جنم دیا۔ اسی طرح فلسطین کے اجاڑے اور برباد کئے گئے فلسطینی عربوں کو اپنے گھر، کھیتوں اور باغوں کی بازیافت کے فطری جذبہ نے دہشت گرد بنا دیا تھا۔ اور جب عراق نے کویت پر فوج کشی کر کے پہلے اسے اپنی قلمرو میں شامل کیا اس کے بعد امریکہ واتحادیوں کو جنگ کے میدان میں کھینچ لایا اور ہفتہ عشرہ تک وہ برابر اسرائیلی شہر تل ابیب وحنیفہ پر خطرناک میزائلوں سے چاند ماری کرتا رہا تو عراق اور اس کے صدر صدام حسین کے سرگرم حامی ومددگار اگر کوئی نظر آئے وہ یہی فلسطینی عرب تھے، جن کی کئی نسلیں خانہ بدوشی میں پروان چڑھا کر جوان ہو چکی تھی اور فلسطین کی عارضی ریاست کے قیام تک تو سارے جہاں میں ان پر عرصہ حیات تنگ ہوتا رہا ہے جب بھی ان کی طرف سے آزاد فلسطین کے نام سے اپنے ہوم لینڈ کا مطالبہ ہوا تو نہ صرف اسرائیل بلکہ اس کے آقا امریکہ اور برطانیہ جہاں اس کو پایہ حقارت سے ٹھکرا دیتے وہیں عرب ممالک بھی ان کے لئے زبانی لفاظی سے آگے بڑھ کر عملی قدم اٹھانے سے پرہیز کرتے۔

اقوام متحدہ نے تقسیم فلسطین کی قرارداد کے تحت ارضِ فلسطین کا ۵۴ فیصد حصہ یہودیوں کے حوالے کیا تھا لیکن ۲۰ سال کے عرصہ میں ہی اسرائیل کے حکمرانوں نے نہ صرف اپنی مملکت کی حدوں کو پھیلا دیا بلکہ جنگوں کے ذریعہ فلسطین کی ۷۷ فیصد آراضی پر وہ قابض ہو گئے اور دنیا کے لاکھ سمجھانے کے باوجود اس سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہوئے، نہ امریکہ ان کو وہاں سے ہٹانا چاہتا تھا اس کے برعکس امریکہ اور مغربی سامراج کے نمائندے دوسرے ملکوں کو کویت سے عراق کو ہٹانے کی اتنی فکر لاحق تھی کہ وہ فوج لے کر وہاں چڑھ دوڑے حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ امریکہ اور اس کے حلیف ممالک پہلے اسرائیل پر دباؤ ڈال کر اردن کا مغربی کنارہ، غزہ پٹی، اور گولان پہاڑیوں کو خالی کراتے پھر عراق کے خلاف جنگی کارروائی شروع کرتے، امریکہ کے اسی دوہرے کردار نے بعد میں اسے پورے عالم اسلام میں نکو بنا دیا اور جب جب عراق نے اس کے پٹھو اسرائیل کو نشانہ بنایا تو پوری دنیا کے انصاف پسند عوام اور مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اسرائیل کی ساری اکڑفوں امریکہ اور مغربی ملکوں کی مرہون منت ہے وہ امریکہ کے ٹکڑوں پر پلتا رہا ہے۔ ہر سال تین بلین ڈالر کی مدد حاصل کرتا ہے تو دو وقت کی روٹی کھاتا ہے اسی لئے امریکہ نے اسرائیل کو عراق پر جوابی حملے سے منع کیا تو وہ اس وقت مان گیا کیونکہ امریکہ سے بگڑ کر اسرائیل زندہ نہیں رہ سکتا مگر یہودیوں کی سرشت یہ ہے وہ کوئی کام سیدھے ڈھنگ سے نہیں کرتے، ہر کام میں ٹیڑھا پن پیدا کر دیتے ہیں، ان کا یہ نسلی مزاج آج سے نہیں فرعون مصر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت سے چلا آرہا ہے، اسرائیلوں نے اپنے پیغمبروں کو کس کس طرح پریشان نہ کیا اور خدا سے بھی لڑائی مول لی جس کی پاداش میں اللہ نے انہیں معتوب ٹھہرا کر دنیا میں تتر بتر کر دیا۔ یہودیوں نے مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں اپنی بستیوں میں پیغمبر اسلامؐ کے خلاف کیا کیا سازشیں نہ کیں اور رحمت عالم کی طرف سے امن واخوت کی ہر کوشش کو اپنی خباثت سے ناکام بنا دیا۔ یہاں تک کہ اخراج کے سزاوار ٹھہرے، اس قوم کی یہی ہٹ دھرمی آج مجوزہ فلسطینی ریاست کے قیام اور اس کے حدود اربعہ کے تعین میں مانع بنی ہوئی ہے۔

اسلام میں حقوق کی اہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں انسانی زندگی کا ایسا کوئی پہلو نہیں جس کے بارے میں فکری وعملی رہنمائی نہ کی گئی ہو وہ افراد کی زندگی

بقیہ: —— تجزیہ

دوسرے ضروری کاموں کا جو وقت ہے اس میں بچوں سے ٹی وی کو دور رکھیں۔

یاد رکھئے! جن گھروں میں ٹیلی ویژن گھنٹوں چلتا رہتا ہے تو صوتی آلودگی سے بچوں کی سماعت پر اس کا برا اثر پڑتا ہے، امریکہ میں ۳۰ سے ۳۵ فیصد بچے اسی لئے بہرے پن کے شکار ہو گئے ہیں، کتنے ہی بچوں کی بینائی خراب ہو چکی ہے اور انہیں کم عمری میں عینک کا سہارا لینا پڑا ہے، حقیقت یہ ہے کہ بچے کچی مٹی کی طرح ہوتے ہیں جس سانچے میں چاہیں، آپ انہیں ڈھال سکتے ہیں مگر اس کے لئے ان کے بڑوں کو بھی تھوڑا بدلنا پڑے گا، تبھی آپ ان کی صحیح نگرانی اور رہبری کر سکتے ہیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنی مشغول زندگی کا کچھ وقت بچوں کے لئے فارغ کریں اور ان کو ساتھ بٹھا کر ایسے ٹی وی پروگرام دیکھیں جو معیاری ہوں، اسی طرح بچوں کے تعلیمی کیریر پر ٹی وی کے مضر اثرات کا مقابلہ کر کے اس کی خوبیوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (بشکریہ آل انڈیا ریڈیو بھوپال)

بقیہ: —— گاہے گاہے باز خواں...

ہے، مگر اس سے بھی کوئی افاقہ نہیں ہے۔ چونکہ حضرت والا کے اعضاء میں حرکت وحس موجود ہے اس لیے ڈاکٹروں نے ابھی امید کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے۔ حضرت والا کے اعلیٰ علاج کا سلسلہ جاری ہے تاہم شفاء قادر مطلق باری تعالیٰ کے ہی ہاتھ میں ہے۔ ملک کے گوشہ گوشہ میں حضرت والا کی صحت یابی کے لیے دعائیں ہو رہی ہیں۔ واقعہ یہ ہی ہے کہ ہمارے پاس دعاء ہی آخری سہارا ابھی ہے۔ اس لیے بہ صمیم قلب بارگاہِ ربّ العزت میں حضرت والا کی صحت وسلامتی کے لیے دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت امیر الہند مدظلہٗ کو صحت کاملہ سے نوازے اور ان کا سایہ امت مسلمہ کے سروں پر تا دیر قائم وباقی رکھے، آمین!

دنیا کا عظیم ترین

سکندر اعظم بھارت میں طاقت کا کیپسول

نیا بھروسہ ایک ہی کیپسول سے زبردست
طاقت و جسمانی کمزوری دور کریں
میڈیکل اسٹور سے خریدیں یا فون کریں:

09212358677, 09015270020

بقیہ— حرم رسوا ہوا....

امر مشاہد ہے؛ اس وجہ سے اس تعلق میں اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے؛ مگر پچھلے چند سالوں سے نئے ولی عہد شیخ محمد بن سلمان مملکت سعودیہ کو بہ زعم خویش جس معتدل اسلام کی کھائی میں جھونک رہے ہیں، وہ اسلام اور اس کی پاکیزہ تعلیمات کے ساتھ گھناؤنا مذاق اور در پردہ دین کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی مذموم سازش ہے؛ جس کا اندازہ درج ذیل نئی اصلاحات وترمیمات سے بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے، بہ ایں سبب اب ضروری ہو گیا ہے کہ اس سلسلے میں کھل کر احقاق حق کیا جائے، سعودی حکومت کو آئینہ دکھایا جائے اور مسلمانوں کو ان منصوبہ بند سازشوں سے آگاہ کیا جائے۔

سعودی عرب تازہ ترین اصلاحات کے آئینے میں:

۲۱رجون ۲۰۱۷ء کو سعودی حکمراں شاہ سلمان نے ولی عہد محمد بن نائف کو تمام عہدوں سے برطرف کرتے ہوئے اپنے ۳۱ سالہ صاحبزادے محمد بن سلمان کو ولی عہد اور وزیر دفاع مقرر کیا اور نائب ولی عہد کے فرمائشی عہدہ کو ختم کر دیا۔ محمد بن سلمان کی ولی عہدی سے لے کر آج تک مملکت میں کم وبیش ہر شعبے میں غیر معمولی اصلاحات ہو چکی ہیں۔ چند اصلاحات ذیل میں مذکور ہیں:

۲۶رستمبر ۲۰۱۷ء: ایک شاہی فرمان کے ذریعے خواتین کی ڈرائیونگ پر عشروں سے عائد پابندی اٹھانے کا اعلان کیا۔

۲۴راکتوبر ۲۰۱۷ء: ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے 'فیوچر انویسٹمنٹ' کی افتتاحی تقریب میں عہد کیا کہ وہ مملکت کو معتدل اسلام کی طرف واپس لائیں گے۔

۱۸راپریل ۲۰۱۸ء: سینما پر ۳۵ سالہ پابندی ختم کر کے ریاض میں پہلا کمرشل مووی تھیٹر کھولا گیا اور 'بلیک پین تھر' فلم دکھائی گئی۔

۱۰رمئی ۲۰۱۸ء: سعودی عرب نے پہلی مرتبہ کینز فلم فیسٹیول میں شرکت کی۔

۱۲رجنوری ۲۰۱۸ء: سعودی عرب میں فٹ بال کی شائقین خواتین کو پہلی دفعہ جدہ میں ہونے والے میچ میں شرکت کی اجازت دی گئی۔

۲۹رجولائی ۲۰۱۹ء: ایک شاہی فرمان کے ذریعے خواتین کے سفر پر لگی پابندیاں اٹھا لی گئیں۔ ۲۱ سال یا اس سے بڑی عمر کی خواتین کو کچھ ہی دن بعد خود مختارانہ سفر کی اجازت مل گئی۔

۲۰ اپریل ۲۰۲۰ء: مملکت کی عدالتِ عظمیٰ نے کوڑوں کی سزا ختم کر دی۔

خلاصۂ کلام:

سعودی عرب کی حکومت کو چاہیے کہ وہ ارض حرمین کو اس طرح کی گندگی اور نحوست سے پاک رکھے، اپنے آبا کی اسلام کے تئیں قربانیوں کو یاد کرے اور مغرب کی مکاری وعیاری کو سمجھنے کی کوشش کرے؛ اس لیے کہ نبی پاکؐ کا ارشاد ہے: میرے رب نے مجھے گانے بجانے کے آلات نیز مزامیر یعنی بانسری وغیرہ کو مٹانے اور ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔ (مسند احمد) آل سعود کی حکومت اس بات کو سمجھے کہ مکہ اور مدینہ مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز اور امت مسلمہ کا مشترکہ سرمایہ ہے، کسی کی ذاتی جاگیر نہیں۔ بلاشبہ امت مسلمہ اسلام کے مقدس ترین شہر کی حرمت کی توہین پر خاموش نہیں رہے گی اور نہ رہنا چاہیے۔□□

بقیہ— مفروضہ رسم و رواج....

لوگوں کو صحیح نیت کی طرف متوجہ کر کے ان کے اعمال میں للّٰہیت اور حقیقت پیدا کرنے کی کوشش کرنا علمائے امت اور حاملانِ دین کا اس وقت ایک خاص فریضہ ہے۔ (ملفوظات حضرت مولانا الیاسؒ)

رسموں کے خاتمے کے لیے

بری رسوم ورواج کے خاتمے کے لیے صحیح علمِ دین کا ہونا شرط ہے۔ جس معاشرے میں جہالت اور لاشعوری کا جتنا زیادہ غلبہ ہوگا، اس میں من گھڑت رسموں کے اثرات اتنے زیادہ ہوں گے۔ جس معاشرے میں صحیح علم دین ہوگا، اس میں رسمیں اپنی موت آپ مر جائیں گی۔ بے جا رسوم ورواج کا دنیوی نقصان یہ ہوتا ہے آدمی کی زندگی تنگ ہو کر رہ جاتی ہے۔ جس طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنے زمانے کی رسموں کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے، اسی طرح آج ہر عالمِ دین کی ذمّے داری ہے کہ اپنے اپنے حلقے میں بے جا رسم و رواج کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ حضرت تھانویؒ 'اصلاح الرسوم' کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں اکثر مسلمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنی رسومِ اختراعیہ کے اس قدر پابند ہیں کہ فرض و واجب کے قضا ہو جانے کا غم نہ ہو، مگر ان رسوم میں رائی برابر بھی کمی نہ ہو، اور ان کی بہ دولت طرح طرح کی پریشانی اور تنگ دستی اور مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور دین و دنیا دونوں کھوتے ہیں، اور چوں کہ ان کا رواج عام ہے، اس لیے ان کی برائی بھی دل میں بس برائے نام ہے، بلکہ بعض امر تو بعض کے نزدیک اچھا، بلکہ ثواب کا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ناصحین سے الجھتے ہیں اور لغو شبہات و تاویلیں کر کے اپنے عمل کو حق سمجھتے ہیں۔ پھر بعض رسوم کو اعتقاداً معصیت بھی جانتے ہیں، گو عملاً اس کو ہلکا اور اپنے کو اس کے کرنے میں معذور جانتے ہیں، لیکن بعض کو بالکل مباح وحلال ٹھہرایا ہے، اور اس سے بڑھ کر یہ غضب ہے کہ بعض کو اطاعت و عبادت بنایا ہے۔ چوں کہ اس زمانے میں اکثر مسلمان شادی اور غمی وغیرہ کی سنی سنائی اور من گھڑت رسوم کے اس درجے پابند ہو گئے ہیں کہ ان کی ادائیگی میں اگر فرض اور واجبات ترک ہو جائیں تو بلا سے ہو جائیں، مگر یہ رسوم اپنے معینہ ومقررہ اوقات ہی پر ادا ہوں، اور چوں کہ اس میں دنیا کا نقصان اور عاقبت کا خسران تھا، اس لیے مسلمانوں کو اس پر مطلع کرنا مقتضائے خیر خواہیِ اہلِ ایمان تھا۔□□

بقیہ— وزیر اعظم کا دورۂ امریکہ....

فائدے کیلئے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ اس اعلان سے امریکہ نے یہ بالکل واضح کر دیا ہے کہ وہ یورپی ممالک کے ساتھ مل کر چلنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

چین کا ردِ عمل

چین کے صدر زی جنگ پن نے اسے خطے میں باہری طاقتوں کی دخل اندازی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ خطے کے تمام ممالک کو اپنی ترقی اور فلاح و بہبود کو اپنے طور پر نافذ کرنا چاہیے نا کہ اس کے لیے خطے سے باہر کے ملکوں سے مدد حاصل کرنا چاہیے۔ چین کے اخبار گلوبل ٹائمز نے آسٹریلیا کو امریکی مہرہ قرار دیا ہے اور کہا کہ ان معاہدوں کے ذریعے امریکہ دوبارہ سرد جنگ کی شروعات کرنا چاہتا ہے اور اگر خطے میں بدامنی کی شروعات ہوتی ہے تو آسٹریلیا اس کا سب سے بڑا شکار بنے گا۔

آسٹریلیا کا موقف

اپنے اور اپنی حکومت کے دفاع میں آسٹریلیا کے وزیر اعظم سکاٹ موریسن کا کہنا ہے کہ ان کی حکومت نے خطے کی بدلتی ہوئی دفاعی صورت حال کے پیش نظر یہ قدم اٹھایا ہے۔ جہاں پر کہ علاقائی تنازعات بڑھتے جا رہے ہیں، ساتھ ہی دفاعی منظر نامہ بہت جلد تبدیل ہو رہا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ انھیں چین کی جوہری صلاحیت کی بابت تمام تفصیلات معلوم ہیں اور جس طرح چین خطے میں اپنی جارحیت کو جاری رکھے ہوئے ہے اس کا کوئی مؤثر جواب اور اس سے نپٹنے کے لیے کسی حکمت عملی کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ آسٹریلیا کے ہم سایہ ممالک نے بھی اس کے اس فیصلے کی تائید کی ہے۔

ہندوستان کہاں ہے؟

اس پورے قضیہ میں جو ملک سر دست غائب ہے وہ ہے ہندوستان۔ ابھی تک ہندوستانی حکام کی جانب سے AUKUS پر کوئی بھی ردِ عمل نہیں آیا ہے۔ دفاعی تجزیہ نگاروں کی رائے ہے کہ AUKUS کے بعد ایسا لگتا ہے کہ امریکہ کی ترجیح جنوبی چینی سمندر ہے نا کہ شمالی چینی سمندر یا انڈین اوشین اس کے علاوہ علاقائی سطح پر بھی ہندوستان کو اپنے ہم سایہ ممالک کے ساتھ اکیلے ہی نپٹنا ہوگا۔

مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ AUKUS کا سب سے بڑا فائدہ برطانیہ کی بحری صنعت کو ہوگا۔ کیونکہ اپنی ملاقاتوں کے دوران بھی وزیر اعظم مودی نے امریکہ کے ساتھ باہمی تعلقات، تجارت، ٹیکنالوجی اور ماحولیاتی تبدیلی کی بابت بات کری، اس کے علاوہ انھوں نے ڈرون بنانے والی سب سے بڑی کمپنی General Atomics کے سربراہ سے ۳۰ ڈرون خریدنے کی بابت بات چیت کی۔ دونوں سیاست دانوں اور اعلیٰ حکام کی بات چیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ QUAD کو تجارت، تعلیم، سائنس اینڈ ٹکنالوجی کے شعبوں پر مرکوز کرے گا اور AUKUS کے ذریعے جنوبی چینی سمندر میں اپنے اور اپنے اتحادی ملکوں کے دفاع کو یقینی بنانے کی کوشش کرے گا۔□□

بقیہ— یوم جمعہ کی اہمیت...

جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ کہف کی تلاوت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورۂ کہف کی تلاوت جمعہ کے دن کرے گا، آئندہ جمعہ تک اس کے لئے ایک خاص نور کی روشنی رہے گی۔ (نسائی، بیہقی، حاکم) سورۂ کہف کے پڑھنے سے گھر میں سکینت وبرکت نازل ہوتی ہے۔ حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے سورۂ کہف پڑھی، گھر میں ایک جانور تھا، وہ بدکنا شروع ہو گیا، انہوں نے غور سے دیکھا کہ کیا بات ہے؟ تو انہیں ایک بادل نظر آیا جس نے انہیں ڈھانپ رکھا تھا۔ صحابی نے اس واقعہ کا ذکر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ کہف پڑھا کرو۔ قرآن کریم پڑھتے وقت سکینت نازل ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

درود شریف پڑھنے کی خاص فضیلت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اس دن کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود پڑھنا مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ (مسند احمد، ابوداود، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کثرت سے درود پڑھا کرو، جو ایسا کرے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا۔ (بیہقی)

جمعہ کے دن یا رات میں انتقال کر جانے والے کی خاص فضیلت

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں انتقال کر جائے، اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔ (مسند احمد، ترمذی) اس نوعیت کی حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ جو شخص بھی جمعہ کے دن انتقال کر جائے اسے یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔□□

ہندستان کے سب سے بااثر عالم دین کی فہرست میں مولانا محمود مدنی اوّل

اردن کی نامور ریسرچ تنظیم آر آئی ایس ایس سی نے تازہ فہرست برائے ۲۰۲۲ء جاری کی ہے جس میں جمعیۃ علماء ہند کے قومی صدر اور معروف مذہبی رہنما مولانا محمود مدنی کو لگاتار تیرہویں بار دنیا کی پچاس بااثر مسلم شخصیات میں شامل کیا ہے۔ وہ اس فہرست میں بھارت کے سب سے بااثر عالم اور مذہبی وسماجی رہنما منتخب ہوئے ہیں۔ وہ ہندستان کے اعتبار سے پہلے نمبر پر ہیں۔ پانچ سو افراد پر مشتمل اس فہرست میں دنیا بھر سے مختلف شعبہ ہائے حیات (سیاست، سماجیات، تعلیم، اسکالرشپ، سائنس وغیرہ) سے تعلق رکھنے والی کئی شخصیات شامل ہیں مگر ٹاپ ۵۰ میں مولانا محمود مدنی اکیلے ہندستانی ہیں۔

گزشتہ سال مشہور عالم دین مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری اس فہرست میں شامل تھے مگر وہ وفات پاچکے ہیں۔ ریسرچ تنظیم آر آئی ایس ایس سی نے مولانا محمود مدنی کی عظیم ملّی وسماجی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انھوں نے ہندستان میں مسلمانوں کے حقوق کے میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ساتھ ہی دہشت گردی اور اس کو اسلام سے جوڑنے کی کوشش کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا اور دارالعلوم دیوبند سے اس سلسلے میں فتویٰ حاصل کرکے ملک بھر میں دہشت گردی مخالف کانفرنسیں کیں جس کا ملک کے مسلمانوں پر گہرا اثر پڑا۔ نیز انھوں نے اقوام متحدہ میں پاکستانی نمائندہ کے ذریعہ دارالعلوم دیوبند کو دہشت گردی کا مرکز کہنے کے بعد پاکستان کو کھلا خط لکھ کر مذمت کی اور اس بیہودہ بیان کا عالمی سطح پر مقابلہ کیا۔ اس کے علاوہ وہ مسلم ماثر، معابد اور دینی تشخص کے تحفظ کے لیے ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں۔ ان کی جماعت جمعیۃ علماء ہند جو سو سال قبل قائم ہوئی ہے وہ ماضی میں متحدہ قومیت کی علمبردار رہی ہے۔ مولانا محمود مدنی وہ شخصیت ہیں جنھوں نے متحدہ قومیت کے اس تصور کو زندہ رکھا ہے اور اس طاقت کے ذریعہ وطن میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔

ملک کی سب سے بااثر شخصیت منتخب ہونے پر مولانا سیّد محمود مدنی کو پیش کی گئی مبارکباد

دیوبند، ۲۰/اکتوبر: اُردن کی ریسرچ تنظیم آر آئی ایس ایس کے ذریعہ حسب سابق دنیا کی پانچ سو عظیم مسلم ہستیوں کی فہرست جاری کی گئی جس میں جمعیۃ علماء ہند کے قومی صدر مولانا سیّد محمود مدنی کو ۲۷واں مقام دیا گیا۔ مولانا مدنی کو تیرہویں مرتبہ ٹاپ ۵۰ میں جگہ ملی ہے۔ پہلی پچاس عظیم شخصیتوں کی فہرست میں مولانا محمود مدنی واحد ہندستانی شخصیت ہیں۔ مولانا محمود مدنی کی مذہبی، ملکی اور ملی وسماجی خدمات کے اعتراف میں انھیں یہ مقام ملا ہے۔ مولانا سیّد محمود مدنی کو مذکورہ مقام دیئے جانے پر مسلم فنڈ دیوبند کے منیجر سہیل صدیقی نے نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مبارکباد پیش کی اور مولانا سیّد محمود مدنی کی سماجی، ملّی اور ملکی خدمات کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ مولانا سیّد محمود مدنی کی قیادت میں جمعیۃ علماء ہند ملک وملت کی عظیم خدمات انجام دے رہی ہے۔ مولانا مدنی گزشتہ تیس سال سے ملک کے مظلوم طبقہ کی آواز اُٹھا کر ان کے حقوق کی بازیابی کی لڑائی لڑرہے ہیں جس کے لیے یقینی طور پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مدنی ٹور اینڈ ٹریولس کے ڈائریکٹر عمیر احمد عثمانی نے کہا کہ اردن کی نامور ریسرچ تنظیم آر آئی ایس ایس سی نے دنیا کی پانچ سو بااثر مسلم رہنماؤں کی تازہ فہرست ۲۰۲۲ء جاری کی ہے، جس میں جمعیۃ علماء ہند کے قومی صدر اور معروف مذہبی رہنما مولانا سیّد محمود مدنی کو مسلسل تیرہویں بار دنیا کی پچاس بااثر مسلم شخصیات میں شامل کیا گیا ہے۔ وہ اس فہرست میں بھارت کے سب سے بااثر علم دین اور مذہبی وسماجی رہنما منتخب ہوئے ہیں۔ مولانا مدنی ہندستان کے اعتبار سے پہلے نمبر پر ہیں جبکہ دنیا کے اعتبار سے انھیں ۲۷ویں مقام پر رکھا گیا ہے۔ عمیر احمد عثمانی نے کہا کہ مولانا سیّد محمود مدنی ملک میں مسلمانوں کے حقوق کی بازیابی اور بلاتفریق مذہب وملت مظلومین کے انصاف کے لیے نمایاں کام کررہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مسلم معاشرہ کے دینی تشخص کے تحفظ کے لیے ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں۔ عمیر عثمانی نے مبارکباد پیش کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے مولانا سیّد محمود مدنی کی خدمات آبِ زر سے لکھنے لائق ہیں۔ جمعیۃ علماء ہند مجلس منتظمہ کے رکن اور جامعہ دعوۃ الحق معینیہ چررہو کے ناظم اعلیٰ مولانا شمشیر قاسمی اور جامع مسجد گوجرواڑہ دیوبند کے امام و خطیب قاری زبیر احمد قاسمی نے بھی مولانا سیّد محمود مدنی کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا سیّد محمود مدنی ملک کے موجودہ نازک حالات میں عوام بالخصوص مظلومین کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ان کے حقوق کی فراہمی کے لیے مولانا مدنی منظّم طریقہ سے کام کررہے ہیں جس کا سلسلہ عرصہ سے جاری ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس وقت ملک میں اقلیتی طبقہ کے لیے زمین تنگ کی جارہی ہے لیکن مولانا سیّد محمود مدنی ہمیشہ فرقہ پرست طاقتوں کے سامنے سینہ سپر ہیں اور ملک کی جمہوریت کے تحفظ کے لیے اہم رول ادا کررہے ہیں۔ انھوں نے مولانا مدنی کے انتخاب کو حق بجانب قرار دیا اور کہا کہ مولانا مدنی ملک میں پنپ رہی نفرت اور دہشت گردی کے خلاف بڑی شدت کے ساتھ نہ صرف آواز اُٹھا رہے ہیں بلکہ حکومتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مساوی حقوق کی لڑائی لڑرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

سیماپوری دہلی کی جامع مسجد میں جمعیۃ علماء ہند کی میٹنگ

پرانی سیماپوری کی مرکزی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ سے قبل ایک خصوصی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں جمعیۃ علماء ہند کے قومی جنرل سکریٹری مولانا حکیم الدین قاسمی نے کہا کہ این آر سی مخالف مہم کے دوران اور شمال مشرقی ضلع میں ہوئے فرقہ وارانہ فسادات کے دوران ناجائز مقدمات میں پھنسے مظلوم مسلمانوں کی ضمانت ورہائی کے لیے جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے قانونی مدد کا کام مسلسل جاری ہے۔ اس کام کے لیے جمعیۃ علماء ہند کے قومی صدر مولانا محمود مدنی کی ایما پر ایڈوکیٹ مولانا نیاز احمد فاروقی ایسے تمام مقدمات کی نگرانی کررہے ہیں اور عدالت عالیہ، ہائی کورٹ اور کڑکڑڈوما عدالت میں چل رہے ہیں، جسے وکلاء کی پوری ٹیم ان کی نگرانی میں پیروی کررہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس طرح کے مسلم نوجوانوں کے خلاف ناجائز مقدمات میں اب تک جمعیۃ علماء ہند کے وکلاء کی ٹیم ۴۰۰ لوگوں کی ضمانت کراچی ہے اور ۱۵۴ مقدمات کا ٹرائل شروع ہوچکا ہے۔ مولانا موصوف نے اس موقع پر سبھی ملت کے افراد سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ کچھ روز میں حکومت کی طرف سے ووٹر شناختی کارڈ بنانے کا کام شروع ہونے جارہا ہے اس لیے جو بچے جنوری ۲۰۲۲ء تک اٹھارہ سال کے ہونے جارہے ہیں ان کا ووٹر شناختی کارڈ ضرور بنوائیں نیز شہریت کے لیے جو بھی ضروری کاغدات ہیں ان کو درست کرائیں۔

تبلیغی جماعت کے گیارہ افراد سمیت تیرہ باعزت بری

یکم اپریل ۲۰۲۰ء کو پلکھوہ کے ہاول گاؤں میں پولیس نے تھائی لینڈ کے نو، رانچی کے دو، گاؤں کے پردھان اورمدرسہ کے ایک مہتمم پرمقدمہ درج کیا تھا

ہاپوڑ ضلع جج راجیو بھارتی نے ۱۹/اکتوبر کو ایک اہم فیصلہ سناتے ہوئے تھائی لینڈ کے گیارہ تبلیغی جماعت کے افراد سمیت تیرہ لوگوں کو باعزت بری کردیا جس میں ایک گرام پردھان اور ایک مدرسہ کے مہتمم بھی شامل ہیں۔ پلکھوا پولیس نے گزشتہ سال کورونا وبا کے دوران کورونا وائرس پھیلانے اور پاسپورٹ کا غلط استعمال کرنے کا مقدمہ درج کیا تھا۔ ڈیڑھ سال تک جاری سماعت کے دوران ضلع جج نے اہم فیصلہ سناتے ہوئے سبھی ملزمین کو باعزت بری کردیا۔ اس مقدمے کی پیروی کرنے والوں اور مقدمہ سے جڑے افراد کے چہرے کھل اٹھے اور انھوں نے فیصلے کا استقبال کیا۔

واضح رہے کہ یکم اپریل ۲۰۲۰ء کو پلکھوا کے ہاول گاؤں میں پولیس نے تھائی لینڈ کے نو، رانچی کے دو، گاؤں کے پردھان اور ایک مدرسہ کے مہتمم پر مقدمہ درج کیا تھا۔ پولیس نے تھائی لینڈ اور رانچی کے گیارہ لوگوں کو جماعتی بتایا تھا اور گاؤں ہاول کے پردھان اور گاؤں میں واقع مدرسہ کے مہتمم پر وبا پھیلانے کے جرم میں مقدمہ درج کیا تھا۔ ایڈوکیٹ براگ سکسینہ، امید علی اور جمیل احمد نے بتایا کہ یہ لوگ مذہبی مقامات کو دیکھنے آئے تھے اور یہاں پہنچ گئے جہاں انھیں غلط طریقے سے پھنسایا گیا، جنھیں آج ضلع جج راجیو بھارتی نے سبھی کو باعزت بری کردیا ہے۔ فیصلہ آنے کے بعد سبھی کے چہرے کھل اُٹھے۔ مقدمہ سے بری ہونے کے بعد تبلیغی جماعت سے وابستہ سبھی افراد بہت خوش ہیں اور اللہ کا شکر ادا کررہے ہیں۔ معاملے میں داہا داس، سوٹے گل مٹکل، ماما کھوٹائی، نظام مداری وچورے، عبدالہ چیما، عبدل لونگ کنان، ایس ای یسوہ، محمد فائد، ایوب انصاری، محمد ارشاد، ایم ڈی ایوب کو باعزت بری کردیا گیا ہے۔ مقدمہ کی پیروی کرنے والے وکلاء نے فیصلہ کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ ہم عدالت کے فیصلے کا استقبال کرتے ہیں۔

مراسلات

ادارہ کا مراسلہ نگاری کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں

مسلم لڑکیوں میں پھیلتا ارتداد

اس وقت پورے ہندوستان میں مختلف تنظیموں کے ذریعہ مسلم لڑکیوں کو مختلف ہتھکنڈے استعمال کرکے غیر مسلم لڑکوں سے شادی کرنے پر اکسایا جاتا ہے، اس مہم میں کامیاب لڑکوں کو خطیر رقم دی جاتی ہے؛ تاکہ وہ انہیں لبھانے، محبت کے جال میں پھنسانے اور اپنے بستر تک لے جانے میں کامیاب ہوجائیں، ملک کے مختلف حصوں اور بہار کے بہت سارے اضلاع سے اس قسم کی تشویشناک، المناک اور پریشان کن خبر ہر دن موصول ہورہی ہے، اس طرح ان لڑکیوں کو دین وایمان سے بے زار کرکے ہندو مذہب میں داخل کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔

ہماری لڑکیاں ان کے جال میں جن وجوہات سے پھنستی ہیں، ان میں ایک بڑا سبب اختلاط مرد وزن ہے، یہ اختلاط تعلیمی سطح پر بھی ہے اور ملازمت کی سطح پر بھی، کوچنگ کلاسز میں بھی پایا جاتا ہے اور ہوسٹلز میں بھی، موبائل انٹرنیٹ، سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ اختلاط زمان ومکان کے حدود وقیود سے بھی آزاد ہوگیا ہے، پیغام بھیجنے اور موصول کرنے کی مفت سہولت نے اسے اس قدر بڑھاوا دے دیا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کی خلوت گاہیں ہی نہیں جلوت بھی بے حیائی، عریانیت کا آئینہ خانہ بن گئی ہیں، یہ اختلاط اور ارتباط آگے بڑھتا ہے تو ہوسناکی تک نوبت پہنچتی ہے، جسے محبت کے حسین خول میں رکھ کر پیش کیا جاتا ہے، والدین اور گارجین یا تو اتنے سیدھے ہیں کہ انہیں لڑکے لڑکیوں کے بے راہ روی کا ادراک ہی نہیں، یا اتنے بزدل ہیں کہ وہ لڑکے لڑکیوں کی بے راہ روی پر اپنی زبانیں بند رکھنے میں ہی عافیت سمجھتے ہیں، یا تلک جہیز کی بڑھتی ہوئی لعنت، شادی کے کثیر اخراجات کے خوف سے ان کی اپنی خواہش بھی یہی ہوتی ہے کہ لڑکیاں اپنا شوہر خود تلاش لیں، کورٹ میرج کرلیں؛ تاکہ یہ دردسران سے دور ہوجائے، ان خیالات کے پیچھے ان کی غربت اور دینی تعلیم وتربیت سے دوری کا بڑا دخل ہوتا ہے، اگر بنیادی دینی تعلیم وتربیت والدین اور لڑکے لڑکیوں کے پاس بھی ہوتو انہیں اس کا ہر پل احساس ہوگا کہ غربت اور شادی کے حوالے سے پریشانیاں وقتی ہیں اور ایمان چلے جانے کی صورت میں آخرت کا عذاب حتمی اور لازمی ہے تو شاید ان کے لیے ان وقتی پریشانیوں کو جھیل جانا آسان ہوجائے۔

اس برائی سے گذرنے والی لڑکیوں کے اندر ایک طرف تو خوفِ خدا نہیں ہوتا دوسری طرف عدالت کے مختلف فیصلوں نے جری بنادیا ہے جس میں عورتوں کی آزادی کے نام پر بے لگام جنسی تعلقات کو جائز قرار دیا گیا اور طوائفوں کی طرح ''میرا جسم میری مرضی'' کو قانونی حیثیت حاصل ہوگئی، اب وہ ایک مرد کی بیوی رہتے ہوئے دوسرے کے بستر گرم کرنے کے لیے آزاد ہیں، شوہر اس بے راہ روی پر طلاق کی عرضی عدالت میں دے سکتا ہے، لیکن اس پر کوئی داروگیر نہیں کرسکتا، اس قسم کے فیصلے نے ان کے دل سے سماجی خوف کو نکال دیا ہے اور وہ اپنی من مانی پر اتر آئی ہیں، انہیں نہ اللہ رسول کا خوف ہے اور نہ سماج کا، رہ گیا قانون تو وہ ان کی پیٹھ پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑا ہوا ہے، ایسے میں بے راہ روی عام ہوتی جارہی ہے۔

یہ بے راہ روی کنواری لڑکیوں میں تاخیر سے شادی کی وجہ سے بھی آتی ہے اور عورتوں میں شوہر کے بسلسلۂ ملازمت ان سے دور رہنے کی وجہ سے بھی، یہ دوری ملکی ملازمت میں بھی ہوتی ہے لیکن غیر ملکی ملازمت کے حدود وقیود کی وجہ سے دوسرے ملکوں میں کام کرنے والے شوہروں کے یہاں کچھ زیادہ ہی ہوجاتی ہے۔ مجبوریاں اپنی جگہ؛ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس دوری کی وجہ سے بڑے مفاسد پیدا ہوئے ہیں۔

ارتداد کی اس نئی لہر سے ہر ایمان والے کا بے کل اور بے چین ہونا فطری ہے، ضرورت ہے کہ ان اسباب کو دور کیا جائے، جس کی وجہ سے ہماری لڑکیاں مرتد ہورہی ہیں اور غیر مسلم لڑکوں سے شادی کرکے اپنی عاقبت خراب کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔

ظاہر ہے اس فتنہ کا تدارک کسی ایک شخص اور تنظیم کے بس میں نہیں ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ گاؤں اور محلّہ کے مسلم اور غیر مسلم دانشور سر جوڑ کر بیٹھیں، اس لیے کہ اس مسئلہ سے سماج میں تناؤ پیدا ہوتا ہے، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو نقصان پہنچتا ہے، اس کے علاوہ وقفے وقفے سے خواتین کے اجتماعات رکھے جائیں، جوان لڑکیوں کو خصوصیت سے انہیں اس راہ پر بڑھنے کے دنیوی اور اخروی نقصانات سے آگاہ کی جائے، اس کام کے لیے تمام ملی تحریکیں اور تنظیمیں آگے آئیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس فتنہ کے تدارک کی کوشش ترجیحی بنیادوں پر کریں، مسلم گھرانوں کے اندرونی حالات پر بھی نگاہ رکھی جائے اور مقامی سطح سے اصلاح کا کام شروع کیا جائے، غیر مسلم لڑکوں کے مسلم محلّہ میں ٹیوشن پڑھانے اور دوسرے مقاصد سے آنے پر بھی نگاہ رکھی جائے، مرد وزن کے اختلاط سے بچا جائے، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکے لڑکیوں کے سیکشن الگ الگ کرنے کے لیے اداروں کے ذمہ داروں سے باتیں کی جائیں، مدارس والے بھی لڑکیوں کے لیے الگ تعلیم کا نظم کریں، تلک وجہیز کی لعنت کو ختم کیا جائے، انڈرائڈ موبائل سے لڑکیوں کو بچایا جائے اور ان کی حرکات وسکنات پر خصوصی توجہ دی جائے، تاکہ پہلے مرحلہ میں ہی اس کے سدباب کی کوشش کی جاسکے، لڑکیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی مہم چلائی جائے اور مورث کو ان کی حق تلفی سے روکا جائے۔ جن علاقوں میں ارتداد کی یہ نئی قسم سامنے آئی ہو، اس کا مقامی سطح پر سروے کرایا جائے، گارجین کی جانب سے گم شدگی کا ایف آئی آر درج کرایا جائے، وکلاء سے قانونی مدد لی جائے، تاکہ ایسی لڑکیوں کی گھر واپسی کا کام آسان ہوجائے۔

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

ALJAMIAT (URDU WEEKLY) NEW DELHI
Postal Registration No. DL(C)-01/1267/2021-23
Publishing Date: 15 October 2021 Posting Days MON. TUE. at N.D.P.S.O. New Delhi R.N.I. 38985/82

منظر پس منظر

عارف عزیز، بھوپال

• اسرائیل کا نسل پرستانہ مزاج • اسلام میں حقوق کی اہمیت

• حقوقِ نسواں: رحمت عالم کے ارشادات وکردار کی روشنی میں

اسرائیل کا نسل پرستانہ مزاج

دنیا میں ہر ناانصافی کا ردعمل ضرور ہوتا ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدیم وطن سے بے دخل کئے جانے کے بعد اسے دوبارہ آباد کرنے کے مذہبی جذبے وعقیدے نے یہودیوں میں صیہونی تحریک کو جنم دیا۔ اسی طرح فلسطین کے اجاڑے اور برباد کئے گئے فلسطینی عربوں کو اپنے گھر، کھیتوں اور باغوں کی بازیافت کے فطری جذبہ نے دہشت گرد بنادیا تھا۔ اور جب عراق نے کویت پر فوج کشی کرکے پہلے اسے اپنی قلمرو میں شامل کیا اس کے بعد امریکہ واتحادیوں کو جنگ کے میدان میں کھینچ لایا اور ہفتہ عشرہ تک وہ برابر

> یہودیوں کی سرشت یہ ہے وہ کوئی کام سیدھے ڈھنگ سے نہیں کرتے، ان کا یہ نسلی مزاج آج سے نہیں فرعون مصر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت سے چلا آرہا ہے، اسرائیلوں نے اپنے پیغمبروں کو کس کس طرح پریشان نہ کیا اور خدا سے بھی لڑائی مول لی جس کی پاداش میں اللہ نے انہیں معتوب ٹھہرا کر دنیا میں تتر بتر کردیا۔

اسرائیلی شہر تل ابیب وحنیفہ پر خطرناک میزائلوں سے چاند ماری کرتا رہا تو عراق اور اس کے صدر صدام حسین کے سرگرم حامی ومددگار اگر کوئی نظر آئے وہ یہی فلسطینی عرب تھے، جن کی کئی نسلیں خانہ بدوشی میں پروان چڑھا کر جوان ہوچکی تھی اور فلسطین کی عارضی ریاست کے قیام تک تو سارے جہاں میں ان پر عرصہ حیات تنگ ہوتا رہا ہے جب بھی ان کی طرف سے آزاد فلسطین کے نام سے اپنے ہوم لینڈ کا مطالبہ ہوا تو نہ صرف اسرائیل بلکہ اس کے آقا امریکہ اور برطانیہ جہاں اس کو پایہ حقارت سے ٹھکرا دیتے وہیں عرب ممالک بھی ان کے لئے زبانی لفاظی سے آگے بڑھ کر عملی قدم اٹھانے سے پرہیز کرتے۔

اقوام متحدہ نے تقسیم فلسطین کی قرارداد کے تحت ارضِ فلسطین کا ۵۴ فیصد حصہ یہودیوں کے حوالے کیا تھا لیکن ۲۰ سال کے عرصہ میں ہی اسرائیل کے حکمرانوں نے نہ صرف اپنی مملکت کی حدوں کو پھیلا دیا بلکہ جنگوں کے ذریعہ فلسطین کی ۷۷ فیصد آراضی پر وہ قابض ہوگئے اور دنیا کے لاکھ سمجھانے کے باوجود اس سے دستبردار ہونے پر آمادہ نہیں ہوئے، نہ امریکہ ان کو وہاں سے ہٹانا چاہتا تھا اس کے برعکس امریکہ اور مغربی سامراج کے نمائندے دوسرے ملکوں کو کویت سے عراق کو ہٹانے کی اتنی فکر لاحق تھی کہ وہ فوج لے کر وہاں چڑھ دوڑے حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ امریکہ اور اس کے حلیف ممالک پہلے اسرائیل پر دباؤ ڈال کر اردن کا مغربی کنارہ، غزی پٹی، اور گولان پہاڑیوں کو خالی کراتے پھر عراق کے خلاف جنگی کارروائی شروع کرتے، امریکہ کے اسی دوہرے کردار نے بعد میں اسے پورے عالم اسلام میں نکو بنادیا اور جب جب عراق نے اس کے پھٹو اسرائیل کو نشانہ بنایا تو پوری دنیا کے انصاف پسند عوام اور مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اسرائیل کی ساری اکڑفوں امریکہ اور مغربی ملکوں کی مرہون منت ہے وہ امریکہ کے ٹکڑوں پر پلتا رہا ہے۔ ہر سال تین بلین ڈالر کی مدد حاصل کرتا ہے تو دووقت کی روٹی کھاتا ہے اسی لئے امریکہ نے اسرائیل کو عراق پر جوابی حملے سے منع کیا تو وہ اس وقت مان گیا کیونکہ امریکہ سے بگڑ کر اسرائیل زندہ نہیں رہ سکتا مگر یہودیوں کی سرشت یہ ہے وہ کوئی کام سیدھے ڈھنگ سے نہیں کرتے، ہر کام میں ٹیڑھا پن پیدا کردیتے ہیں، ان کا یہ نسلی مزاج آج سے نہیں فرعون مصر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت سے چلا آرہا ہے، اسرائیلوں نے اپنے پیغمبروں کو کس کس طرح پریشان نہ کیا اور خدا سے بھی لڑائی مول لی جس کی پاداش میں اللہ نے انہیں معتوب ٹھہرا کر دنیا میں تتر بتر کردیا۔ یہودیوں نے مدینہ منورہ اور اس کے اطراف میں اپنی بستیوں میں پیغمبر اسلامؐ کے خلاف کیا کیا سازشیں نہ کیں اور رحمت عالم کی طرف سے امن واخوت کی ہر کوشش کو اپنی خباثت سے ناکام بنادیا۔ یہاں تک کہ اخراج کے سزاوار ٹھہرے، اس قوم کی یہی ہٹ دھرمی آج مجوزہ فلسطینی ریاست کے قیام اور اس کے حدود اربعہ کے تعین میں مانع بنی ہوئی ہے۔

اسلام میں حقوق کی اہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں انسانی زندگی کا ایسا کوئی پہلو نہیں جس کے بارے میں فکری وعملی رہنمائی نہ کی گئی ہو وہ افراد کی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی، معاشرتی ہو یا سیاسی، سب کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں، اسی طرح اسلام میں فطرتِ انسانی کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور حقوق کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے حتیٰ کہ انسانوں جانوروں، درختوں اور راستوں کا بھی حق ہے مگر اس میں سب سے مقدم حقوق اللہ ہیں جو صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ اس کے لئے حق تعالیٰ شانہ کی مکمل اطاعت ضروری ہے اور اس کے بعد نبی برحق کی پیروی لازمی ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی برحق کی اطاعت ہوگی تو عبادات کا حق ادا ہوگا اور ایسا ہی انسان دوسروں کا حق ادا کرے گا آج اگر انسان صرف اس بات کا عہد کرلیں کہ وہ خدا اور رسول کی اطاعت کو اپنا شعار بنائیں گے سب کا حق ادا کریں نیز فطرت یعنی توازن وعدل کو قائم رکھیں گے تو یہ کرۂ ارض جنت کا نمونہ بن سکتا ہے ورنہ یہ دنیا دن بدن مختلف مسائل وآلودگی میں گھرتی جائے گی، جیسا کہ خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے خاص طور پر توازن وعدل کے بغیر تو اس کائنات کا باقی رہنا بھی مشکل ہے قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ”آسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان قائم کردی اس کا تقاضہ یہ ہے کہ تم میزان میں خلل نہ ڈالو“ (سورہ رحمٰن)

یعنی کائنات میں اللہ تعالیٰ نے جو توازن قائم کیا ہے اسے درہم برہم نہ کرو۔ اس توازن یا میزان کی اہمیت کو جدید تحقیق نے واضح کردیا ہے لیکن آج سے ۱۴سو برس پہلے نبی امی یا اونٹ، گھوڑے اور خچر پر سواری کرنے والے آپ کے جانثار کب جانتے تھے کہ ایک روز ایسا بھی آئے گا جب انسان آسمان پر آواز سے تیز رفتار میں پرواز کرے گا زمین پر اس کی سواریاں دھرتی کے سینہ کو ہی نہیں تھرتھرائیں گی بلکہ دھوئیں کی شکل میں اپنے فضلہ یا آلودگی کو خارج کرکے ماحول کو مسموم بنادیں گی، پھر اپنی لڑنے جھگڑنے کی سرشت سے مجبور ہوکر یہ خاکی انسان خلا میں فوجی اڈے بنانے کی کوشش کرے گا اور نت نئے جوہری آلات کے ذریعہ نظام کائنات کے توازن اور میزان کو بگاڑنے کے درپے ہوجائے گا۔

کلام الٰہی کی حقانیت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اس نے ۱۴سو برس پہلے آج کے مسائل سے آگاہی کردی اور انسانوں کو یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ خبردار! کائنات کی فطرت وتوازن میں خلل نہ ڈالنا، یہ حکم اس لئے بھی دیا گیا کہ زمین وآسمان میں جو کچھ ہے پروردگار عالم نے انسان کے لئے مسخر کردیا ہے اور روز ازل سے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ انسان غیر معمولی ترقی کرے گا ہوا اور پانی پر اس کی حکمرانی ہوگی زمین کی تہہ میں جھانک کر یہ دیکھے گا اور آسمانوں کی سیر پر قادر ہوگا اس وقت اس انسان نے کائنات کی فطرت کو قائم رکھ کر توازن برقرار نہ رکھا تو اپنی تباہی وبربادی کا سامان یہ خود کرے گا۔

اسلام میں انسانوں کے حقوق کے بارے میں تو ہم اکثر سنتے آئے ہیں لیکن آسمان وزمین کے میزان میں خلل ڈال کر نظام کائنات درہم برہم کرنے کی بھی اس میں ممانعت کی گئی ہے جو مذہب انسان سے حیوان تک اور نباتات وجمادات تک سب کا حق مقرر کرتا ہو اور اسے ادا کرنے کی تاکید کرتا ہو وہ دین فطرت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس لئے اسلام میں ہرے بھرے درختوں کو کاٹنے سے منع کیا گیا ہے کھیتوں اور شہروں کو جلانے پر تنبیہ کی گئی ہے راستہ کا حق بتایا گیا ہے کہ اسے آمدورفت کیلئے کھلا اور صاف رکھو، جو راہ سے روڑے ہٹادے یا نقصان دہ چیز دور کردے تو اس کا بڑا بدلہ ہے جانوروں کو ستانے اور ایذا پہنچانے سے بھی رحمتِ عالم نے انسانوں کو منع فرمایا ہے۔

آج دنیا میں ہر طرف نفسا نفسی کا جو عالم طاری ہے اس کے بنیادی اسباب میں یہ بات شامل ہے کہ انسانوں نے تمام حقوق ادا کرنا چھوڑ دیئے ہیں اگر انسان ایک دوسرے کا حق پوری دیانت

> کلام الٰہی کی حقانیت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اس نے ۱۴سو برس پہلے آج کے مسائل سے آگاہی کردی اور انسانوں کو یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ خبردار! کائنات کی فطرت وتوازن میں خلل نہ ڈالنا، یہ حکم اس لئے بھی دیا گیا کہ زمین وآسمان میں جو کچھ ہے پروردگار عالم نے انسان کیلئے مسخر کردیا ہے اور روز ازل سے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ انسان غیر معمولی ترقی کرے گا۔

داری اور ذمہ داری سے ادا کرنے لگیں اور کائنات کا توازن درہم برہم کرنے سے گریز کریں تو یہ دنیا آج جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔

حقوقِ نسواں: رحمت عالم کے ارشادات وکردار کی روشنی میں

حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے وقت پورا عالم اور خاص کر جزیرۂ نما عرب گہری تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا چہار طرف فسق وفجور، جہالت وگمراہی اور وحشت وبربریت کا دور دورہ تھا، تہذیب، اخلاق، امن، انصاف اور محبت واخوت کا دور دور تک نشاں نہ تھا حقوق انسانی بے دردی سے پامال کئے جارہے تھے، جہالت وگمراہی کا سب سے بڑا نشانہ عورت کی ذات بنی ہوئی تھی، اکثر لڑکیاں پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردی جاتیں، عورتوں کو پیر کی خاک سے بدتر سمجھا جاتا، ایک ایک مرد اپنے پاس

(بقیہ ص ۱۴ پر)

جمعیۃ علماء ہند کے محترم صدر اور دارالعلوم دیوبند کے معاون مہتمم
امیرالہند حضرت مولانا قاری سیدمحمد عثمان صاحب منصورپوری نوراللہ مرقدہٗ
کی حیات وخدمات پر مشتمل
ہفت روزہ الجمعیۃ نئی دہلی کا
امیرالہند رابع نمبر
انشاء اللّٰہ ماہ نومبر ۲۰۲۱ء میں منظرعام پر آرہا ھے
تفصیلات آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں
رابطہ ہفت روزہ الجمعیۃ، مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
موبائل: 09868676489 — ای میل: aljamiatweekly@gmail.com

ہفت روزہ الجمعیۃ انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے، لاگ آن کریں: www.aljamiat.in
رابطہ: 9811198820 ای۔میل: aljamiatweekly@gmail.com

ضروری اعلان
آپ براہِ کرم مدتِ خریداری ختم ہوتے ہی زرِ سالانہ ارسال فرمائیں۔ خط وکتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
ادائیگی کے طریقے: 1 بذریعہ منی آرڈر
2 Paytm یا PhonePe کے ذریعہ
9811198820 پر
ALJAMIAT WEEKLY
3 آن لائن ادائیگی کیلئے بینک اکاؤنٹ کی تفصیل
A/c. 912010065151263
Axis Bank, Branch: Chitranjan Park, N.D.
IFS Code : UTIB0000430

شرح خریداری

سالانہ	200/-
ششماہی	100/-
فی پرچہ	5/-
پاکستان اور بنگلہ دیش کے لئے	2500/-
دیگر ممالک کے لئے	3000/-

رابطہ: منیجر ہفت روزہ الجمعیۃ مدنی ہال (بیسمینٹ) ۱، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی ۲
فون: 011-23311455

Printed & Published by SHAKIL AHMAD SYED on behalf of Jamiat Trust Society printed at Shervani Art Printers, 1480, Qasimjan Street, Ballimaran, Delhi-6 and Published from Madani Hall,1, Bahadur Shah Zafar Marg, New Delhi-110002. Editor MOHD. SALIM, Ph. No. 23311455, 23317729, Fax No.: 23316173.
Designing & Composing: HUMRAN AZMI